امیر المومنین سیدنا

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حصہ اول

حیات و خدمات

حصہ دوم

اعتراضات و جوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دار الایمان

نام کتاب	—	امیر المومنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
تالیف	—	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	—	مئی 2026ء
بار اشاعت	—	دوم
تعداد اشاعت	—	1100
ناشر	—	مکتبہ دار الایمان

مکتبہ دار الایمان

دار الایمان (رجسٹرڈ)

0300-6623540 / 0321-6353540

@darulimansgd

www.Darulimansgd.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مکتبہ دار الایمان کی طرف سے اس کتاب کو دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور اشاعت سے قبل ادارہ سے اجازت لینا ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 16

﴿حصہ اول﴾ حیات وخدمات

شخصی تعارف 19

ولادت: 19

نام ونسب: 19

نسبی تعلقات: 20

بچپن 22

سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کی لوری: 22

بچپن میں سرداری کے آثار: 22

بچپن کا ایک واقعہ: 23

رشتہ داریاں 25

1:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف: 25

2:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ نسبتی: 25

3:حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رشتہ داری: 26

4:حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے رشتہ داری: 26

5:اہلِ ایمان سے روحانی رشتہ: 27

قبولِ اسلام 28

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں 30

پڑھے لکھے خاندان کا عظیم فرد: 30

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں: 30

کاتبِ کلام اللہ: 35

کاتب کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: 38

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ: 40

غزوۂ حنین میں: 42

دعائے نبوی سے خلافت کا اشارہ: 42

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں 45

جنگِ یمامہ میں شرکت: 45

بطورِ امیر لشکر: 46

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں 47

جنگ یرموک میں شرکت: 47

سیاسی مشاورت: 48

حج کے موقع پر حاضری: 49

والی حمص کا تقرر: 49

سالانہ وظیفہ دس ہزار دینار: 50

مصائب میں مسکرانا: 50

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ معاویہ رضی اللہ عنہ میں خیر ہی خیر دیکھی: 51

شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ: 52

فرمانِ عمر رضی اللہ عنہ کہ فرقہ بندی سے بچو ورنہ شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں: 53

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں 55

ساحلی علاقوں کی مضبوطی: 55

پہلا بحری جہاد: 55

میری امت کا پہلا بحری لشکر جہاد جنتی ہے: 57

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت: 57

مجھ سے سب راضی گئے: 59

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں 60

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خود سے افضل سمجھنا: 60

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام: 61

فریقین مسلمان اور جنتی ہیں... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ: 62

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں 63

شہادت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اہل اسلام کی توقعات: 63

کوفہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت: 64

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اہم شرط: 64

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قتل معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیش کش ٹھکرا دی: 65

خلافت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ: 66

شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ خلافت: 66

متحدہ خلافت کی ممکنہ صورتیں: 67

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح اور بیعت کی تفصیلات 69

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے صلح کی پہل: 69

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا صلح کی تجویز کو قبول کرنا: 70

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شرائطِ صلح کو قبول فرمانا: 71

چار شرائط: 72

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دی: 75

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان معاویہ رضی اللہ عنہ پر متفق ہو جاؤ: 77

صلحِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسنین کریمین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کی رضامندی: 78

صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ: 79

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی 79

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے امیر المؤمنین ہونے پر اتفاق 81

1:حضرت حسن رضی اللہ عنہ: 81

2:حضرت حسین رضی اللہ عنہ 82

3:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: 83

4:حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما: 84

5:حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما: 84

6:جنگ صفین سے کنارہ کش رہنے والوں کی بیعت: 86

7:اہل کوفہ: 86

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ: 86

اپنے زمانہ خلافت میں 88

ذکر اللہ: 88

خشیتِ الٰہی: 89

فکرِ آخرت: 90

عاجزی وانکساری: 94

ایفائے عہد: 94

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسئلہ توسل: 95

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مزاح: 96

مکارمِ اخلاق: 97

مختصر پر اثر نصیحتیں: 98

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام: 99
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام: 99
لطائف و معارف: 100
آثارِ حرمین شریفین کی نگہداشت: 101
جہادی کارنامے اور فتوحات 103
سن وار فتوحات: 103
قیروان اور اس کی فتح: 105
آبادکاری اور فوجی مراکز: 106
رفاہی امور 108
رعایا کی خبر گیری: 108
بچوں کا سرکاری وظیفہ: 109
نہروں اور چشموں کی منصوبہ بندی: 109
"قناۃ معاویہ" نہر کھدوانے کا کارنامہ: 109
مدینہ کے مویشیوں کے لیے بند بنوانا: 110
خاندانِ نبوت سے حسن سلوک 111
امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے حسنِ سلوک: 111
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت: 111
حضرت حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے محبت: 111

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت: 112
خاندان بنو ہاشم سے محبت: 112
اَوّلیاتِ معاویہ رضی اللہ عنہ 114
بحری جہاد 114
محکمہ سیکیورٹی 114
محکمہ دیوان الخاتَم 114
سفر آخرت 116
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ: 116
متبرکاتِ مقدسہ سے حصولِ فیض: 116
وصیت: 118
تقویٰ کی تلقین: 118
وفات: 118
وفات کی اطلاع: 119
جنازہ: 120
مدفن: 120
مدتِ خلافت: 120
جنت کی نبوی بشارت: 120
جنت میں ملاقات کی نبوی بشارت: 121
جنت میں نبوی پڑوس کی بشارت: 121

﴿حصہ دوم﴾ اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر1: "معاویہ "نام کا لغوی معنی درست نہیں 124
جواب نمبر1: 124
جواب نمبر2: 125
جواب نمبر3: 126
اعتراض نمبر2: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے" 130
جواب نمبر1: 130
جواب نمبر2: 131
جواب نمبر3: 133
جواب نمبر4: 136
اعتراض نمبر3: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو" 139
جواب نمبر1: 139
جواب نمبر2: 141
جواب نمبر3: 143
اعتراض نمبر4: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کی 145
جواب نمبر1: 145
جواب نمبر2: 148
جواب نمبر3: 148

اعتراض نمبر 5: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معاویہ اس امت کا فرعون ہے" 149

جواب نمبر 1: 149

جواب نمبر 2: 151

اعتراض نمبر 6: حدیثِ عمار رضی اللہ عنہ کی بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت باغی تھی 152

جواب نمبر 1: 153

جواب نمبر 2: 155

✪ فریقین کا "مؤمن" ہونا 156

✪ فریقین کا جنتی ہونا 157

✪ فریقین کا مجتہد ہونا 158

✪ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنا 163

✪ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فضائل و مناقب کا حامل ہونا 164

جواب نمبر 3: 165

جواب نمبر 4: 167

جواب نمبر 5: 168

اعتراض نمبر 7: حدیثِ عمار کی بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت جہنم کی طرف بلانے والی ہے 169

جواب نمبر 1: 170

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ کے بغیر مروی چند طرق: 171

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ کے ساتھ مروی چند طرق: 173

جواب نمبر 2: 174

جواب نمبر 3: 175

اعتراض نمبر 8: امام ابو حنیفہ نے کہا: میں اس زمانے میں ہوتا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوتا .. 177

جواب: 178

اعتراض نمبر 9: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ؛ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقف کو غلط سمجھتے تھے 179

جواب نمبر 1: 179

جواب نمبر 2: 180

اعتراض نمبر 10: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی کہا 182

جواب: 183

❖ ملا علی قاری رحمہ اللہ کا موقف: 183

❖ عبارت بالا کی وضاحت: 185

اعتراض نمبر 11: نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صحیح روایت نہیں 187

جواب نمبر 1: 188

جواب نمبر 2: 189

جواب نمبر 3: 189

اعتراض نمبر 12: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ و شتم کروایا 191

جواب نمبر 1: 192

جواب نمبر 2: 198

جواب نمبر3: 199
جواب نمبر4: 200
اعتراض نمبر13: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خود کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے 201
جواب نمبر1: 202
جواب نمبر2: 203
اعتراض نمبر14: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی 205
جواب نمبر1: 206
جواب نمبر2: 207
جواب نمبر3: 207
اعتراض نمبر15: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد مقرر کیا 209
جواب: 209
پہلی بات: ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت: 209
دوسری بات: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ بنانے کی وجوہات 211
یزید کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف: 216
اعتراض نمبر16: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرائطِ صلح کی پاسداری نہیں کی 221
جواب: 222
1: شرائطِ صلح روایاتِ صحیحہ سے 222
شرائطِ صلح کی پاسداری: 226

2: شرائطِ صلح روایاتِ غیر معتبرہ سے 227
شرط نمبر 1: 227
جواب: 227
شرط نمبر 2: 228
جواب: 228
اعتراض نمبر 17: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت؛ خلافتِ راشدہ کے دور جیسا نہیں تھا 229
جواب: 230
"خلافتِ راشدہ" کا مفہوم: 230
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فرق: 231
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافتِ عادلہ": 232
اعتراض نمبر 18: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے لیے جبراً بیعت لی 233
جواب نمبر 1: 233
جواب نمبر 2: 234
اعتراض نمبر 19: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکر و فریب کے ساتھ یزید کے لیے بیعت لی 235
جواب: 236
اعتراض نمبر 20: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے لیے رشوت دی 238
جواب: 239
اعتراض نمبر 21: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؛ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوئے 240

جواب نمبر1: 241

جواب نمبر2:.. 241

جواب نمبر3:.. 242

اعتراض نمبر22:سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قصاصِ عثمان کے مطالبہ کے حقدار نہیں تھے 244

جواب: 244

1: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا چچازاد بھائی ہونا: 245

2: اولادِ عثمان کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ مقرر کرنا: 246

اعتراض نمبر23:سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قاتلینِ عثمان سے قصاص نہ لیا 248

جواب: 249

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ، أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل ہے کہ اس نے ہمیں نعمتِ ایمان سے سرفراز فرمایا اور ہمیں اھل السنۃ والجماعۃ کے اس اجماعی عقیدہ پر قائم رکھا جس کی بنیاد کتاب و سنت اور فہمِ سلف صالحین پر ہے۔ تاریخِ اسلام کے روشن ابواب میں جن عظیم ہستیوں کے نقوشِ قدم رہتی دنیا تک امت کے لیے مینارۂ نور بن کر جلوہ گر رہیں گے، ان میں جلیل القدر صحابی، کاتبِ وحی، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا نام نہایت نمایاں اور درخشاں حیثیت رکھتا ہے۔

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی، آپ وحیِ الٰہی کے امین کاتبوں میں شامل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور تربیت کا خصوصی فیض پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ علم، حلم، تدبر، سیاستِ شرعیہ اور حسنِ انتظام کا ایسا حسین امتزاج ہے جو اسلامی تاریخ میں ایک مستقل باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ خلافت و امارت کے میدان میں آپ رضی اللہ عنہ نے جس بصیرت، بردباری اور دور اندیشی کا مظاہرہ کیا اس کے اثرات صرف اپنے دور تک محدود نہ رہے بلکہ امت کے اجتماعی نظم، ریاستی استحکام اور دعوتی وسعت پر گہرے اور دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے: فتوحات کی توسیع، بحری قوت کی بنیاد، نظمِ سلطنت، امن و امان کا قیام، اور علمی و دینی سرپرستی یہ سب ایسے نمایاں کارنامے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کی قیادت، حکمت اور حسنِ تدبیر کے شاہد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے انہی پہلوؤں کا تذکرہ اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب کو دو حصوں میں مرتب کیا گیا ہے:

اوّل حصے میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی حیات و خدمات کا مستند، منصفانہ اور جامع تذکرہ پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو اس عظیم صحابی کے مقام و مرتبہ، کردار و خدمات اور تاریخی حیثیت کا واضح تعارف

حاصل ہو۔

دوسرے حصے میں ان اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے جو مختلف ادوار میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے۔ ان اعتراضات کے جوابات ہم نے اعتدال اور تحقیق کے ساتھ دیے ہیں تاکہ قاری کا ذہن تشفی پائے اور حق و انصاف پر مبنی موقف سامنے آئے۔

یہ کتاب درحقیقت خلفائے راشدین و کبار صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایک جامع سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کے ذریعے ہم امت کو اس کے اسلاف کی روشن سیرتوں سے جوڑنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سمیت تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت، ادب اور پیروی کو ہمارے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَزْوَاجِہٖ أَجْمَعِیْنَ۔

محتاجِ دعا

سرپرست مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بدھ: 26-ذوالقعدہ 1447ھ - 13، مئی 2026ء

﴿حصہ اول﴾

حیات و خدمات

شخصی تعارف

بنو امیہ کا وہ خوش نصیب شخص جسے دنیا جرنیلِ اسلام، کاتبِ وحی، فاتحِ عرب وعجم، امامِ تدبیر وسیاست اور سب سے بڑی اسلامی ریاست کے حکمران کے تعارف سے جانتی ہے، وہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ہے۔

جب سے تاریخ کا قلمدان متعصب مزاج لوگوں کے ہاتھ آیا ہے، حقائق کو مسخ کر کے اس عظیم المرتبت شخصیت کے ساتھ جتنی بے انصافی برتی گئی ہے، شاید کسی اور کے ساتھ اتنی نہ برتی گئی ہو۔ اس لیے ان کے شان و مقام عظمت اور سنہری کارناموں کو بیان کرنا جہاں ہماری ایمانی عقیدت کا مسئ&^لہ ہے وہاں پر تاریخ سے انصاف کا تقاضا بھی ہے۔

ولادت:

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

"مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ" بْنُ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ الْقُرَشِيُّ الْأُمَوِيُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وُلِدَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِخَمْسِ سِنِينَ، وَقِيلَ: بِسَبْعٍ، وَقِيلَ: بِثَلَاثَ عَشَرَةَ وَالْأَوَّلُ أَشْهَرُ.[1]

ترجمہ: "معاویہ بن ابی سفیان" بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی امیر المؤمنین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 5 یا 7 یا 13 سال پہلے پیدا ہوئے۔ مشہور قول پہلا (5 سال پہلے والا) ہے۔

نام ونسب:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ قُصَيٍّ.[2]

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج3ص1855 رقم الترجمۃ 8071

[2] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص408 فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: (والد کی طرف سے سلسلہ نسب اس طرح ہے) معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

أُمُّهُ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ (بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ). [3]

ترجمہ: (والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب اس طرح ہے) ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس (بن عبد مناف بن قصی)۔

نسبی تعلقات:

آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان (بنو امیہ) کا خاندانِ نبوت (بنو ہاشم) سے بہت گہرا تعلق ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب اس طرح ذکر کیا ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ. [4]

ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن اِلیاس بن مُضَر بن نِزار بن مَعَدّ بن عدنان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں ایک نام "عبد مَناف" کا ہے جو تین واسطوں (عبد اللہ، عبد المطلب، ہاشم) سے آپ کے دادا بنتے ہیں۔ عبد مناف کے چار بیٹے ہیں: ہاشم، مُطلب، نَوفل اور عبد شمس۔

1: ہاشم: ان کی نسل سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن

---

[3] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص408 فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[4] صحیح البخاری: باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عبد مناف۔

2:مطلب: ان کی نسل سے حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو سفیان بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔

نوٹ: مطلب وہی ہیں جو اپنے بھتیجے "شیبۃ الحمد" بن ہاشم (عبد المطلب) کو ان کی والدہ سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ لے آئے۔ اس بچے کو لوگوں نے کہا کہ یہ مطلب کا غلام ہے یعنی عبد المطلب۔ چنانچہ ان کا نام ہی "شیبۃ الحمد" سے عبد المطلب پڑ گیا۔

3:نوفل: ان کی نسل سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف۔

4:عبد شمس: ان کی نسل سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

عبدِ مناف پر جا کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب مل جاتا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے عبد مناف پر ملتا ہے۔

والد کی طرف سے...... معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

والدہ کی طرف سے...... معاویہ بن ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

فائدہ: عبد شمس کی نسل سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ عثمان بن عفان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ (اس لیے خونِ عثمان کے قصاص کے معاملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تھا)

نوٹ: "ابو سفیان" نام کے دو شخص ہیں۔

1: ابو سفیان بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں)

2: ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں)

بچپن

سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کی لوری:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ هِنْدٌ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) تَحْمِلُهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ، وَتَقُوْلُ:

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب بچے تھے سیدہ ہند رضی اللہ عنہا ان کو جھولا جھلاتی اور یہ لوری دیتی:

إِنَّ بُنَيَّ مُعْرِقٌ كَرِيْمٌ　　مُحَبَّبٌ فِيْ أَهْلِهٖ حَلِيْمٌ

ترجمہ: میرا بیٹا خاندانی شریف کریم ہے۔ گھر والوں کو محبوب اور بردبار ہے۔

لَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَا لَئِيْمٌ　　وَلَا صَجُوْرٌ وَلَا سَئُوْمٌ

ترجمہ: بیہودہ گو بھی نہیں اور بری خصلت والا بھی نہیں۔ نہ لاغر ہے اور نہ ہی (مشکلات میں) گھبرانے والا ہے۔

صَخْرُ بَنِيْ فِهْرٍ بِهٖ زَعِيْمٌ　　لَا يُخْلِفُ الظَّنَّ وَلَا يَخِيْمٌ

ترجمہ: قبیلہ بنو فہر کا سردار ہے۔ توقعات کے خلاف نہیں کرتا اور نہ ہی قتال سے پیچھے ہٹتا ہے۔[5]

بچپن میں سرداری کے آثار:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

نَظَرَ أَبُوْ سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) يَوْمًا إِلٰى مُعَاوِيَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) وَهُوَ غُلَامٌ فَقَالَ لِهِنْدٍ: إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا لَعَظِيْمُ الرَّأْسِ وَإِنَّهٗ لَخَلِيْقٌ أَنْ يَسُوْدَ قَوْمَهٗ. فَقَالَتْ هِنْدٌ: قَوْمَهٗ فَقَطْ؟ ثَكِلْتُهٗ إِنْ لَمْ يَسُدِ الْعَرَبَ قَاطِبَةً.[6]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب چھوٹے تھے اس زمانے میں ایک دن حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے

---

[5] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص513 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[6] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص513 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

آپ کو دیکھا تو اپنی بیوی ہند رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے: میرا یہ بیٹا بڑے سر والا ہے، اس بات کا اہل ہے کہ اپنی قوم کا سردار ہو۔ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ صرف اپنی قوم کا؟ ایسی بات نہیں، اگر یہ سارے عرب کا سردار نہ ہو تو پھر اس کی ماں اس (کے نصیب) پر روئے۔

فائدہ: ایک ضرب المثل ہے: "سر بڑے سرداروں کے اور پاؤں بڑے گنواروں کے"۔

بچپن کا ایک واقعہ:

سریہ رجیع سن 3 ہجری ماہ صفر المظفر میں پیش آیا اس موقع پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے حرم کی حدود سے باہر تنعیم میں لایا گیا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دو جس میں میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

کفار نے اجازت دے دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور مشرکین کو متوجہ کر کے فرمایا کہ میں نے اس وجہ سے نماز لمبی نہیں کہ کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے موت کے ڈر سے نماز لمبی کی ہے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے یہ انہیں بد دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهمَّ أَحۡصِهِمۡ عَدَدًا وَاقۡتُلۡهُمۡ بَدَدًا وَلَا تُغَادِرۡ مِنۡهُمۡ أَحَدًا. ثُمَّ قَتَلُوۡهُ، رَحِمَهُ اللهُ.

ترجمہ: اے اللہ! ان کو ایک ایک کر کے اپنی گرفت میں لیجیے! انہیں چن چن کے قتل کر دیجیے، ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ باقی چھوڑیئے۔ پھر ان مشرکین نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اللہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافری رحمہ اللہ (ت 213ھ یا 217ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَانَ مُعَاوِيَةُ بۡنُ أَبِي سُفۡيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنۡهُمَا) يَقُوۡلُ: حَضَرۡتُهُ يَوۡمَئِذٍ فِيۡمَنۡ حَضَرَهُ مَعَ أَبِي سُفۡيَانَ فَلَقَدۡ رَأَيۡتُهُ يُلۡقِينِي إِلَى الۡأَرۡضِ فَرَقًا مِنۡ دَعۡوَةِ خُبَيۡبٍ وَكَانُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُعِيَ عَلَيۡهِ فَاضۡطَجَعَ لِجَنۡبِهِ زَالَتۡ عَنۡهُ. [7]

[7] السیرۃ النبویہ لابن ہشام: حصہ اول ص 150 تحت مقتل خُبیب وحدیث دُعوتِہٖ

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی اس وقت اپنے والد ابو سفیان کے ساتھ اسی جگہ موجود تھا۔ جس وقت حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو بد دعا دی تو میرے والد نے مجھے اسی وقت زمین پر لٹادیا اور یہ سب منظر میں دیکھ رہا تھا۔ اس وقت لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ جس کے خلاف بد دعا کی جائے اور وہ پہلو کے بل (زمین پر) لیٹ جائے تو اس پر بد دعا کا اثر نہیں ہوتا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رشتہ داریاں

1: رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف:

امام محمد بن حبیب بن امیۃ بن عمرو الہاشمی ابو جعفر بغدادی رحمہ اللہ (ت245ھ) فرماتے ہیں:

"مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ" بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ. كَانَتْ عِنْدَهٗ قَرِيْبَةُ الصُّغْرٰى بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ أُخْتُ أُمِّ سَلَمَةَ لِأَبِيْهَا لَمْ تَلِدْ لَهٗ. [8]

ترجمہ: قَریبہ صُغریٰ بنت ابی امیہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ کے نکاح میں تھیں جو کہ (ام المؤمنین سیدہ) ام سلمہ کی باپ شریک بہن تھیں۔ ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اولاد نہیں تھی۔

فائدہ: اس رشتہ کے اعتبار سے آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنتے ہیں کیونکہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح اور ان کی بہن قریبہ صغریٰ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

2: رسول اللہ ﷺ کے برادرِ نسبتی:

امام احمد بن محمد بن الحسین بن الحسن ابو نصر البخاری الکلاباذی رحمہ اللہ (ت398ھ) فرماتے ہیں:

رَمْلَةُ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) . . . وَاسْمُهٗ صَخْرُ بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ قُصَيٍّ . . . أُمُّ حَبِيْبَةَ أُخْتُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْقُرَشِيَّةُ الْأُمَوِيَّةُ الْمَدَنِيَّةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [9]

ترجمہ: رملہ بنت ابی سفیان ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قریشی اموی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کے والد کا نام

---

[8] کتاب الْمُحَبَّر لابن جعفر: ص102 اسلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[9] الهداية والارشاد فی معرفة اهل الثقة والسداد للكلاباذی: ج2ص843رقم الترجمة1423

صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے۔ آپ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی بہن ہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

3: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رشتہ داری:

امام ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف ابی محمد القضاعی الکلبی المِزّی رحمہ اللہ (ت 742ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَبدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ الْقَرَشِيُّ الْهَاشِمِيُّ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ .... وَأُمُّهُ هِنْدُ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أُخْتُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ. وُلِدَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ فَحَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ. [10]

ترجمہ: ابو محمد عبد اللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی المدنی ...... ان کی والدہ ہند بنت ابوسفیان (بن حرب بن امیہ اموی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی بہن ہیں۔ عبد اللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھٹی بھی دی ہے۔

فائدہ: اس رشتے کے اعتبار سے حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی نوفل بن حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن "ہند" کے شوہر ہیں۔

4: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے رشتہ داری:

(شیعہ مصنف) ابو الفرج علی بن حسین الہیثم المروانی الاموی القُرشی الاصبہانی (ت 356ھ) لکھتے ہیں:

عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَهُوَ عَلِيُّ الْأَكْبَرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَا عَقْبَ لَهُ وَيُكَنّٰى أَبَا الْحَسَنِ وَأُمُّهُ لَيْلٰى بِنْتُ أَبِيْ مُرَّةَ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيِّ وَأُمُّهَا مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. [11]

---

[10] تھذیب الکمال فی اسماء الرجال للمزّی: ج14 ص397 رقم الترجمۃ 3216

[11] مقاتل الطالبیین لابی الفرج الاصفھانی: ص86 باب ذکر خبر الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

ترجمہ: علی بن حسین (بن علی بن ابی طالب) جو کہ علی اکبر کہلاتے ہیں ان کی اولاد نہیں ہے ان کی کنیت ابو الحسن ہے۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت ابو مرہ بن عروہ بن مسعود الثقفی ہیں اور ان (لیلیٰ بنت ابو مرہ) کی والدہ میمونہ بنت ابوسفیان بن حرب ہے۔ (جو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں)

فائدہ: اس رشتے کے اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ساس بنتی ہیں۔

5: اہلِ ایمان سے روحانی رشتہ:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿عَسَى اللهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً﴾ قَالَ: الْمَوَدَّةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَهُمْ تَزْوِيجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَكَانَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُعَاوِيَةُ خَالَ الْمُؤْمِنِيْنَ. [12]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت ﴿عَسَى اللهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً﴾ میں موجود لفظ "مودۃ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا ایک مصداق یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مابین مودۃ (محبت) رکھ دی ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی۔ اس رشتے کی وجہ سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ اہل ایمان کی ماموں بنے۔

---

[12] الشریعۃ للآجُرّی: ص696 رقم الحدیث 1988

قبولِ اسلام

امام ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) يَقُولُ: أَسْلَمْتُ عُمْرَةَ الْقَضِيَّةِ لَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُ إِسْلَامِي عِنْدَهُ فَقَبِلَ مِنِّي. [13]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے (صلح حدیبیہ کے بعد 7 ہجری میں) عمرة القضا کے موقع پر اسلام قبول کیا اپنے اسلام کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تو آپ نے اسے میری طرف سے قبول فرمایا۔

اشکال:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَسْلَمَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَامَ الْفَتْحِ. [14]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ والے سال اسلام لائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ سن 8 ہجری میں مسلمان ہوئے جبکہ التاریخ الکبیر میں آپ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا تذکرہ سن 7 ہجری میں ملتا ہے

جواب:

آپ رضی اللہ عنہ نے سن 7 ہجری میں اسلام قبول کیا لیکن اس کا کھلم کھلا اظہار سن 8 ہجری فتح مکہ والے سال کیا۔ چنانچہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت

[13] التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة: ج2 ص629 تحت الرقم 2634

[14] البداية والنهاية لابن كثير ج4 ص513 ترجمة معاوية وذكر شئ من ايامه وماورد في مناقبه وفضائله

نقل کرتے ہیں:

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَسْلَمْتُ يَوْمَ الْقَضِيَّةِ وَلٰكِنْ كَتَمْتُ إِسْلَامِي مِنْ أَبِي، ثُمَّ عَلِمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لِيْ: هٰذَا أَخُوكَ يَزِيْدُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنْكَ عَلٰى دِيْنِ قَوْمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ آلُ نَفْسِيْ جَهْدًا. قَالَ مُعَاوِيَةُ: وَلَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلَّم مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَإِنِّي لَمُصَدِّقٌ بِهِ، ثُمَّ لَمَّا دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ أَظْهَرْتُ إِسْلَامِي فَجِئْتُهُ فَرَحَّبَ بِي. [15]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عمرۃ القضاء والے سال (سن 7 ہجری) میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اپنے اسلام کو والد سے مخفی رکھا۔ پھر جب میرے والد کو میرے اسلام لانے کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے کہا کہ تیرا بھائی یزید تجھ سے بہتر ہے (کیونکہ) وہ اپنی قوم کے دین پر ہے۔ میں نے والد سے کہا کہ میں نے بھی تو (حق پانے کی) کوشش میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (ایک اور روایت میں) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء میں میرے پاس مکہ تشریف لائے۔ اس وقت میں نے آپ کی تصدیق کی (یعنی اسلام قبول کر لیا) پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال تشریف لائے تو میں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہو کر) مجھے مرحبا کہا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[15] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص512 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وما ورد فی مناقبہ وفضائلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں

پڑھے لکھے خاندان کا عظیم فرد:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بَلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ جَهْمِ الْعَدَوِيّ قَالَ: دَخَلَ الْإِسْلَامُ وَفِيْ قُرَيْشٍ سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ يَكْتُبُ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَطَلْحَةُ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَأَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَحَاطِبُ بْنُ عَمْرٍو أَخُوْ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيّ عَنْ قُرَيْشٍ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَأَبَانُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَخُوْهُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ الْعَامِرِيُّ وَحُوَيْطَبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزّٰى الْعَامِرِيُّ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَجُهَيْمُ بْنُ الصَّلْتِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَمِنْ حُلَفَاءِ قُرَيْشٍ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَضْرَمِيُّ. [16]

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن عبد اللہ بن ابو جہم عدوی سے مروی ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت قریش میں 17 اشخاص ایسے تھے جو پڑھے لکھے تھے۔ عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، ابو عبیدہ بن جراح، طلحہ، یزید بن ابو سفیان، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، حاطب بن عمرو جو سہیل بن عمرو عامری کے بھائی ہیں، ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی، ابان بن سعید بن العاص بن امیہ، ان کے بھائی خالد بن سعید، عبد اللہ بن سعد بن ابو سرح العامری، حویطب بن عبد العزیٰ العامری، ابو سفیان بن حرب بن امیہ، معاویہ بن ابی سفیان، جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف اور حلفاء قریش میں سے علاء بن حضرمی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں متعدد دعائیں ارشاد فرمائی

[16] فتوح البلدان للبَلاذری: ص280 باب الامر الخط

ہیں۔ یہ دعائیں اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوت میں خاص قرب، اعتماد اور قدر و منزلت حاصل تھی۔ ظاہر ہے کہ جن خوش نصیب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیر، ہدایت، علم اور برکت کی دعائیں فرمائیں، ان کی شان و مقام کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

[1]: علم کے لیے دعا:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ وَحْشِي بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَلْفَهُ فَقَالَ: مَا يَلِيْنِي مِنْكَ؟ قَالَ: بَطْنِي قَالَ: اَللّٰهُمَّ امْلَأْهُ عِلْمًا. [17]

ترجمہ: حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم کے قریب تر ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرا پیٹ (آپ کے جسم سے ملا ہوا ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے (مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک ہے) علم سے بھر دے۔

[2،3،4]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ. [18]

ترجمہ: حضرت عِرباض بن ساریہ السُّلَمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو (قرآن و سنت کو) لکھنے کا اور (امور سیاست میں بہترین) حساب کا علم عطا فرما اور (دنیا و آخرت میں) عذاب سے محفوظ فرما۔

---

[17] تاریخ الاسلام للذھبی: ج4 ص310 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[18] الشریعۃ للآجُرّی: ص692 رقم الحدیث 1971

فائدہ: اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تین دعائیں مانگی ہیں:

1: قرآن وسنت کو لکھنے کا طریقہ آجائے۔

2: امورِ سیاست کے حساب کا علم آجائے۔

3: عذاب سے حفاظت ہو جائے۔

[5،6،7]: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ. [19]

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ (مُزَنی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے، اور اس کے ذریعے (دوسروں کو بھی) ہدایت عطا فرما۔

فائدہ نمبر1: اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تین دعائیں مانگی ہیں:

1: معاویہ کو "ہادی" یعنی راہِ راست دکھانے والا بنا۔

2: معاویہ کو "مہدی" یعنی ہدایت یافتہ بنا۔

3: معاویہ کے ذریعے ہدایت کے فیصلے فرما۔

فائدہ نمبر2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو مہدی ہونے کی جو دعا دی تھی وہ پوری ہوئی ہے۔

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[19] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3842

عَنِ الْأَعْمَشِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ: لَوْ رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُلْتُمْ: هُوَ الْمَهْدِيُّ. [20]

ترجمہ: حضرت اعمش رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر آپ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتے تو ان کے مہدی ہونے کے قائل ہو جاتے۔ (یعنی آپ لوگ ان کی قبولیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے کہ واقعی وہ مہدی تھے۔)

[8،9،10]: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهٗ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُوْلٰى. [21]

ترجمہ: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما، اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

فائدہ نمبر1: اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تین دعائیں مانگی ہیں:

1: دنیا میں رہنمائی کی دعا۔

2: ہلاکت سے حفاظت کی دعا۔

3: آخرت اور دنیا میں مغفرت کی دعا۔

فائدہ نمبر2: اس دعا کے پس منظر میں امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُمِّ حَبِيْبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَقَّ

---

[20] الشریعۃ للآجُرّی: ص701 رقم الحدیث2010

[21] المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص498 رقم الحدیث1838

الْبَابَ دَاقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُنْظُرُوْا مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: اِئْذَنُوْا لَهٗ، وَدَخَلَ، وَعَلٰى أُذُنِهٖ قَلَمٌ لَهٗ يَخُطُّ بِهٖ، فَقَالَ: مَا هٰذَا الْقَلَمُ عَلٰى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: قَلَمٌ أَعْدَدْتُّهٗ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ، قَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا، وَاللهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفْعَلُ مِنْ صَغِيْرَةٍ وَلَا كَبِيْرَةٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ بِكَ لَوْ قَدْ قَمَّصَكَ اللهُ قَمِيصًا؟ يَعْنِي: الْخِلَافَةَ. فَقَامَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَإِنَّ اللهَ مُقَمِّصٌ أَخِيْ قَمِيْصًا؟ قَالَ: نَعَمْ! وَلٰكِنْ فِيهِ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَادْعُ لَهٗ. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهٗ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُوْلٰى. [22]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ جواب ملا کہ معاویہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر بلائیں! آپ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ (قرآن، فرامین رسول، مکاتیب پیغمبر وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے معاویہ! آپ نے کان پر قلم کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو لکھنے کے لیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم آپ کو میری طرف سے (اپنی شان کے مطابق) جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ سے کتابت والا کام اللہ کے حکم کی بنیاد پر کراتا ہوں کیونکہ میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ عزوجل کی وحی کے تحت کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) عطا فرمائے تو اس وقت آپ کی حالت کیا ہو گی؟ (آپ کس طرح معاملات سرانجام دیں گے؟) یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں

[22] المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص498 رقم الحدیث 1838

گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں ! لیکن (میرے زمانے کے بنسبت اس زمانے میں) شر وفساد زیادہ ظاہر ہو گا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں خیر کی دعا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما اور اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

[11]: سلطنت کے استحکام کی دعا:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهٗ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ. [23]

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مُخلّد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو (قرآن و سنت کو) لکھنے کا علم عطا فرما ان کی سلطنت کو مستحکم فرما اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔

کاتبِ کلام اللہ:

ساری انسانیت کی تا صبح قیامت رہنمائی کے لیے بنیادی طور پر جس کتاب کو اولیت حاصل ہے وہ قرآن کریم ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جب اس کو لکھا جاتا تھا تو اس کے لیے قابل اعتماد اور پڑھے لکھے اشخاص کا تقرر ہوتا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے پر چند روایات اور ائمہ کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَهٗ يَكْتُبُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ كَاتِبَكَ هٰذَا الْأَمِيْنٌ. [24]

---

[23] الشریعة للآجُرّی: ص 693، رقم الحدیث 1977

[24] الشریعة للآجُرّی: ص 697، رقم الحدیث 1992

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف فرما تھے اور وحی کی کتابت کر رہے تھے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: اے محمد! آپ کے یہ کاتب (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) امانت دار ہیں۔

[2]: امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم قرطبی رحمہ اللہ (ت 456ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَانَا(مُعَاوِيَةُ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) مُلَازِمَيْنِ لِلْكِتَابَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَحْيِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لَا عَمَلَ لَهُمَا غَيْرُ ذٰلِكَ. [25]

ترجمہ: حضرت معاویہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قرآن اور احادیث مبارکہ کو لکھنے کے لیے اکثر اوقات موجود رہتے تھے، اور ان دونوں کا اس اہم کام کے علاوہ دیگر (مستقل طور پر) کوئی اور کام نہیں تھا۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مستقل تشکیل اسی کام کی تھی۔

[3]: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر انصاری الجزرجی شمس الدین قرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: أَلْقِ الدَّوَاةَ وَحَرِّفِ الْقَلَمَ وَأَقِمِ الْبَاءَ وَفَرِّقِ السِّيْنَ وَلَا تُعَوِّرِ الْمِيْمَ وَحَسِّنِ اللهَ وَمُدَّ الرَّحْمٰنَ وَجَوِّدِ الرَّحِيْمَ. [26]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں قرآن کریم کو لکھا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے معاویہ! دوات کی سیاہی درست رکھو، قلم کو ٹیڑھا کرو،

[25] جوامع السیرۃ لابن حزم: ص 27 فصل كُتَّابُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[26] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج 2 ص 2391، 2392 تحت سورۃ العنکبوت، رقم الآیۃ 48

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی) "ب" کھڑی لکھو، "س" کے دندانے جدا رکھو، "م" کے دائرے کو بند نہ کرو (بلکہ کھلا رکھو)، لفظ "اللہ" خوب صورت لکھو، لفظ "الرحمٰن" کو دراز کرو اور لفظ "الرحیم" عمدگی سے لکھو!

[4]: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتٰى جِبْرِيْلُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ مُعَاوِيَةَ السَّلَامَ وَاسْتَوْصِ بِهٖ خَيْرًا فَإِنَّهٗ أَمِيْنُ اللهِ عَلٰى كِتَابِهٖ وَوَحْيِهٖ وَنِعْمَ الْأَمِيْنُ. [27]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جبریل امین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! معاویہ کو (میری طرف سے) سلام دیں۔ ان کو بھلائی کی تلقین کریں اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب (قرآن کریم) اور اس کی وحی کے امین ہیں اور بہت اچھے امین ہیں۔

[5]: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَصَحِبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَتَبَ الْوَحْيَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَعَ الْكُتَّابِ وَرَوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيْثَ كَثِيْرَةً فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ السُّنَنِ وَالْمَسَانِيْدِ وَرَوٰى عَنْهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ. [28]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دیگر کاتبین کی طرح وحی کو لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار احادیث روایت کی ہیں جو صحیحین (صحیح البخاری اور صحیح مسلم) اور دیگر حدیث کی کتابوں سنن اور مسانید میں موجود ہیں۔ حضرت معاویہ

[27] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص514، 515 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[28] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص512 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت حدیث نقل کرتی ہے۔

[6]: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَالْمَقْصُوْدُ مِنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْكُتَّابِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْوَحْيَ. [29]

ترجمہ: دلائل مذکورہ سے مقصود یہ حاصل ہوتا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہی کاتبین وحی میں سے ایک ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں وحی کو لکھا کرتے تھے۔

کاتب کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ (اقوال، افعال اور تقاریر یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں کسی قول و فعل کو دیکھ سن کر رضامندی کا اظہار کرنا) حجت اور دلیل شرعی ہیں۔ ان کا مطلقاً انکار کرنا کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامینِ طیبہ؛ احادیثِ مبارکہ کی کتابت کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت اور بارگاہ نبوت میں قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ کریم نے یہ سعادت نصیب فرمائی تھی۔

1: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ فَأَمَرَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَاهُ وَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمَا بِذٰلِكَ فَكَتَبَ لَهُمَا وَرَفَعَ إِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَحِيْفَتَه. [30]

[29] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص514 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئی من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[30] الشریعۃ للآجُرّی: ص698 رقم الحدیث 1997

ترجمہ: حضرت سہل بن حنظلیہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عُیَینہ بن بدر اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے اور اپنی بعض ضروریات کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مطالبے کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک تحریر لکھ کر ان کے حوالے کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو الگ الگ تحریر لکھ کر دے دی۔

2: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ الْقَصَّابِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ! فَادْعُ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ كَاتِبَهٗ. [31]

ترجمہ: حضرت ابو حمزہ القصاب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ! معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ راوی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے کاتب (قرآن اور خطوط وغیرہ لکھنے والے) تھے۔

3: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [32]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (قرآن اور خطوط وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔

4: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے

[31] الشریعۃ للآجُرّی: ص697، رقم الحدیث 1995

[32] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص515 ترجمۃ معاویۃ وذکر شیئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

ہیں:

وَكَانَ مِنَ الْكَتَبَةِ الْحَسَبَةِ الْفَصَحَةِ .... وَكَانَ طَوِيْلًا أَبْيَضَ أَجْلَحَ وَصَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَتَبَ لَهٗ. [33]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے خوشخط اور فصیح انسان تھے۔ آپ طویل القامت، گورے چٹے اور خوبصورت انسان تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور کاتب تھے۔

6: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْعَرَبِ. [34]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ (بھی) لکھا کرتے تھے۔ مزید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ عرب کے درمیان ہونے والی خط وکتابت بھی تحریر کیا کرتے تھے۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا بَلَغَنَا ظُهُوْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ وَافِدًا عَنْ قَوْمِيْ حَتّٰى قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ أَصْحَابَهٗ قَبْلَ لِقَائِهٖ. فَقَالُوْا: قَدْ بَشَّرَنَا بِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدَمَ عَلَيْنَا بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ: قَدْ جَاءَكُمْ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ ثُمَّ لَقِيْتُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِيْ وَأَدْنٰى مَجْلِسِيْ وَبَسَطَ لِيْ رِدَاءَهٗ فَأَجْلَسَنِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَا فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوْا إِلَيْهِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ وَأَطْلَعَنِيْ مَعَهٗ وَأَنَا مِنْ دُوْنِهٖ ثُمَّ حَمِدَ اللهَ وَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هٰذَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ أَتَاكُمْ مِنْ بِلَادٍ بَعِيْدَةٍ مِنْ بِلَادِ حَضْرَمَوْتَ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ بَقِيَّةُ أَبْنَاءِ الْمُلُوْكِ

---

[33] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج3 ص1856، رقم الترجمۃ 8071

[34] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج3 ص1857، رقم الترجمۃ 8071

بَارَكَ اللهُ فِيْكَ يَا وَائِلُ وَفِيْ وَلَدِكَ. ثُمَّ نَزَلَ وَأَنْزَلَنِيْ مَعَهُ وَأَنْزَلَنِيْ مَنْزِلًا شَاسِعًا عَنِ الْمَدِيْنَةِ وَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنْ يُبَوِّئَنِيْ إِيَّاهُ فَخَرَجْتُ وَخَرَجَ مَعِيْ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَالَ: يَا وَائِلُ! إِنَّ الرَّمْضَاءَ قَدْ أَصَابَتْ بَاطِنَ قَدَمَيَّ فَأَرْدِفْنِي خَلْفَكَ. [35]

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع ملی تو میں اپنی قوم کی طرف سے وفد لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملا، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے آنے کی خوشخبری تین دن پہلے دی تھی اور فرمایا تھا کہ آپ لوگوں کے پاس وائل بن حجر آئے گا۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرحبا فرمایا اور مجھے اپنے قریب کیا، میرے لیے اپنی مبارک چادر بچھائی، مجھے اس پر بٹھایا۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلوایا۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں۔ آپ کے پاس بہت دور کے شہر سے آئے ہیں، کسی کے مجبور کیے بغیر اپنی مرضی اور خوشی سے آئے ہیں اور بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں۔ (پھر مجھے فرمایا) اے وائل! اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد میں برکت عطا فرمائے۔ منبر سے نیچے تشریف لائے اور مجھے بھی اتارا۔ مجھے مدینہ منورہ سے دور ایک جگہ پر مہمان کے طور پر ٹھہرایا اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ مجھے اس مکان تک چھوڑ آئیں۔ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلا، جب کچھ راستہ طے ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: وائل! گرمی کی وجہ سے میرے دونوں پاؤں جھلس رہے ہیں اس لیے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیں۔

---

[35] المعجم الصغیر للطبرانی: ج2 ص284 رقم الحدیث 1176

غزوۂ حنین میں:

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَشَهِدَ مُعَاوِيَةُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَنَائِمِ حُنَيْنٍ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَرْبَعِيْنَ أُوْقِيَّةً. [36]

ترجمہ: حضرت معاویہ غزوہ حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُنین کی غنیمت میں سے آپ کو 100 اونٹ اور 40 اوقیہ چاندی عنایت فرمائی۔

فائدہ: ایک اُوقیہ چاندی کا وزن ساڑھے دس تولہ ہے جس کی مالیت 40 درہم کے برابر تھی۔ جنوری 2026ء میں چالیس اُوقیہ کی قیمت بتیس لاکھ، چونسٹھ ہزار روپے (32,64,000) بنتی ہے۔

درہم	پاکستانی کرنسی
1	2040روپے
ایک اُوقیہ (40 دراہم)	81600روپے
چالیس اُوقیہ (1600 دراہم)	32,64,000روپے

دعائے نبوی سے خلافت کا اشارہ:

[1]: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! إِنْ وُلِّيْتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ. [37]

ترجمہ: حضرت سعید (بن عمرو) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ! اگر آپ کو کسی علاقے کا والی (گورنر) بنا دیا جائے تو خوفِ خدا کو ملحوظ رکھ کر عدل وانصاف قائم کرنا۔

[36] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج7 ص285 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[37] مسند احمد: ج13 ص204 رقم الحدیث 16872

[2]: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُمِّ حَبِيْبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَقَّ الْبَابَ دَاقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُنْظُرُوْا مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: إِئْذَنُوْا لَهُ، وَدَخَلَ، وَعَلٰى أُذُنِهٖ قَلَمٌ لَهُ يَخُطُّ بِهٖ، فَقَالَ: مَا هٰذَا الْقَلَمُ عَلٰى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: قَلَمٌ أَعْدَدْتُهُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ، قَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا، وَاللهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفْعَلُ مِنْ صَغِيْرَةٍ وَلَا كَبِيْرَةٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ بِكَ لَوْ قَدْ قَمَّصَكَ اللهُ قَمِيصًا؟ يَعْنِي: الْخِلَافَةَ. فَقَامَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَإِنَّ اللهَ مُقَمِّصٌ أَخِيْ قَمِيْصًا؟ قَالَ: نَعَمْ! وَلٰكِنْ فِيهِ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَادْعُ لَهُ. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُوْلٰى. [38]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ جواب ملا کہ معاویہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر بلائیں! آپ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ (قرآن، فرامین رسول، مکاتیب پیغمبر وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے معاویہ! آپ نے کان پر قلم کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو لکھنے کے لیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم آپ کو میری طرف سے (اپنی شان کے مطابق) جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ سے کتابت والا کام اللہ کے حکم کی بنیاد پر کراتا ہوں کیونکہ میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ عزوجل کی وحی کے تحت کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) عطا فرمائے تو اس وقت آپ کی حالت کیا ہو گی؟ (آپ کس طرح معاملات سرانجام دیں گے؟) یہ

[38] المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص498 رقم الحدیث 1838

سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! لیکن (میرے زمانے کے بنسبت اس زمانے میں) شر وفساد زیادہ ظاہر ہو گا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہانے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں خیر کی دعا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما اور اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

[3]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا زِلْتُ فِي طَمَعٍ مِنَ الْخِلَافَةِ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُعَاوِيَةُ! إِنْ مَلَكْتَ فَأَحْسِنْ. [39]

ترجمہ: حضرت عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ سے مروی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ معاویہ اگر آپ حاکم بن جائیں تو رعایا سے حسن سلوک کرنا اسی وقت سے مجھے امید تھی کہ اللہ مجھے حکمرانی عطا فرمائیں گے۔

[4]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهٗ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ. [40]

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مُخلّد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو (قرآن و سنت کو) لکھنے کا علم عطا فرما، ان کی سلطنت کو مستحکم فرما اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔

[39] الشریعۃ للآجُرّی: ص 705 رقم الحدیث 2023

[40] الشریعۃ للآجُرّی: ص 693 رقم الحدیث 1977

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نمایاں خدمات پیش کیں۔

جنگِ یمامہ میں شرکت:

ربیع الاول سن 12 ہجری سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع میں ایک عظیم جنگ ہوئی، جسے "جنگ یمامہ" کہتے ہیں۔ اسی جنگ میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ بن حبیب کذاب کو قتل کیا گیا۔ اس کا قتل ان تین حضرات کی طرف منسوب ہے:

1: وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ

2: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

3: ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ

چنانچہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَدْ يَكُوْنُ لَهٗ شِرْكٌ فِي قَتْلِهٖ وَإِنَّمَا الَّذِيْ طَعَنَهٗ وَحْشِيٌّ وَجَلَّلَهٗ أَبُوْ دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ بِالسَّيْفِ. [41]

ترجمہ: مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ پہلے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے نیزہ سے وار کیا اور ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے وار کیا۔

امام حسین بن محمد بن الحسن اَلدِّیَار بَکْری رحمہ اللہ (ت 966ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: أَنَا قَتَلْتُهٗ. [42]

---

[41] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص512 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[42] تاریخ الخمیس فی احوال أنفس النفیس للدِّیَار بَکْری: ج2 ص216 ذکر تقدیم خالد بن الولید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

فائدہ: مسیلمہ کذاب کا قتل تین حضرات کی طرف منسوب ہے۔ اس میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ان میں سے حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے پہلے پہل اسے نیزہ مار کر زخمی کیا ہو، اسی دوران حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا نیزہ بھی جالگا ہو۔ جب وہ زخمی ہو کر گرا ہو تو حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے وار کر کے اس کا کام تمام کیا ہو۔

بطورِ امیر لشکر:

شام کی فتح کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مختلف لشکر روانہ کیے۔ انہی لشکروں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ ایک مرتبہ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو کمک کی ضرورت پڑی۔ لوگوں نے آکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتایا اور امدادی دستہ روانہ کرنے کی درخواست کی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَاجْتَمَعَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُنَاسٌ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَمَرَهٗ بِاللِّحَاقِ بِيَزِيْدَ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ حَتّٰى لَحِقَ بِيَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.[43]

ترجمہ: لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے امدادی دستے کا امیر بنایا اور انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن ابوسفیان کی زیر قیادت لشکر میں شامل ہوں۔ چنانچہ حضرت معاویہ (امیر لشکر بن کر) روانہ ہوئے اور (اپنے بھائی) یزید کے لشکر سے جاملے۔

[43] تاریخ الطبری: ج3 ص391 ثم دخلت سنۃ ثلاث عشر

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نمایاں خدمات پیش کیں۔

جنگ یرموک میں شرکت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شام کے علاقے یرموک میں ایک معرکہ لڑا گیا جسے "جنگِ یرموک" کہا جاتا ہے۔ اس میں اہل اسلام کے چوبیس ہزار شیر دل مجاہد شریک جنگ ہوئے۔ ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، آپ کے والد محترم حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، آپ کی والدہ محترمہ سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا، آپ کی ہمشیرہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے۔ اس میں آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی آنکھ بھی شہید ہوئی۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَآثَارٌ مَحْمُوْدَةٌ فِيْ يَوْمِ الْيَرْمُوْكِ وَمَا قَبْلَهٗ وَمَا بَعْدَهٗ. [44]

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی) جنگ یرموک میں اور اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی عسکری کارکردگی قابل تعریف ہے۔

فائدہ: جنگ یرموک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شروع ہوئی تھی۔ ایام جنگ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گی۔ یہ جنگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

---

[44] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص512 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئی من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

سیاسی مشاورت:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ کبھی ہمارے ہاں تشریف لائیں! چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے اِن کے گھر تشریف لائے۔

امام عمر بن شَبّہ بن عبیدہ بن رِیطۃ النُّمَیری البصری رحمہ اللہ (ت262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: فَأَتَيْتُهُ يَوْمًا وَهُوَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِالْبَابِ لَمْ يَدْخُلْ فَرَجَعَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَأَيْتُهُ يَرْجِعُ رَجَعْتُ فَلَقِيَنِي عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ لَمْ أَرَكَ أَتَيْتَنَا قُلْتُ: قَدْ جِئْتُ وَأَنْتَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ فَرَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فَرَجَعْتُ، قَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنَ ابْنِ عُمَرَ. [45]

ترجمہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیاسی مشاورت میں مصروف تھے اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر موجود تھے۔ انہیں بھی اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ میں نے جب یہ حالات دیکھے تو واپس آ گیا۔

کچھ عرصہ بعد مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا: بیٹے! کیا بات ہے، آپ ہمارے ہاں تشریف کیوں نہیں لائے؟ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا: میں آپ سے ملنے آپ کے ہاں آیا تھا لیکن آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیاسی امور پر تبادلہ خیال فرما رہے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کے بیٹے عبد اللہ بھی اندر جانے کے بجائے واپس لوٹ گئے تو میں بھی واپس لوٹ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہاں میرا بیٹا عبد اللہ اور کہاں آپ کا مقام و مرتبہ (یعنی جب آپ تشریف لائے تھے تو اطلاع کر دیتے میں اپنا کام موخر کر لیتا اور آپ سے ملاقات کرتا۔)

---

[45] تاریخ المدینۃ لابن شَبّہ: ج3 ص799 حبسُ عمر رضی اللہ عنہ الحُطیئۃ فی ھجائہ الزِبرِقان بن بدر

حج کے موقع پر حاضری:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد بَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا تُوفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ وَوُلِّيَ عُمَرُ وَلّٰى يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَاحِ الشَّامَ فَقَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ عَلٰى عُمَرَ وَقَدْ حَجَّ عُمَرُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: مَتٰى قَدِمْتَ؟ قَالَ: اَلْآنَ وَبَدَأْتُ بِكَ قَالَ: فَأْتِ أَبَوَيْكَ وَابْدَأْ بِهِنْدٍ فَانْصَرَفَ مُعَاوِيَةُ فَبَدَأَ بِهِنْدٍ فَقَالَتْ لَهٗ: يَا بُنَيَّ! إِنَّهٗ وَاللهِ قَلَّ مَا وَلَدَتْ حُرَّةٌ مِثْلَكَ وَقَدِ اسْتَنْهَضَكُمْ هٰذَا الرَّجُلُ فَاعْمَلُوْا بِمَا يُوَافِقُهٗ وَاجْتَنِبُوْا مَا يُكْرِهُهٗ. [46]

ترجمہ: جب (خلیفہ اول) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو (خلیفہ دوم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید رضی اللہ عنہ کو شام کا حاکم بنایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے تشریف لے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ کب پہنچے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ابھی پہنچا ہوں اور سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو سب سے پہلے اپنے والدین کے پاس جانا چاہیے اور خصوصاً اپنی والدہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کے پاس۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس تشریف لے گئے۔ ان سے گفتگو کی۔ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹے! اللہ کی قسم! بہت کم مائیں آپ جیسے بیٹے جنتی ہیں (لیکن یہ بات بھی یاد رکھو کہ) آپ کو ابھی جو عروج ملا ہے وہ امیر المؤمنین کی وجہ سے ملا ہے، اس لیے ہمیشہ ان کے مزاج کا خیال کرو، جو بات انہیں پسند ہو اسے اختیار کرو اور جو چیز انہیں ناپسند ہو اس سے اجتناب کرو۔

والی حمص کا تقرر:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[46] اَنساب الاَشراف للبلاذُری: ج5 ص11 ابوسفیان رضی اللہ عنہ

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلّٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ: عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلّٰى مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهٖ. [47]

ترجمہ: حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حمص کا والی مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو والی بنا دیا۔ حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: حضرت معاویہ کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حق میں یہ الفاظ خود سنے ہیں کہ اے اللہ! معاویہ کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔ (اب ان کے ذریعے ہدایت ہی پھیلے گی)

سالانہ وظیفہ دس ہزار دینار:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ أَبِيهِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَزَقَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلٰى عَمَلِهِ الشَّامَ عَشْرَةَ آلَافِ دِيْنَارٍ كُلَّ سَنَةٍ. [48]

ترجمہ: حضرت ابو سلیمان موسیٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے سالانہ وظیفہ دس ہزار دینار مقرر فرمایا جس وقت آپ کو شام کا والی بنایا۔

مصائب میں مسکرانا:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَذُمَّ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا فَقَالَ: دَعُوْنَا مِنْ ذَمِّ فَتٰى قُرَيْشٍ مَنْ يَّضْحَكُ فِي الْغَضَبِ وَلَا يُنَالُ مَا عِنْدَهٗ إِلَّا عَلَى الرِّضَا وَلَا يُؤْخَذُ مَا فَوْقَ رَأْسِهٖ إِلَّا مِنْ تَحْتِ

---

[47] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3843

[48] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص 671 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

قَدَمَيْهِ.[49]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی نامناسب بات کہی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس قریشی نوجوان کے بارے نامناسب باتیں نہ کرو جو سخت غصے کی حالت میں بھی مسکرا دیتا ہے (یعنی بہت حلم اور حوصلے والا انسان ہے) اس کے پاس جو کچھ ہے اس کی رضامندی کے بغیر نہیں لیا جا سکتا اور اس کے سر کی چیز کو حاصل کرنے کے لیے اس کے قدموں میں گرنا پڑتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ معاویہ رضی اللہ عنہ میں خیر ہی خیر دیکھی:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهٖ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى عُمَرَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءُ فَنَظَرَ إِلَيْهَا الصَّحَابَةُ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عُمَرُ وَثَبَ إِلَيْهِ بِالدِّرَّةِ فَجَعَلَ يَضْرِبُهٗ بِهَا وَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ يَقُوْلُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيَّ. فَرَجَعَ عُمَرُ إِلٰى مَجْلِسِهٖ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: لِمَ ضَرَبْتَهٗ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ وَمَا فِي قَوْمِكَ مِثْلُهٗ؟ فَقَالَ: وَاللهِ مَا رَأَيْتُ إِلَّا خَيْرًا وَمَا بَلَغَنِي إِلَّا خَيْرٌ .... وَلٰكِنْ رَأَيْتُهٗ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَضَعَ مِنْهُ.[50]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ایک سبز رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف (تعجب سے) دیکھنا شروع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو درہ لے کر کھڑے ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قریب آئے اور اپنے درہ سے مارنے لگے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پکار پکار کر کہتے رہے: اللہ، اللہ، امیر المؤمنین! آپ مجھے کیوں مار رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب

[49] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص668 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[50] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص520 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

نہ دیا۔ یہاں تک کہ واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ نے ان کو کیوں مارا؟ حالانکہ ان جیسا انسان آپ کی قوم میں کوئی نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے اس میں بھلائی اور خیر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا، اور ان کے متعلق مجھے صرف بھلائی اور خیر کی ہی خبر ملی ہے، لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ یہ اس لباس کو اتار دیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لباس کی طرف اشارہ کیا۔

شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الشَّامَ تَلَقَّاهُ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مَوْكِبٍ عَظِيْمٍ فَلَمَّا دَنَا مِنْ عُمَرَ قَالَ لَهُ: أَنْتَ صَاحِبُ الْمَوْكِبِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: هٰذَا حَالُكَ مَعَ مَا بَلَغَنِيْ مِنْ طُوْلِ وُقُوْفِ ذَوِي الْحَاجَاتِ بِبَابِكَ؟ قَالَ: هُوَ مَا بَلَغَكَ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: وَلِمَ تَفْعَلُ هٰذَا؟ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَكَ بِالْمَشْيِ حَافِيًا إِلٰى بِلَادِ الْحِجَازِ، قَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّا بِأَرْضٍ جَوَاسِيسُ الْعَدُوِّ فِيْهَا كَثِيْرَةٌ فَيَجِبُ أَنْ نَّظْهَرَ مِنْ عِزِّ السُّلْطَانِ مَا يَكُوْنُ فِيْهِ عِزٌّ لِلْإِسْلَامِ وَأَهْلِهٖ وَيُرْهِبَهُمْ بِهٖ، فَإِنْ أَمَرْتَنِيْ فَعَلْتُ، وَإِنْ نَهَيْتَنِي انْتَهَيْتُ.

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا مُعَاوِيَةُ! مَا سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا تَرَكْتَنِي فِي مِثْلِ رَوَاجِبِ الضِّرْسِ لَئِنْ كَانَ مَا قُلْتَ حَقًّا إِنَّهُ لَرَأْيٌ أَرَيْتَ وَلَئِنْ كَانَ بَاطِلًا إِنَّهُ لَخَدِيْعَةٌ أَدَّيْتَ، قَالَ: فَمُرْنِيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا شِئْتَ قَالَ: لَا آمُرُكَ وَلَا أَنْهَاكَ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَا أَحْسَنَ مَا صَدَرَ الْفَتٰى عَمَّا أَوْرَدْتَّهُ فِيْهِ؟! فَقَالَ عُمَرُ: لِحُسْنِ مَوَارِدِهٖ وَمَصَادِرِهٖ جَشَّمْنَاهُ مَا جَشَّمْنَاهُ. [51]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ حضرت

[51] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص519، 520 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے استقبال کے لیے آ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاویہ! آپ شان و شوکت والا مجمع رکھتے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جی ہاں! امیر المؤمنین (ایسے ہی ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ضرورت مند لوگ آپ کے دروازے کے سامنے کافی دیر تک کھڑے رہتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ کو ملنے والی اطلاع درست ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کو حجاز تک ننگے پاؤں (پیدل) چلنے کا حکم دوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! ہم جہاں رہتے ہیں یہاں دشمنوں کے جاسوس بہت رہتے ہیں (جو ہمارے احوال ہمارے دشمنوں تک پہنچاتے ہیں) اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ دیکھیں جس میں درحقیقت اسلام اور اہل اسلام کی شان و شوکت ہے اور اسی کے ذریعے ہم انہیں مرعوب رکھتے ہیں۔ آپ مجھے جو حکم دیں میں اس کی تعمیل کروں گا۔ آپ حکم فرمائیں تو اسے قائم رکھوں اور آپ منع کر فرمائیں تو میں رک جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو بات آپ سے پوچھتا ہوں آپ الٹا مجھے اسی میں الجھا دیتے ہو۔ اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو یہ ایک عمدہ رائے (تدبیر) ہے جو آپ نے پیش کی ہے اور اگر یہ بات غلط ہے تو پھر ایک چال ہے جو آپ نے چلی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جیسے آپ کا حکم ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہ تو اس بارے میں تمہیں حکم دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں۔ ایک شخص (حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) جو اس وقت وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! اس نوجوان نے آپ کی بات کا کیا ہی خوبصورت انداز میں جواب دیا۔ (ان کی یہ بات سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کی انہی خداداد صلاحیت اور استعداد کی وجہ سے ہم نے انہیں بہت بڑی ذمہ دار سونپ رکھی ہیں۔

فرمانِ عمر رضی اللہ عنہ کہ فرقہ بندی سے بچو ورنہ شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هَارُوْنَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ بَعْدِيْ فَإِنْ فَعَلْتُمْ

فَإِنَّ مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ. [52]

ترجمہ: حضرت ابوہارون رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: میرے بعد آپس کی فرقہ بندی سے بچنا اور اگر تم نے ایسا کر لیا (یعنی فرقہ بندی کی کوشش کی) تو ملک شام میں معاویہ موجود ہیں (وہ تمہیں سیدھا کریں گے)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[52] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص522 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نمایاں خدمات پیش کیں۔

ساحلی علاقوں کی مضبوطی:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد بَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا اسْتُخْلِفَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ يَأْمُرُهٗ بِتَحْصِيْنِ السَّوَاحِلِ وَشَحَنَتِهَا وَإِقْطَاعِ مَنْ يَّنْزِلُهٗ إِيَّاهَا الْقَطَائِعَ فَفَعَلَ.[53]

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں ساحلی علاقوں کو مضبوط بنانے اور حفاظتی دستے متعین کرنے کا حکم دیا۔ مزید یہ کہ جو لوگ ان علاقوں میں ہیں ان کے لیے وظائف اور جاگیریں مقرر کرنے کا بھی حکم دیا۔

پہلا بحری جہاد:

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحری جہاد کی پیش گوئی فرمائی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پوری ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بحری جہاد کے امیر لشکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کی اجازت مانگی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعض وقتی حالات کے تقاضوں کی وجہ سے اسے ملتوی فرمایا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ خَالَتِهٖ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى

---

[53] فتوح البلدان للبَلَاذُری: ص82 فتح مدينة دِمَشق وأرضها

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ: مَا أَضْحَكَكَ: قَالَ: أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ، قَالَتْ: فَادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَقَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ، فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ. [54]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی خالہ سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ آرام فرماتے تھے وہ جو جگہ میرے قریب تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، مسکرائے۔ میں نے عرض کی: آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے (یعنی خواب میں دکھلائے گئے) جو قتال فی سبیل اللہ کے لیے سبز سمندر پر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ اللہ سے میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور دوبارہ سو گئے۔ پھر پہلی مرتبہ کی طرح کیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے، مسکرائے۔) اور ام حرام رضی اللہ عنہا نے بھی پہلی مرتبہ کی طرح کیا (یعنی انہوں نے پوچھا کہ آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کی طرح جواب دیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے یعنی خواب میں دکھلائے گئے جو قتال فی سبیل اللہ کے لیے سبز سمندر پر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔) سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ اللہ سے میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ انہی پہلے (بحری جہاد کرنے والے) لوگوں میں شامل ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

[54] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2799

کے ہمراہ جہاد کے لیے تشریف لے گئیں جب مسلمان پہلی مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت سمندری سفر (جہاد) پر روانہ ہوئے۔ جب غزوے سے واپس تشریف لائے تو شام میں پڑاؤ کیا۔ اس سفر میں آپ کے قریب سواری لائی گئی تاکہ آپ اس پر سوار ہو سکیں۔ اس سواری نے آپ کو زمین پر گرا دیا (آپ نیچے گر گئیں) جس کے سبب سے آپ وفات پا گئیں۔

میری امت کا پہلا بحری لشکر جہاد جنتی ہے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ حَرَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوْا ، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَنَا فِيْهِمْ ؟ قَالَ: أَنْتِ فِيْهِمْ . [55]

ترجمہ: سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندری سفر کر کے جہاد کے لیے جائے گا اس نے اپنے لیے (اللہ کی رحمت، مغفرت، جنت) واجب کر لی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! آپ ان میں شامل ہیں۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ رَحِمَهُ اللهُ: فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ. [56]

ترجمہ: حضرت مُہَلَّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے (مسلمان حکمران) ہیں جنہوں نے بحری جنگ لڑی ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت:

خلیفۃ الرسول سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بلوائیوں نے شورش بپا کی اور آپ کو قتل کرنے کے

---

[55] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2924

[56] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج6 ص125 باب ما قیل فی قتال الروم

منصوبے بنانے لگے۔ اس موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ شام تشریف لائیں! وہاں آپ کی جان کا تحفظ بھی ہو گا اور وہ لوگ اطاعت گزار بھی ہیں لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ: لَا أَخْتَارُ بِجِوَارِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاهُ. فَقَالَ: أُجَهِّزُ لَكَ جَيْشًا مِنَ الشَّامِ يَكُوْنُوْنَ عِنْدَكَ يَنْصُرُوْنَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي أَخْشٰى أَنْ أُضَيِّقَ بِهِمْ بَلَدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ. قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَوَاللهِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَتُغْتَالَنَّ أَوْ قَالَ: لَتُغْزَيَنَّ فَقَالَ عُثْمَانُ: حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، ثُمَّ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنْ عِنْدِهِ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ وَقَوْسُهُ فِي يَدِهِ، فَمَرَّ عَلٰى مَلَاءٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فِيْهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ وَاتَّكَاءَ عَلٰى قَوْسِهِ وَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَلِيْغٍ يَشْتَمِلُ عَلَى الْوَصَاةِ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ إِسْلَامِهِ إِلٰى أَعْدَائِهِ ثُمَّ انْصَرَفَ ذَاهِبًا. [57]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کی حفاظت کے لیے ایک دستہ شام سے روانہ کرتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح اس دستے کو سنبھالنے کا شہر رسول کے مہاجرین و انصار پر بوجھ پڑے گا (جو مجھے پسند نہیں)۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: امیر المؤمنین! اللہ کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ آپ پر اچانک حملہ نہ ہو جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی سب سے بہتر کارساز ہے۔ (جب ان حفاظتی تدابیر کے لیے رضامند نہ ہوئے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے شام کے سفر کے لیے تلوار اور کمان وغیرہ سے مسلح ہو کر نکلے اور مہاجرین و انصار کی مجلس میں

[57] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص182 دخلت سنۃ اربع وثلاثین

تشریف لے گئے جہاں حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ آپ نے اپنی کمان سے ٹیک لگا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت سے متعلقہ ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھیں۔ اس کے بعد آپ شام کی طرف چل دیے۔

مجھ سے سب راضی گئے:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَعْصُوْمًا فَوَلَّانِيْ وَأَدْخَلَنِيْ فِي أَمْرِهِ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَوَلَّانِيْ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَلَّانِيْ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُثْمَانُ فَوَلَّانِيْ فَلَمْ أَلِ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ وَلَمْ يُوَلِّنِي إِلَّا وَهُوَ رَاضٍ عَنِّي. [58]

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم معصوم (عن الخطاء) تھے، انہوں نے مجھے والی بنایا اور اپنے کام (اشاعت و حفاظت دین) میں مجھے شریک کیا۔ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ (اول) بنے، انہوں نے بھی مجھے والی مقرر فرمایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ (دوم) بنے، انہوں نے بھی مجھے والی مقرر فرمایا اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ (سوم) بنے، انہوں نے بھی مجھے والی بنایا۔ میں ان میں سے جس کے لیے والی بنا اور جس نے مجھے والی بنایا وہ سب مجھ سے راضی رہے۔

[58] تاریخ الطبری: ج4 ص321 ثم دخلت سنۃ ثلاث و ثلاثین

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر پہلے خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ اس دوران جنگ صفین کا ناخوشگوار واقعہ بھی پیش آیا۔ جس کا تذکرہ ہم اعتراضات وجوابات کے ذیل میں قدرے تفصیل سے کریں گے لیکن ان سب کے باوجود دونوں کا آپس میں پیار ومحبت اور باہمی عزت واحترام کا برتاؤ مثالی رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خود سے افضل سمجھنا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد محض سلطنت قائم کرنا نہ تھا بلکہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خود سے افضل اور خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهُ. [59]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں، کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، اس لیے آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

---

[59] تاریخ الاسلام للذھبی: ج3 ص540 وقعۃ صفین

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام:

(شیعہ مصنف) محمد بن حسین بن موسیٰ سید شریف رضی (ت406ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ لَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا. اَلْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآءٌ. [60]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ یقیناً ہم دونوں (میرا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا رب ایک (اللہ ہی) ہے، ہمارا نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہے، ہماری اسلام کی دعوت ایک ہی ہے، نہ تو ہم اُن سے اللہ پر ایمان لانے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے میں آگے بڑھے ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ہم سے اس بارے آگے بڑھے ہوئے ہیں یعنی ہم دونوں برابر ہیں۔ ہمارا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق خون (قتل) کے بارے اختلاف ہوا ہے اور ہم اس سے بری ہیں۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خونِ عثمان کے قصاص کے بارے باہمی جنگ ہو رہی تھی اس وقت رومی بادشاہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیشکش کی کہ میں اس جنگ میں آپ کا یہ تعاون کر سکتا ہوں کہ اپنی عظیم فوج آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں تاکہ آپ علی رضی اللہ عنہ کو شکست دے سکیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو درج ذیل خط لکھا:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ: وَاللهِ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ وَتَرْجِعْ إِلٰى بِلَادِكَ يَا لَعِيْنُ لَأَصْطَلِحَنَّ أَنَا وَابْنُ عَمِّي عَلَيْكَ وَلَأُخْرِجَنَّكَ مِنْ جَمِيْعِ بِلَادِكَ وَلَأُضَيِّقَنَّ عَلَيْكَ الْأَرْضَ بِمَا رَحُبَتْ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَافَ مَلِكُ الرُّوْمِ وَانْكَفَّ. [61]

---

[60] نهج البلاغة: ج3ص114

[61] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص514 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے لعنتی انسان! اگر تو اپنی گندی عادتوں سے باز نہ آیا اور اپنے ملک کی طرف واپس نہ گیا تو میں تیرے خلاف اپنے چچازاد (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے صلح کر لوں گا اور تجھے یہاں سے نکال دوں گا اور زمین کو وسعت کے باوجود تیرے اوپر تنگ کر دوں گا۔ اس بات سے رومی بادشاہ خوف زدہ ہوا اور باز آ گیا۔

فریقین مسلمان اور جنتی ہیں... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلٰى يَوْمِ صِفِّيْنَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ. [62]

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگِ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین (جو اس جنگ میں شہید ہو گئے) دونوں جنتی ہیں۔

(شیعہ مصنف) ابو عباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری (ت300ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ حَرْبِهِ: إِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَنَا وَلٰكِنَّا رَأَيْنَا أَنَّا عَلٰى حَقٍّ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ عَلٰى حَقٍّ. [63]

ترجمہ: امام باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گروہ کے افراد سے یہ بات فرماتے تھے کہ ہم ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر) کو کافر سمجھ کر ان سے نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں بلکہ ہماری لڑائی (اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی) کہ ہم نے خود کو حق پر سمجھا اور انہوں نے خود کو حق پر سمجھا۔

---

[62] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص423 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّيْنَ رقم الحدیث 39035

[63] قرب الإسناد لِلْحِمْيَرِيْ: ص93

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حالات کیا تھے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بلکہ پوری امت کے حق میں اس کے کیا اثرات ہوئے؟ اس حوالے سے چند باتیں سمجھنا بہت ضروری ہیں۔

شہادت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اہل اسلام کی توقعات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عراق بالخصوص کوفہ کے مسلمانوں کو توقع تھی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے سے خون ریزی اور اختلافات ختم ہوں گے۔ اس لیے انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا بلکہ پرزور فرمائش کی۔ کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ہے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُوْلُ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [64]

ترجمہ: حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔

[64] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

کوفہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت:

سب سے پہلے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ تَقَدَّمَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ: ابْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلٰى كِتَابِ اللهِ وسنَّةِ نَبِيِّهٖ فَسَكَتَ الْحَسَنُ فَبَايَعَهٗ ثُمَّ بَايَعَهُ النَّاسُ بَعْدَهٗ. [65]

ترجمہ: سب سے پہلے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی: (بیعت فرمانے کے لیے) اپنا ہاتھ بڑھائیں میں کتاب اللہ اور سنت نبویہ کی پیروی پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد باقی لوگوں نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

فائدہ: یہاں بیعت کے الفاظ اجمالی ہیں ان میں یہ شرط بھی مذکور تھی کہ جس سے میں صلح کروں گا تم بھی اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ لڑوں گا اس سے تم بھی جنگ لڑو گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اہم شرط:

حضرت حسن رضی اللہ عنہما نے اپنی بیعت لیتے وقت انتہائی ہوش مندی یہ شرط بھی لگا دی کہ جس سے میں صلح کروں گا اس سے تم بھی صلح کرو گے اور جس سے میں لڑوں گا اس سے تم بھی لڑو گے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: بَايَعَ أَهْلُ الْعِرَاقِ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِالْخِلَافَةِ فَطَفِقَ يَشْتَرِطُ عَلَيْهِمُ الْحَسَنُ: إِنَّكُمْ سَامِعُوْنَ مُطِيْعُوْنَ تُسَالِمُوْنَ مَنْ سَالَمْتُ وَتُحَارِبُوْنَ مَنْ حَارَبْتُ فَارْتَابَ أَهْلُ الْعِرَاقِ فِي أَمْرِهِمْ حِيْنَ اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ هٰذَا الشَّرْطَ وَقَالُوْا: مَا هٰذَا لَكُمْ

[65] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص402 خلافۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

بِصَاحِبٍ وَمَا يُرِيدُ هٰذَا الْقِتَالَ. [66]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اہل عراق نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت شروع کی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے یہ شرط بھی ذکر فرمائی کہ آپ لوگ میری بات سنیں گے اور مانیں گے، جس سے میں صلح کروں گا اس سے تم لوگ بھی صلح کرو گے اور جس سے میں لڑوں گا تم لوگ بھی لڑو گے۔ بعض عراقی لوگ (جو اہل شام سے صلح کے حق میں نہیں تھے) اس شرط کو سن کر سٹپٹائے اور کہنے لگے کہ حسن ہمارے مطلب کا آدمی نہیں، یہ تو لڑائی نہیں چاہتے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قتل معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیش کش ٹھکرادی:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلا مقدمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل عبد الرحمٰن بن عمرو المعروف ابن مُلجَم کا پیش ہوا۔ اس بدبخت کو پکڑا گیا، آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی پیش کش کی جسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یکسر ٹھکرادیا۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[قَالَ ابْنُ مُلْجَمٍ] إِنِّيْ وَاللهِ مَا أَعْطَيْتُ اللهَ عَهْدًا إِلَّا وَفَّيْتُ بِهٖ. إِنِّي كُنْتُ أَعْطَيْتُ اللهَ عَهْدًا أَنْ أَقْتُلَ عَلِيًّا وَمُعَاوِيَةَ أَوْ أَمُوْتَ دُوْنَهُمَا فَإِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَلَكَ اللهُ عَلَيَّ إِنْ لَّمْ أُقْتَلْ أَنْ آتِيَكَ حَتّٰى أَضَعَ يَدِيْ فِيْ يَدِكَ. فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا وَاللهِ أَوْ تُعَايِنُ النَّارَ فَقَدَّمَهٗ فَقَتَلَهٗ. [67]

ترجمہ: (عبد الرحمٰن بن عمرو ابن ملجم کہنے لگا) اللہ کی قسم! میں نے جب بھی اللہ سے کوئی عہد کیا اسے نبھا کر ہی چھوڑا ہے۔ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں علی اور معاویہ دونوں کو قتل کروں گا یا پھر خود مارا جاؤں گا۔ اب اگر

[66] تاریخ الطبری: ج5 ص162 ثم دخلت سنۃ احدیٰ وار بعین

[67] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص61 رقم الحدیث166

آپ اس بات کو پسند کریں تو مجھے موقع دیں کہ میں معاویہ کا کام تمام کر دوں اور اگر میں خود قتل ہونے سے بچ نکلا تو واپس آکر خود کو آپ کے حوالے کر دوں گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس (پیش کش) کو ٹھکرا یا اس کے لیے (قصاصا) سزائے موت کا فیصلہ فرمایا اور اسے قتل کروا دیا۔

خلافت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت لینے کے بعد پہلا خطبہ دیتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ میں امت میں مزید خون خرابے کو پسند نہیں کرتا۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِالْمَدَائِنِ بَعْدَ قَتْلِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ ...فَإِنِّي وَاللهِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ أَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَزِنُ مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ يُهْرَاقُ فِيهَا مِحْجَمَةٌ مِّنْ دَمٍ مُنْذُ عَقَلْتُ مَا يَنْفَعُنِي مِمَّا يَضُرُّنِي.[68]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگ مدائن میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اور نفع دینے والے اور نقصان دینے والے کاموں میں فرق سمجھا ہے تب سے مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں کہ میں (اپنے نانا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے رائی کے دانے کے برابر کسی ایسے کام کا ذمہ دار بنوں جس میں کسی کا ایک قطرہ خون کا بہے۔

شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ خلافت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلافات کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعویٰ خلافت نہیں کیا تھا یہی وجہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں "امیر المؤمنین" جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام

---

[68] فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص970 رقم الحدیث 1364 فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما

میں صرف "امیر" کہلاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعویٰ خلافت کیا اور اپنی خلافت کی بیعت لی۔

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ عَلِيٌّ بِالْعِرَاقِ يُدْعىٰ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ بِالشَّامِ يُدْعَى الْأَمِيْرَ فَلَمَّا مَاتَ عَلِيٌّ دُعِيَ مُعَاوِيَةُ بِالشَّامِ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ. قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: بُوْيِعَ مُعَاوِيَةُ بِإِيْلِيَاءَ فِيْ رَمَضَانَ بَيْعَةَ الْجَمَاعَةِ. [69]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں "امیر المؤمنین" کہلاتے تھے جبکہ شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صرف "امیر" کہلاتے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں "امیر المؤمنین" کہلائے۔ حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد) رمضان کے مہینے میں ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایلیاء کے مقام پر بیعت کی۔

متحدہ خلافت کی ممکنہ صورتیں:

خلافت کے دو دعویداروں کی موجودگی میں اس مسئلہ کے حل کی ممکنہ تین صورتیں تھیں:

1: شام کے لوگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں۔

2: حضرت حسن رضی اللہ عنہ شام والوں کو طاقت کے زور پر اپنی خلافت کے تحت لائیں۔

3: حضرت حسن رضی اللہ عنہ منصب خلافت کو ترک کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں

پہلی صورت ممکن نہ تھی:

پہلی صورت اس لیے ممکن نہیں تھی کیونکہ اگر شام والوں نے بیعت کرنی ہوتی تو حضرت حسن رضی اللہ

[69] تاریخ دمشق لابن عساکر: ج59 ص146 ترجمۃ معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

عنہ کے والد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کر لیتے لیکن خون عثمان کے قصاص کے مطالبے میں یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے موافقت رکھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی تو اب ان کے بیٹے کی کیسے کر سکتے تھے؟

دوسری صورت ممکن نہ تھی:

دوسری صورت اس لیے ممکن نہیں تھی کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی طاقت کے زور پر ان لوگوں کو اپنی خلافت کے تحت لا تو سکتے تھے لیکن اس کے لیے وقت بھی کافی درکار تھا اور اس سے بڑھ کر یہ تھا کہ خون خرابہ بہت ہوتا جسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پسند نہیں فرماتے تھے۔

تیسری صورت ممکن اور سب سے بہتر تھی:

تیسری صورت ممکن تھی اور سب سے بہتر بھی تھی کیونکہ اس سے امت متحد ہو جاتی اور خون خرابہ بھی ختم ہو جاتا۔ اس کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَأَزْوَاجِہٖ أُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَأَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح اور بیعت کی تفصیلات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے صلح کی پہل:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ يَقُوْلُ: اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرٰى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتّٰى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ: أَيْ عَمْرُو! إِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ، وَهٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ مَنْ لِيْ بِأُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِيْ بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِيْ بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ: اذْهَبَا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُوْلَا لَهٗ: وَاطْلُبَا إِلَيْهِ.[70]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف) پہاڑوں جیسے بڑے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص) نے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مد مقابل کو ختم کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمرو! اگر اِس (میری) فوج نے اُس (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی) فوج کو اور اُن لوگوں نے اِن لوگوں کو قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی دیکھ بھال کرنے والا کون رہے گا؟ عوام الناس اور خواتین کا خیال کون رکھے گا؟ لوگوں کی جائیدادوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو شخص بھیجے یعنی عبد الرحمٰن بن سَمُرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کُرَیز رضی اللہ عنہما۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے صلح کی پیش کش کرو۔ اسی مفاہمت والے معاملے پر ان سے گفتگو کرو اور فیصلہ انہی کی مرضی پر چھوڑ دو۔

---

[70] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا صلح کی تجویز کو قبول کرنا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

(عَنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ يَقُوْلُ) فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ: فَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا المَالِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِيْ دِمَائِهَا قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ: فَمَنْ لِّيْ بِهٰذَا، قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهٖ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهٖ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُوْلُ: إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [71]

ترجمہ: (حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ تشریف لے گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور فیصلہ ان کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اولاد عبد المطلب ہیں، ہمیں (اپنے والد کی خلافت اور اپنے زمانہ) خلافت میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ امت اپنے ہی خون میں لت پت ہو چکی ہے (فساد اور خون خرابے کو ختم کرنے کے لیے صلح ضروری ہے اور صلح کو برقرار رکھنے کے لیے لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہے تاکہ صلح کے مخالف لوگوں کا منہ بند رہے اور صلح کے موافق لوگوں کو اس کے ثمرات نظر آئیں) وہ حضرات کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو (لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والے عظیم مقصد کے لیے) رقم دینے کے لیے تیار ہیں اور آپ سے صلح کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (مزید اطمینان قلبی کے لیے) فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ دونوں قاصدوں نے عرض کی کہ یہ ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے بارے میں ضمانت مانگی تو انہوں نے یہی

---

[71] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

جواب دیا کہ ہم ضامن ہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔ راوی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، وہ فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فوائد:

1: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ سے خوفزدہ نہیں تھے بلکہ اپنے بعد عوام الناس کی فکر دامن گیر تھی۔

2: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابتداء مصالحت کی پیش کش کی اور حضرت عبد الرحمٰن بن سَمُرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کُرَیز رضی اللہ عنہما کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اگرچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کا ارادہ اس پیش کش سے پہلے ہی کر چکے تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا نہیں تھا۔

3: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حالات کے تناظر میں امت کی بھلائی اسی میں دیکھی کہ اپنی خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دیں۔

4: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی بھی موجود تھی (جیسا کہ اس بارے میں آگے "حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی" کے عنوان سے روایت آرہی ہے)۔

5: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دب کر یا مجبور ہو کر صلح نہیں کی بلکہ آپ کے پاس لاکھوں وفاداروں کے بہت بڑے بڑے لشکر تھے جن کے ہوتے ہوئے آپ صلح پر "مجبور" نہیں ہو سکتے تھے۔

6: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح بند کمرے میں کرنے کے بجائے لاکھوں کے لشکر کی موجودگی میں کی تاکہ یہ بات سب پر واضح ہو جائے کہ ہماری آپس میں صلح ہو گئی ہے، میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنی خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شرائطِ صلح کو قبول فرمانا:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چند شرائط پیش کیں جنہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبول فرما لیا اور

پورا بھی کیا۔

چنانچہ جن شرائط صلح کا ثبوت صحیح اور معتبر روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے وہ چار شرائط تھیں:

شرط نمبر1:

ہمارے اوپر دل کھول کر خرچ کیا جائے، تاکہ مخالفین صلح خاموش رہیں اور اُمت مسلمہ کے حالات پر امن رہیں۔(اس شرط کی وجہ یہ تھی کہ جود و سخا اور فیاضی و کرم نوازی اہل بیت کی فطرت میں داخل ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ لوگوں پر پہلے کی طرح خرچ کر سکیں)۔

شرط نمبر2:

کوفہ کے بیت المال میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پچاس لاکھ درہم عطا کئے جائیں گے۔

شرط نمبر3:

دار أَبْجِرْد (جگہ کا نام ہے) کا خراج حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے مختص ہو گا۔

شرط نمبر4:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اُن کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کی جائے گی۔

اب وہ روایت پیش کی جاتی ہے جن میں شرائطِ صلح کا ذکر ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُوْلُ: اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرٰى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتّٰى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ: وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ، أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ مَنْ لِيْ بِأُمُوْرِ النَّاسِ بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِيْ بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُوْلَا

لَهُ، وَاطْلُبَا إِلَيْهِ، فَأَتَيَاهُ، فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا، قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ، قَالَ: فَمَنْ لِي بِهٰذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [72]

ترجمہ: امام ابو موسیٰ (اسرائیل بن موسیٰ البصری) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن (البصری) رحمہ اللہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف) پہاڑوں جیسے بڑے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص) نے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مد مقابل کو ختم کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! اگر اس (میری) فوج نے اس (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوج کو اور ان لوگوں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی دیکھ بھال کرنے والا کون رہے گا؟ عوام الناس اور خواتین کا خیال کون رکھے گا؟ لوگوں کی جائیدادوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو شخص بھیجے یعنی حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن گریز رضی اللہ عنہما۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے صلح کی پیش کش کرو۔ اسی مفاہمت والے معاملے پر ان سے گفتگو کرو اور فیصلہ انہی کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ تشریف لے گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور باہمی مفاہمت فیصلہ ان کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اولاد عبد المطلب ہیں ہمیں (اپنے والد کی خلافت اور اپنے زمانہ) خلافت میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ امت اپنے ہی خون میں لت پت ہو چکی ہے (فساد اور خون خرابے

---

[72] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

کو ختم کرنے کے لیے صلح ضروری ہے اور صلح کو برقرار رکھنے کے لیے لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہے تا کہ صلح کے مخالف لوگوں کا منہ بند رہے اور صلح کے موافق لوگوں کو اس کے ثمرات نظر آئیں) وہ حضرات کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والے عظیم مقصد کے لیے) رقم دینے کے لیے تیار ہیں اور آپ سے صلح کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (مزید اطمینان قلبی کے لیے) فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ دونوں قاصدوں نے عرض کی کہ یہ ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ راوی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے بارے میں ضمانت مانگی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم ضامن ہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فائدہ: اس روایت میں صلح کی ایک شرط کا ذکر ہے۔ بقیہ تین شرائط حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) ذکر کرتے ہیں:

وَلَمَّا رَأَى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَفَرُّقَ جَيْشِهِ عَلَيْهِ مَقَتَهُمْ وَكَتَبَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَكَانَ قَدْ رَكِبَ فِي أَهْلِ الشَّامِ فَنَزَلَ مَسْكِنَ يُرَاوِضُهُ عَلَى الصُّلْحِ بَيْنَهُمَا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ فَقَدِمَا عَلَيْهِ الْكُوفَةَ فَبَذَلَا لَهُ مَا أَرَادَ مِنَ الْأَمْوَالِ فَاشْتَرَطَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْكُوفَةِ خَمْسَةَ آلَافِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، وَأَنْ يَكُوْنَ خِرَاجُ دَارِ أَبْجِرْدَ لَهُ، وَأَنْ لَا يُسَبَّ عَلِيٌّ وَهُوَ يَسْمَعُ، فَإِذَا فُعِلَ ذٰلِكَ نَزَلَ عَنِ الْإِمْرَةِ لِمُعَاوِيَةَ وَيَحْقِنُ الدِّمَاءَ بَيْنَ

الْمُسْلِمِيْنَ، فَاصْطَلَحُوْا عَلٰى ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَتِ الْكَلِمَةُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.[73]

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے لشکر میں افتراق وانتشار دیکھا تو آپ ان پر سخت ناراض ہوئے اور آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ایک خط لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کے ساتھ سوار ہو کر مقام "مسکن" پر ٹھہرے ہوئے تھے اور جانبین کے درمیان صلح کی کوشش فرما رہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں بھیجا، جس قدر مال حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا ان دونوں نے وہ انہیں دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی مقرر کی کہ کوفہ کے بیت المال سے آپ کو پچاس لاکھ درہم حاصل ہوں گے اور دار اَبْجِرْد کا خراج بھی آپ رضی اللہ عنہ کے لیے ہو گا اور ان کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی ہتک آمیز کلام نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ ایسا کر لیں گے (یعنی ان شرائط کو قبول کر لیں گے) تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں امارت سے دستبردار ہو جائیں گے اور یوں مسلمان آپس کی خونریزی سے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ یوں ان دونوں حضرات کے درمیان مصالحت ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلافت کے لیے نامزد ہو گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دی:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے شرائط صلح طے پانے کے بعد خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور کتاب اللہ و سنت نبوی پر عمل کرنے کرانے کی شرط لگا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی کر لی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَلَّمَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ

[73] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص403 خلافۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

اللّٰہُ عَنْہُ. [74]

ترجمہ: حضرت علی بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔

امام ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللهُ: سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلٰى إِقَامَةِ كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ. [75]

ترجمہ: امام بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امر (خلافت) کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتاب اللہ و سنت نبوی پر عمل کرنے کرانے کی شرط لگا کر بیعت بھی کر لی۔

(شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (ت 460ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فُضَيْلٍ غُلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَقُوْلُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا اَنِ اقْدَمْ أَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدِمُوا الشَّامَ فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ فَقَالَ: يَا حَسَنُ! قُمْ فَبَايِعْ. فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ: يَا قَيْسُ! قُمْ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهٗ فَقَالَ: يَا قَيْسُ! اِنَّهٗ اِمَامِيْ يَعْنِي الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [76]

ترجمہ: محمد بن راشد کے غلام؛ فضیل سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام (امام جعفر صادق) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن بن علی صلوات اللہ علیہما کی طرف ایک خط لکھا

---

[74] تاریخ الطبری: ج5 ص163 ثم دخلت سنۃ احدیٰ وار بعین

[75] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص80 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

[76] رجال کشّی: ص86 ترجمۃ قیس بن سعد بن عبادۃ

(جس میں یہ تھا) کہ آپ، آپ کے بھائی حسین اور حضرت علی کے اصحاب ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب یہ حضرات حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے لگے تو قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (رضی اللہ عنہ) بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ لوگ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس) شام پہنچے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے انہیں اندر آنے کی درخواست کی۔ (یہ حضرات اندر تشریف لے گئے)۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کے لیے کئی خطباء جمع کیے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے بھی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت قیس بن سعد (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت قیس (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھا (کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں ؟) حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے قیس! وہ یعنی حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) میرے امام ہیں۔ (جب انہوں نے بیعت کرلی تو میں نے بھی کرلی، اس لیے تم بھی بیعت کرلو)۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان معاویہ رضی اللہ عنہ پر متفق ہو جاؤ:

حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَوْ نَظَرْتُمْ مَا بَيْنَ جَابَرْسَ إِلٰى جَابَلْقَ مَا وَجَدْتُمْ رَجُلًا جَدُّهُ نَبِيٌّ غَيْرِيْ وَأَخِيْ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْتَمِعُوْا عَلٰى مُعَاوِيَةَ ... قَالَ مَعْمَرٌ : جَابَرْسُ وَجَابَلْقُ : الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ. [77]

ترجمہ: محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مشرق سے مغرب تک دیکھ لو تمہیں میرے اور میرے بھائی حسین کے علاوہ کوئی بھی شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ نظر نہیں

[77] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی: ج4 ص375 رقم الحدیث 7073 باب فی الصلح

آئے گا۔(اس فضیلت کے باوجود)میری (دیانتدارانہ)رائے یہی ہے کہ آپ لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ (کی خلافت)پر متفق ہو جاؤ.....راوی معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "جابرس" اور "جابلق" سے مراد مشرق اور مغرب ہے۔ اس روایت کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المعجم الکبیر" میں ذکر کیا ہے اور اس روایت کے راوی صحیح (بخاری) کے راوی ہیں۔

صلحِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسنین کریمین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کی رضامندی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے لیے حضرت حسن اور حضرت حسین دونوں راضی تھے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّيْ رَأَيْتُ رَأْيًا أُحِبُّ أَنْ تُتَابِعَنِيْ عَلَيْهِ. قُلْتُ: مَا هُوَ؟ قَالَ:رَأَيْتُ أَنْ أَعْمَدَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَأَنْزِلَهَاوَأُخَلِّيَ الْأَمْرَ لِمُعَاوِيَةَ فَقَدْ طَالَتِ الْفِتْنَةُوَسَفَكَتِ الدِّمَاءُوَقَطَعَتِ السُّبُلُ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهٗ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ. فَبَعَثَ إِلٰى حُسَيْنٍ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ: أُعِيْذُكَ بِاللهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى رَضِيَ. [78]

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بات سوچی ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس معاملے میں میرا ساتھ دیں۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: جی فرمائیں! آپ نے کیا سوچا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ بن رہا ہے کہ میں مدینہ چلا جاؤں اور خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں کیونکہ ہنگامے بڑھ چکے ہیں اور خون خرابہ بہت ہو چکا ہے اور (انتشار کے باعث) راستے پر خطر ہو چکے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ آپ کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ (کو اعتماد میں لینے کے لیے) ان کے پاس پیغام بھیجا (وہ تشریف لائے) آپ نے ان

[78] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج1 ص377 رقم الترجمۃ 1721

کے سامنے سارا معاملہ رکھا۔ انہوں نے شروع میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسلسل ان کی ذہن سازی فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی راضی ہو گئے۔

صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا صَالَحَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: قُمْ! فَتَكَلَّمْ فَقَامَ: فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ أَكْيَسَ الْكَيْسِ التُّقٰى وَإِنَّ أَعْجَزَ الْعَجْزِ الْفُجُوْرُ أَلَا وَإِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ الَّذِي اخْتَلَفْتُ فِيْهِ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ حَقٌّ لِامْرِئٍ كَانَ أَحَقَّ بِهٖ مِنِّي أَوْ حَقٌّ لِي تَرَكْتُهُ لِإِرَادَةِ إِصْلَاحِ الْمُسْلِمِيْنَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ. [79]

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو اپنی صلح کے بارے میں مطلع کیجیے! چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: دانشمندوں میں سے سب سے بڑا دانشمند انسان وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو، اور عاجزوں میں سے سب سے بڑا عاجز انسان وہ ہے جو اللہ کا نافرمان ہو۔ یہ (خلافت والا) معاملہ جس میں میرا اور معاویہ کا اختلاف ہوا۔ یا تو یہ اس شخص کا حق تھا جو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار ہے یا پھر یہ میرا حق تھا جسے میں نے لوگوں کے مابین بھلائی کے لیے اور انہیں خونریزی سے بچانے کے لیے چھوڑ (کر حضرت معاویہ کے سپرد کر) دیا ہے۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کرنا جہاں حالات کا تقاضا تھا وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی بھی تھی۔

امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور انصاری الافریقی رحمہ اللہ (ت 711ھ) روایت

---

[79] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص79، 80 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

نقل کرتے ہیں:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ اللَّيْلِ رَحِمَهُ اللهُ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْكُوْفَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: لَا تَقُلْ ذَاكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَمْلِكَ مُعَاوِيَةُ. فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللهِ وَاقِعٌ فَكَرِهْتُ أَنْ تُهْرَاقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ دِمَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ الشَّعْبِيُّ: قِيْلَ لِلْحَارِثِ الْأَعْوَرِ: مَا حَمَلَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى أَنْ يُّبَايِعَ لِمُعَاوِيَةَ وَلَهُ الْأَمْرُ؟ قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ: لَا تُكْرِهُوْا إِمْرَةَ مُعَاوِيَةَ. [80]

ترجمہ: حضرت سفیان بن لیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس وقت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنا اقتدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر کے کوفہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے کہا کہ (یہ کام تو اہل ایمان کو ذلیل کرنے والا ہے اور اس کا سبب آپ بنے ہیں اس لیے آپ) اے مذلّ المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسے نہ کہو، کیونکہ میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ کچھ زمانہ گزرے گا معاویہ حاکم بن جائے گا۔ (اپنے والد کی بات سن کر میں نے اس وقت) میں نے یقین کر لیا تھا کہ اللہ کا امر پورا ہو کر رہے گا۔ میں اس بات کو انتہائی برا سمجھتا ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان (اقتدار کے لیے) مسلمانوں کا خون بہے۔ حارث اعور سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ بنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور خلافت انہیں سونپ دی؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ معاویہ کی امارت کو غلط نہ سمجھنا۔

---

[80] مختصر تاریخ دمشق لابن منظور: ج7 ص339 ترجمۃ معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے امیر المؤمنین ہونے پر اتفاق

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بلا اختلاف امیر المؤمنین بن گئے۔ جس پر چند ایک حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

1: حضرت حسن رضی اللہ عنہ:

1: امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور انصاری الافریقی رحمہ اللہ (ت 711ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ اللَّيْلِ رَحِمَهُ اللهُ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْكُوْفَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: لَا تَقُلْ ذَاكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَمْلِكَ مُعَاوِيَةُ. فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللهِ وَاقِعٌ فَكَرِهْتُ أَنْ تُهْرَاقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ دِمَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ. [81]

ترجمہ: حضرت سفیان بن لیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس وقت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنا اقتدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر کے کوفہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے کہا کہ (یہ کام تو اہل ایمان کو ذلیل کرنے والا ہے اور اس کا سبب آپ بنے ہیں اس لیے) اے مذلّ المؤمنین! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسے نہ کہو۔ کیونکہ میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ کچھ زمانہ گزرے گا معاویہ حاکم بن جائے گا۔ (اپنے والد کی بات سن کر میں نے اس وقت) میں نے یقین کر لیا تھا کہ اللہ کا امر پورا ہو کر رہے گا۔ میں اس بات کو انتہائی برا سمجھتا ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان (اقتدار کے لیے) مسلمانوں کا خون بہے۔

2: امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور انصاری الافریقی رحمہ اللہ (ت 711ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الشَّعْبِيُّ: قِيْلَ لِلْحَارِثِ الْأَعْوَرِ: مَا حَمَلَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى أَنْ يُّبَايِعَ لِمُعَاوِيَةَ وَلَهُ

---

[81] مختصر تاریخ دمشق لابن منظور: ج7 ص339 ترجمۃ معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

الْأَمْرُ؟ قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ: لَا تُكْرِهُوْا إِمْرَةَ مُعَاوِيَةَ. [82]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حارث اعور سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ بنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور خلافت انہیں سونپ دی؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ معاویہ کی امارت کو غلط نہ سمجھنا۔

2: حضرت حسین رضی اللہ عنہ

1: امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ يَكْتُبُوْنَ إِلَى الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَدْعُوْنَهُ إِلَى الْخُرُوْجِ إِلَيْهِمْ زَمَنَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ يَأْبٰى. [83]

ترجمہ: (جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ والوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ ان لوگوں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین) کے خلاف خروج (بغاوت) کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔

2: ابو حنیفہ احمد بن داؤد دِینَوَری (ت 282ھ) نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ الْحُسَيْنُ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) إِنَّا قَدْ بَايَعْنَا وَعَاهَدْنَا وَلَا سَبِيْلَ إِلٰى نَقْضِ بَيْعَتِنَا. [84]

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کر چکے ہیں اور صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں، لہٰذا اب بیعت توڑنے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

3: (شیعہ مصنف) شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان المعروف بہ ابن المعلم (ت 413ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ تَحَرَّكَتِ الشِّيْعَةُ بِالْعِرَاقِ وَكَتَبُوْا إِلَى الْحُسَيْنِ فِيْ خَلْعِ مُعَاوِيَةَ وَالْبَيْعَةِ لَهٗ

---

[82] مختصر تاریخ دمشق لابن منظور: ج7 ص339 ترجمۃ معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

[83] تاریخ الاسلام للذهبی: ج5 ص5 مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

[84] الأخبار الطّوال للدِّيْنَوَري: ص326 دخول حجر علی الحسین رضی اللہ عنہ

فَامْتَنَعَ عَلَيْهِمْ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ عَهْدًا وَعَقْدًا لَا يَجُوْزُ لَهُ نَقْضُهُ حَتّٰى تَمْضِيَ الْمُدَّةُ فَإِذَا مَاتَ مُعَاوِيَةُ نُظِرَ فِيْ ذٰلِكَ. [85]

ترجمہ: جب حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) وفات پا گئے تو عراق کے شیعوں نے یہ تحریک چلائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ حضرت معاویہ کی اطاعت گردن سے اتار پھینکیں اوران کی بیعت توڑ دیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے اور میرے درمیان ایک عہد ہے اور صلح کا ایک معاہدہ ہے۔ میں اس کو ختم کرنا جائز نہیں سمجھتا حتی کہ اس کی مدت ختم ہو جائے۔(یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدت تمام ہو جائے) ہاں جب خود معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پا جائیں گے تو اس مسئلہ کو دیکھ لیں گے۔

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَصَمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَتَاهَا رَسُوْلٌ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِهَدِيَّةٍ فَقَالَ: أَرْسَلَ بِهٰذَا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَبِلَتْ هَدِيَّتَهُ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّسُوْلُ قُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَلَسْنَا مُؤْمِنِيْنَ وَهُوَ أَمِيْرُنَا؟ قَالَتْ: أَنْتُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَهُوَ أَمِيْرُكُمْ. [86]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عصمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک قاصد ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کچھ ہدیہ لے کر حاضر ہوا اور آکر عرض کی کہ امیر المؤمنین کی طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہدیہ قبول فرما لیا۔ جب وہ قاصد واپس چلا گیا تو عبد الرحمٰن بن عصمہ نے ام المؤمنین سے عرض کیا کہ کیا ہم مومن نہیں اور وہ ہم مومنین کے امیر نہیں؟ تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی ہاں بالکل، آپ مومن ہیں اور وہ آپ کے امیر ہیں۔

[85] الارشاد لابن المعلم: ص 251 باب الامام الحسین علیہ السلام، الفصل الثانی

[86] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 16 ص 83 ما ذکر مِن حدِیثِ الأمراءِ والدّخولِ علیہِم رقم الحدیث 31213

4: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْيًا أُحِبُّ أَنْ تُتَابِعَنِيْ عَلَيْهِ. قُلْتُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ أَنْ أَعْمَدَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَأَنْزِلَهَا وَأَخْلِيَ الْأَمْرَ لِمُعَاوِيَةَ فَقَدْ طَالَتِ الْفِتْنَةُ وَسَفَكَتِ الدِّمَاءُ وَقَطَعَتِ السُّبُلُ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ. فَبَعَثَ إِلَى حُسَيْنٍ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: أُعِيْذُكَ بِاللهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى رَضِيَ. [87]

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بات سوچی ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس معاملے میں میرا ساتھ دیں۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: جی فرمائیں! آپ نے کیا سوچا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ بن رہا ہے کہ میں مدینہ چلا جاؤں اور خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں کیونکہ ہنگامے بڑھ چکے ہیں اور خون خرابہ بہت ہو چکا ہے اور (انتشار کے باعث) راستے پر خطر ہو چکے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ آپ کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ (کو اعتماد میں لینے کے لیے) ان کے پاس پیغام بھیجا (وہ تشریف لائے) آپ نے ان کے سامنے سارا معاملہ رکھا۔ انہوں نے شروع میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسلسل ان کی ذہن سازی فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی راضی ہو گئے۔

5: حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما:

(شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (ت 460ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فُضَيْلٍ غُلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَقُوْلُ: إِنَّ

---

[87] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج 1 ص 377 رقم الترجمۃ 1721

مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا اَنِ اقْدَمْ أَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدِمُوا الشَّامَ فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ فَقَالَ: يَا حَسَنُ! قُمْ فَبَايِعْ. فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ: يَا قَيْسُ! قُمْ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ: يَا قَيْسُ! اِنَّهُ اِمَامِيْ يَعْنِي الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [88]

ترجمہ: محمد بن راشد کے غلام؛ فضیل سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام (امام جعفر صادق) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن بن علی صلوات اللہ علیہما کی طرف ایک خط لکھا (جس میں یہ تھا) کہ آپ، آپ کے بھائی حسین اور حضرت علی کے اصحاب ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب یہ حضرات حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے لگے تو قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (رضی اللہ عنہ) بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ لوگ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس) شام پہنچے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے انہیں اندر آنے کی درخواست کی۔ (یہ حضرات اندر تشریف لے گئے)۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کے لیے کئی خطباء جمع کیے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے بھی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت قیس بن سعد (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت قیس (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھا (کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟) حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے قیس! وہ یعنی حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) میرے امام ہیں۔ (جب انہوں نے بیعت کرلی تو میں نے بھی کرلی، اس لیے تم بھی بیعت کرلو)۔

---

[88] رجال کشّی: ص86 ترجمہ قیس بن سعد بن عبادۃ

6: جنگ صفین سے کنارہ کش رہنے والوں کی بیعت:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

(قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللهُ) وَبَايَعَ مُعَاوِيَةَ كُلُّ مَنْ كَانَ مُعْتَزِلًا لِلْقِتَالِ كَابْنِ عُمَرَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [89]

ترجمہ: (امام بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں فریقوں کی باہمی جنگ سے عملاً کنارہ کش تھے جیسے عبد اللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہم (وغیرہ) انہوں نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

7: اہل کوفہ:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

(قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللهُ) وَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَسُمِّيَتْ سَنَةَ الْجَمَاعَةِ لِاجْتِمَاعِ النَّاسِ وَانْقِطَاعِ الْحَرْبِ. [90]

ترجمہ: (امام بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ داخل ہوئے، اور اہل کوفہ نے آپ کی بیعتِ خلافت کی۔ لوگوں کے ایک شخصیت پر متفق اور مجتمع ہونے اور جنگ و جدال کے ختم ہونے کی وجہ سے اس سال کا نام "عام الجماعۃ" رکھا گیا۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

امام ابو عبد اللہ محی الدین عبد القادر بن موسیٰ بن عبد اللہ الجیلانی حنبلی رحمہ اللہ (ت 561ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نَفْسِهِ مِنَ الْخِلَافَةِ .... فَوَجَبَتْ إِمَامَتُهُ بِعَقْدِ

---

[89] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 13 ص 80 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

[90] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 13 ص 80 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

الْحَسَنِ لَهُ فَسُمِّيَ عَامُهُ "عَامَ الْجَمَاعَةِ" لِارْتِفَاعِ الْخِلَافِ بَيْنَ الْجَمِيْعِ وَاتِّبَاعِ الْكُلِّ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ مُنَازِعٌ ثَالِثٌ فِي الْخِلَافَةِ. [91]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت صحیح طور پر ثابت ہے ... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینے کی وجہ سے ملی ہے اور جس سال یہ خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی اس سال کا نام "عام الجماعۃ" رکھا گیا تھا کیونکہ اس میں سب لوگوں کا (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر) اتفاق ہو گیا تھا اور مخالفت ختم ہو چکی تھی، اور سب لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی (خلافت میں) اتباع کر لی۔ (کیونکہ اس موقع پر دو فریق ہی خلافت کے دعوے دار تھے، ان کے علاوہ کوئی تیسرا فریق موجود نہیں جو مخالفت کرتا اور ان دونوں کی بھی آپس میں صلح ہو گئی تھی تو اتفاقِ رائے پایا گیا۔)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[91] الغنیۃ لطالبی طریق الحق عز وجل للجیلانی: ص 112 فصل فی اعتقاد اهل السنۃ والجماعۃ ان امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامم

اپنے زمانہ خلافت میں

ذکر اللہ:

امام مسلم بن حجاج قشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ. قَالَ: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ. قَالُوْا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِنِّيْ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا. قَالَ: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهٗ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ. [92]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد میں چند لوگ اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے، ان کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا کہ تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم سب اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں نے کسی بد گمانی کی وجہ سے آپ لوگوں سے قسم نہیں لی اور میرا جو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھا اس مرتبہ کے لوگوں میں سے کوئی بھی مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا نہیں ہے (یعنی میں ہی سب سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہوں، میرے برابر کے باقی لوگ میری بنسبت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے ہیں) ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حلقہ کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم لوگ یہاں کس لیے جمع ہوئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس نے ہمیں ہدایت سے

---

[92] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2701

نوازا، اسلام کی دولت عطا فرما کر ہم پر عظیم احسان فرمایا اس پر اس کی حمد و ثناء کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی بد گمانی کی بنا پر تم سے قسم نہیں لی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کی مجلس میں فخر ومباہات کے ساتھ تمہارا ذکر فرما رہے ہیں۔

خشیتِ الٰہی:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْمُعَطَّلِ رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ أَدْرَكَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلَ أَبُوْ مَرْيَمَ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا هَاهُنَا يَا أَبَا مَرْيَمَ! فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَجِئْكَ طَالِبَ حَاجَةٍ وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ وُلِيَ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَأَغْلَقَ بَابَهُ دُوْنَ ذَوِي الْفَقْرِ وَالْحَاجَةِ أَغْلَقَ اللهُ عَنْ فَقْرِهٖ وَحَاجَتِهٖ بَابَ السَّمَاءِ، فَأَكَبَّ مُعَاوِيَةُ يَبْكِيْ ثُمَّ قَالَ: رُدَّ حَدِيْثَكَ يَا أَبَا مَرْيَمَ! فَرَدَّهُ ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: ادْعُ لِيْ سَعْدًا ... وَكَانَ حَاجِبَهُ ... فَدُعِيَ فَقَالَ: يَا أَبَا مَرْيَمَ! حَدِّثْ أَنْتَ كَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَبُوْ مَرْيَمَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَخْلَعُ هٰذَا مِنْ عُنُقِيْ وَأَجْعَلُهُ فِيْ عُنُقِ سَعْدٍ مَنْ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأْذَنْ لَهُ يَقْضِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِسَانِيْ مَا قَضٰى. [93]

ترجمہ: حضرت ابو المعطل رحمہ اللہ– جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے– وہ کہتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مرحبا کہا اور کہا کہ یہاں تشریف لائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس کسی ذاتی ضرورت کے وجہ سے نہیں آیا بلکہ آپ کو وہ حدیث مبارک سنانے آیا ہوں جو میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

[93] مسند الشامیین للطبرانی: رقم الحدیث 2559

وسلم سے خود سنی ہے کہ آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان حکمران نے کسی حاجت مند کی ضرورت کو پورا نہ کیا اور حاجت مند پر اپنا دروازہ بند کر لیا تو اللہ تعالیٰ بھی آسمان سے اس کی حاجت روائی کا دروازہ بند کر دیں گے۔ یہ فرمان سن کر آپ رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ اوندھے گر گئے اور اپنے دربان سعد کو بلوایا اور ابو مریم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حدیث دوبارہ بیان کریں۔ انہوں نے دوبارہ بیان کی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان سے فرمایا: سعد! میں اپنی یہ ذمہ داری تمہیں سونپتا ہوں کہ جب کوئی حاجت مند آئے تو اسے میرے پاس لے آنا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے حق میں میری زبان پر جو فیصلہ چاہیں گے، کریں گے۔

فکرِ آخرت:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ رَحِمَهُ اللهُ حَدَّثَهُ أَنَّ شُفَيًّا الْأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: أَبُوْ هُرَيْرَةَ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِيْ حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثْنَا قَلِيْلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيْدَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ: أَفْعَلُ، لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيْدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلٰى وَجْهِهٖ فَأَسْنَدْتُّهُ عَلَيَّ طَوِيْلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُوْ بِهٖ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَرَجُلٌ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَرَجُلٌ كَثِيْرُ الْمَالِ، فَيَقُوْلُ اللهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِيْ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ، قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا عُلِّمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُوْلُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ لَهُ:

كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللهُ لَهُ: بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ، وَيُؤْتٰى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُوْلُ اللهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلٰى أَحَدٍ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ، قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا آتَيْتُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ فَيَقُوْلُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ لَهُ: كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى: بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَوَادٌ وَقَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ، وَيُؤْتٰى بِالَّذِيْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَيَقُوْلُ اللهُ لَهُ: فِيْ مَاذَا قُتِلْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أُمِرْتَ بِالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ فَيَقُوْلُ اللهُ (تَعَالٰى) لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللهُ (تَعَالٰى): بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رُكْبَتِيْ، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أُولٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ الْوَلِيْدُ أَبُوْ عُثْمَانَ الْمَدَائِنِيُّ: فَأَخْبَرَنِيْ عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ شُفَيًّا هُوَ الَّذِيْ دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا، قَالَ أَبُوْ عُثْمَانَ: وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ أَبِيْ حَكِيْمٍ أَنَّهُ كَانَ سَيَّافًا لِمُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ فُعِلَ بِهٰؤُلَاءِ هٰذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ؟ ثُمَّ بَكٰى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ أَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ (١٥) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (١٦)﴾[94]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن مسلم سے مروی ہے کہ شُفَیّا اصبحی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے (وہاں دیکھا کہ) ایک شخص کے پاس چند لوگ جمع ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ شفیا اصبحی فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے قریب ہو گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو احادیث بیان فرما رہے تھے۔ جب انہوں نے احادیث بیان فرمالیں اور اکیلے رہ گئے تو میں نے ان سے عرض کی: میں آپ کو بار بار اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھ رہا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جسے آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور اسے خوب اچھی طرح سمجھ بھی

[94] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2382

لیاہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے، میں آپ کو ایسی حدیث سناتاہوں جو مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور میں نے اسے اچھی طرح سنااور سمجھا بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی بات فرمائی اور چیخ ماری، بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد جب اچھی طرح ہوش آیاتو فرمایا: میں آپ کو وہ حدیث سناتاہوں جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس گھر میں بیان فرمایا تھا جہاں میرے سوااور کوئی نہیں تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی بات فرمائی اور چیخ ماری، بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد جب اچھی طرح ہوش آیا اپنے چہرے کو پونچھا اور فرمایا: میں آپ سے ضرور وہ حدیث بیان کروں گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمائی تھی اور اس گھر میں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی (تیسرا انسان) موجود نہیں تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی بات فرمائی اور چیخ ماری، بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد جب اچھی طرح ہوش آیاتو اپنے چہرے کو پونچھا اور فرمایا: میں آپ سے ضرور وہ حدیث بیان کروں گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمائی تھی اور اس گھر میں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی (تیسرا انسان) موجود نہیں تھا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری، بے ہوش ہوکر منہ کے بل زمین پر گر گئے۔ روای کہتے ہیں کہ میں نے کافی دیر تک آپ رضی اللہ عنہ کو سہارا دیے رکھا۔ پھر جب افاقہ ہواتو فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب ہر امت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمانے کے لیے (بے مثل) نزول فرمائیں گے۔ اس فیصلے کے لیے سب سے پہلے اس شخص کو بلایا جائے گا جو قرآن کا حافظ ہوگا، دوسرا شہید ہوگا اور تیسرا سخی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حافظِ قرآن سے فرمائیں گے: کیا میں نے تمہیں اپنے رسول پر نازل ہونے والی کتاب کی تعلیم نہیں دی تھی؟ وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! یقیناً آپ نے تعلیم دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو علم تجھے دیا گیا اس پر تو نے کتنا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں اس قرآن کے ذریعے دن رات آپ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ قرآن سیکھنے سے تیرا مقصد صرف اتنا سا تھا کہ لوگ تجھے (حافظ صاحب اور)

قاری (صاحب) کہیں۔ (اور تیر اوہ مقصد دنیا میں پورا ہو گیا لوگوں نے) تجھے قاری (صاحب) کہہ دیا گیا۔

اس کے بعد صاحبِ مال کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کیا میں نے تجھے ہر چیز کی وسعت عطا نہیں کی تھی؟ یہاں تک کہ تجھے کسی (انسان) کا محتاج نہیں بنایا تھا۔ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار! یقیناً آپ نے مجھے مال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تجھے جو چیزیں دی تھیں اس کے تو نے کیا حقوق ادا کیے؟ وہ کہے گا کہ میں صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقہ و خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مال خرچ کرنے میں تیرا مقصد صرف اتنا سا تھا کہ لوگ تمہیں سخی کہیں (اور تیر اوہ مقصد دنیا میں پورا ہو گیا لوگوں نے) تجھے سخی کہہ لیا۔

اس کے بعد شہید کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تجھے کس لیے قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا کہ آپ نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا تھا، میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی اسے کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ قرآن سیکھنے سے تیرا مقصد صرف اتنا سا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں (اور تیر اوہ مقصد دنیا میں پورا ہو گیا، لوگوں نے) تجھے بہادر کہہ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنوں پر اپنا ہاتھ مبارک مارتے ہوئے فرمایا: ابو ہریرہ! یہی وہ پہلے تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔

راوی؛ ولید ابو عثمان المدائنی فرماتے ہیں کہ عقبہ بن مسلم نے مجھے بتایا کہ شفیا اصبحی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر یہی حدیث سنائی۔ راوی علاء بن ابو حکیم کہتے ہیں کہ شفیا اصبحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جلاد تھے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آئے اور انہوں نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اس حدیث کو آپ کے سامنے بیان فرمایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان تینوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا (جن کے اعمال بظاہر بہت بڑے تھے) تو باقی لوگوں کے ساتھ کیا ہو گا؟ یہ بات بیان کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زار و قطار روئے یہاں تک کہ ہم (حاضرین مجلس) کو یہ خیال ہونے لگا کہ شاید آپ اسی حالت میں فوت ہو جائیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ (حدیث بیان کرنے والا اپنی نیت کے اعتبار سے یوں لگتا ہے کہ) وہ شر لے کر آیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب کیفیت سنبھلی تو آپ نے اپنے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی آیات تلاوت فرمائیں (جن کا مفہوم یہ ہے) کہ جو لوگ دنیاوی زندگی اور اس کی زیب وزینت چاہتے ہیں ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسی دنیا میں دے دیں گے اور یہاں ان کے حق میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے لیے آخرت میں جہنم کے سوا کچھ نہیں ہے اور جو کچھ اعمال انہوں نے کیے تھے وہ آخرت میں بے فائدہ ہو جائیں گے اور وہ جو عمل کر رہے ہیں وہ (آخرت کے اعتبار سے) نہ ہونے کے برابر ہیں۔

عاجزی وانکساری:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَامِرٍ: اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. [95]

ترجمہ: حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن زبیر اور ابن عامر رضی اللہ عنہما دونوں تشریف فرما تھے اسی دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ابن عامر رضی اللہ عنہ (آپ کے استقبال کے لیے) کھڑے ہوئے جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (آپ) بیٹھ جائیں کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم ہی سمجھے۔

فائدہ: اپنے لیے یہ بات پسند کرنا کہ لوگ میرے لیے کھڑے ہوں اگر اس کی بنیاد تکبر ہو تو جائز نہیں۔ ہاں اگر بنیاد محض محبت (اعزاز یا تعظیم) ہو تو جائز ہے۔

ایفائے عہد:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[95] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 5229

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ رَحِمَهُ اللهُ رَجُلٍ مِنْ حِمْيَرَ – قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ أَوْ بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ. فَنَظَرُوْا فَإِذَا عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدَّ عُقْدَةً وَلَا يَحُلَّهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا ...... فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ.[96]

ترجمہ: قبیلہ حمیر کے ایک شخص حضرت سُلیم بن عامر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان (ایک مقررہ مدت تک جنگ بندی کا) معاہدہ تھا۔ (اس زمانے میں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان علاقوں کی طرف (اپنی فوج سمیت) کوچ کر رہے تھے۔ جب جنگ بندی کی مدت ختم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس علاقے پر فوج کشی کی (حملہ کر دیا) ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور بآواز بلند کہنے لگا: "اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ" کہ عہد کا پاس ولحاظ رکھو! بدعہدی نہ کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابی رسول حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس صورتحال کی آگاہی کے لیے ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ اسے نہ توڑے اور نہ ہی (اس معاہدے کے ہوتے ہوئے) کوئی نیا معاہدہ کرے جب تک کہ معاہدے کی مدت پوری نہ ہو جائے... یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (مفتوحہ علاقے کو خالی کرتے ہوئے) واپس تشریف لے آئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسئلہ توسل:

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ الْخَبَائِرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ السَّمَاءَ قَحِطَتْ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَهْلُ دِمَشْقَ يَسْتَسْقُوْنَ. فَلَمَّا قَعَدَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: أَيْنَ يَزِيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ

[96] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2759

الْجُرَشِيُّ؟ قَالَ: فَنَادَاهُ النَّاسُ فَأَقْبَلَ يَتَخَطّٰى فَأَمَرَهُ مُعَاوِيَةُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَعَدَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ بِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ، يَا يَزِيدُ! ارْفَعْ يَدَيْكَ إِلَى اللهِ. فَرَفَعَ يَزِيدُ يَدَيْهِ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ فَمَا كَانَ أَوْشَكَ أَنْ ثَارَتْ سَحَابَةٌ فِي الْمَغْرِبِ وَهَبَّتْ لَهَا رِيحٌ فَسُقِينَا حَتّٰى كَادَ النَّاسُ لَا يَصِلُونَ إِلٰى مَنَازِلِهِمْ.
[97]

ترجمہ: حضرت سُلیم بن عامر الخبائری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارشیں بند ہو گئیں تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور اہل دمشق بارش کی دعا کرنے کے لیے گھروں سے نکلے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو فرمایا: یزید بن اسود الجرشی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ راوی کہتے ہیں: لوگوں نے انہیں آواز دی، تو وہ آگے بڑھتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تو وہ منبر پر چڑھے اور نیچے کی طرف بیٹھے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! آج ہم لوگ آپ کی جانب اپنے بہترین اور افضل آدمی کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں یزید بن اسود الجرشی کی ذات کو پیش کرتے ہیں۔ اے یزید! آپ اپنے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب اٹھائیں۔ حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ جلد ہی مغرب کی جانب ایک بادل اٹھا اور ہوا اسے لے (کر ہماری جانب) اڑی، تب (بارش ہوئی اور) ہم لوگ ایسے سیراب ہوئے کہ لوگوں کا اپنے مکانوں تک پہنچنا تقریباً دشوار ہو گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مزاح:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ مِنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يُّسَاعِدَهُ فِي بِنَاءِ دَارٍ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ جِذْعٍ مِنَ

---

[97] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج7 ص309 ترجمۃ یزید بن الأسود الجُرَشی

الْخَشَبِ. فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَيْنَ دَارُكَ؟ قَالَ: بِالْبَصْرَةِ. وَكَمِ اتِّسَاعُهَا؟ قَالَ: فَرْسَخَانِ فِي فَرْسَخَيْنِ. قَالَ: لَا تَقُلْ دَارِي بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ قُلِ الْبَصْرَةُ فِي دَارِيْ. [98]

ترجمہ: کسی شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں مکان بنوا رہا ہوں، مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے، آپ مجھے 12 ہزار درخت عطا فرما دیجیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کہاں گھر بنوا رہے ہو؟ اس نے کہا: بصرہ میں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ گھر کی لمبائی چوڑائی کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دو فرسخ لمبائی اور دو فرسخ ہی چوڑائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر یوں مت کہو کہ میرا گھر بصرہ میں ہے بلکہ یوں کہو کہ بصرہ میرے گھر میں ہے۔

فائدہ: فرسخ.... کلو میٹر کے حساب سے اس کی مقدار ساڑھے پانچ کلو میٹر بنتی ہے۔

مکارمِ اخلاق:

آپ حلم وبردباری اور اپنے اعلیٰ اوصاف واخلاق کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قُلْتُ: وَكَانَ يُضْرَبُ الْمَثَلُ بِحِلْمِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [99]

ترجمہ: میں (دلائل کی بنیاد پر یہ) کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے حلم کے اعتبار سے "ضرب المثل" بن چکے ہیں۔

فائدہ: کوئی فقرہ، جملہ، شعر، مصرع یا کسی انسان کے خاص وصف، خاص اصول یا خاص رویے کو جامع اور بلیغ طور پر بیان کیا جائے اور عوام وخواص اسے مقصد کی ترجمانی کے طور پر استعمال کرنے لگیں "ضرب المثل" کہلاتا ہے۔ اسی کو اردو میں "کہاوت" کہتے ہیں۔ جیسے:

☼ حسین انسان کو "یوسف" کہنا۔

---

[98] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص536 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وما ورد فی مناقبہ وفضائلہ

[99] تاریخ الاسلام للذھبی: ج4 ص315 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

☼ جگری دوست کو "صدیق" کہنا۔

☼ ہر مشکل میں ساتھ دینے والے کو "یارِ غار" کہنا۔

☼ حلیم اور بردبار انسان کو "معاویہ" کہنا۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَعَن قَبِيْصَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: صَحِبْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَثْقَلَ حِلْمًا وَلَا أَبْطَأَ جَهْلًا وَلَا أَبْعَدَ أَنَاةً مِنْهُ. [100]

ترجمہ: حضرت قبیصہ بن جابر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں، میں نے ان سے زیادہ حلم والا اور جہالت سے دور رہنے والا اور بردبار کوئی نہیں دیکھا۔

مختصر پر اثر نصیحتیں:

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داؤد بَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عن زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَفْضَلُ مَا أُعْطِيَهُ الرَّجُلُ الْعَقْلُ وَالْحِلْمُ فَإِنْ ذُكِّرَ ذَكَرَ وَإِنْ أُعْطِيَ شَكَرَ وَإِنِ ابْتُلِيَ صَبَرَ وَإِنْ غَضِبَ كَظَمَ وَإِنْ قَدَرَ غَفَرَ وَإِنْ أَسَاءَ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ وَعَظَ ازْدَجَرَ. [101]

ترجمہ: حضرت زید بن واقد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انسان کو (ایمان کے بعد) جو چیز سب سے بہترین (اللہ کی طرف سے) عطا کی جاتی ہے وہ عقل (صحیح فہم) اور حلم (حوصلہ) ہے۔ جب اس کو نصیحت کی جائے تو اسے قبول کرے، اگر تحفہ دیا جائے تو اس کا شکریہ ادا کرے، جب آزمائش میں مبتلا ہو تو صبر کرے، اگر غصے میں ہو تو غصہ کو پی جائے (یعنی غصہ کی وجہ سے کسی پر زیادتی نہ کرے۔ ہاں اگر کسی کی اصلاح کے لیے غصہ ہونا پڑے تو پھر منع نہیں) کسی سے بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے معاف کر دے، اگر غلطی ہو جائے تو

[100] تاریخ الاسلام للذھبی: ج4 ص315 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[101] اَنساب الاَشراف للبلاذُری: ج5 ص40 معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اللہ سے مغفرت مانگے اور اگر اس کو سمجھایا جائے تو بات مان لے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام:

امام مسلم بن حجاج قشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. [102]

ترجمہ: ورّاد، جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے، بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھواتے ہوئے مجھے یہ بات املاء کروائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے: (کلمات کا ترجمہ یہ ہے) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے (تمام جہانوں کی) بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہی۔ اے اللہ! تو عطا کرے تو کوئی روکنے والا نہیں اور اگر تو روک دے تو عطا کرنے والا کوئی نہیں اور مالدار آدمی کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِيْنِي فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ عَلَيَّ، قَالَ: فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "سَلَامٌ عَلَيْكَ. أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ

[102] صحیح مسلم: رقم الحدیث 593

مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ" .[103]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک خط تحریر فرمایا اور اس میں لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت لکھ بھیجیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں لکھا: آپ پر سلامتی ہو(یہ بھی سلام کرنے کے الفاظ ہیں) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کی ناراضگی مول لے گا تو اللہ رب العزت اسے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا، اور جو شخص لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ لوگوں پر چھوڑ دے گا۔(یعنی اس کی مدد و نصرت نہیں فرمائے گا)۔ والسلام علیک۔

لطائف و معارف:

1: انسان جس قدر بڑے مقام تک پہنچ جائے اسے نصیحت کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے باوجودیکہ جلیل القدر صحابیِ رسول ہیں، کاتب وحی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، دنیاوی جاہ و منصب اور عہدہ کے اعتبار سے اس مقام پر ہیں کہ آج کا کوئی حکمران ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی خود کو نصیحت کا محتاج سمجھتے ہیں۔ جب اس قدر دینی و دنیاوی جلالت شان والا شخص نصیحت سے خود کو بے نیاز نہیں سمجھتا تو ہمیں ان سے بڑھ کر نصیحت کی ضرورت ہے۔

2: جس طرح مرد نصیحت کر سکتے ہیں اسی طرح نیک خواتین بھی نصیحت کر سکتی ہیں(بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو)۔

3: نصیحت حاصل کرنے کے ممکنہ جائز وسائل کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اولاً تو بندہ خود کسی کی خدمت میں حاضر ہو کر نصیحت حاصل کرے۔ تاہم اگر خود جانے میں کوئی دینی یا دنیاوی عذر ہو تو خط و کتابت کے ذریعے بھی یہ کام کیا جاسکتا ہے۔

---

[103] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2414

4: نصیحت لینے والا مختصر نصیحت کی خواہش رکھتا ہے تو مختصر نصیحت کرنی چاہیے۔

5: نصیحت میں اپنی بات بھی کہی جاسکتی ہے لیکن اپنے سے بڑے کی بات کہہ دینا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

6: نصیحت لکھنے کی ضرورت پیش آئے تو ابتداء وانتہا میں سلام لکھنا چاہیے۔

7: اپنے سے بڑے کی نصیحت خود سنی ہوئی ہو تو اسے نقل کرتے وقت اس کا تذکرہ کر دینا بات میں مزید پختگی کا باعث بنتا ہے۔

8: نصیحت عمومی طرز کی ہو، سننے اور سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

9: نصیحت جامعیت کی حامل ہو جس کا فائدہ دنیا وآخرت کو محیط ہو۔

10: نصیحت میں اصل فکرِ آخرت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہو۔

آثارِ حرمین شریفین کی نگہداشت:

1: امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: دَرَسَ شَيْءٌ مِّنْ مَعَالِمِ الْحَرَمِ عَلٰى عَهْدِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَكَتَبَ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ عَامِلُهٗ عَلَى الْمَدِيْنَةِ يَأْمُرُهٗ إِنْ كَانَ كُرْزُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيُّ حَيًّا أَنْ يُّكَلِّفَهٗ إِقَامَةَ مَعَالِمِ الْحَرَامِ لِمَعْرِفَتِهٖ بِهَا وَكَانَ مُعَمَّرًا فَأَقَامَهَا عَلَيْهِ فَهِيَ مَوَاضِعُ الْأَنْصَابِ الْيَوْمَ. [104]

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں حدود حرم (مکی) کے نشانات مٹنے کے قریب ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والی مدینہ مروان بن حکم کو شاہی مراسلہ جاری کیا کہ حضرت کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ ...... جو کہ عمر رسیدہ تھے ...... ان حدود سے خوب واقف ہیں اس لیے اگر وہ زندہ ہوں تو انہیں اس کام کی تکلیف دی جائے اور ان کی رہنمائی میں آثار و حدود حرم کی نشان دہی کرائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور نشانات لگوائے۔ آج بھی وہ یادگاریں قائم ہیں۔

[104] فتوح البلدان للبَلَاذُری: ص 40 فتح الطائف

2: مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی آثار نبوی کو باقی رکھنے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ نے انتظام کروایا۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَسَاقَ [الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ] بِإِسْنَادٍ لَهُ أَنَّ مَرْوَانَ لَمَّا كَانَ وَالِيًا عَلَى الْمَدِيْنَةِ مِنْ قِبَلِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْسَلَ إِلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ لِيُرِيَهُ مَوَاقِفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فَأَرَاهُ. [105]

ترجمہ: انہوں (یعنی امام بخاری رحمہ اللہ) نے اپنی سند سے یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں مروان بن حکم مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ مروان نے حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں تا کہ مجھے ان مقامات کے بارے میں مطلع فرمائیں جہاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے وابستہ کوئی یادگاریں ہوں۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہیں ان مقامات کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

امام عمر بن شَبَّہ بن عبیدہ بن رِیطۃ النُّمَیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ الَّذِيْ بَنٰى حَوَالَيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجَازِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَمَرَ بِذٰلِكَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ. [106]

ترجمہ: مسجد نبوی کے ارد گرد حفاظتی دیوار حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بنوائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کام مروان بن حکم کے ذمہ لگایا۔

---

[105] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2333 رقم الترجمۃ 10402

[106] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج1 ص16 ذکر البلاط الذی حول المسجد

جہادی کارنامے اور فتوحات

آپ کی حکمتِ عملی اور جوانمردی کے بے شمار واقعات کتبِ تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اپنی مدبرانہ سیاسی بصیرت اور دور اندیش حکمتِ عملی کی بدولت آپ نے ایک وسیع سلطنت پر حکمرانی کی۔ آپ کے عہد میں کئی ممالک فتح ہوئے، شہروں پر شہر، جزیرے پر جزیرے، قلعے پر قلعے اور علاقے پر علاقے اسلامی ریاست کے زیرِ نگیں آئے اور ان خطوں میں اسلام کا نظام نافذ ہوا۔ ان میں سے چند نمایاں فتوحات یہ ہیں:

سن وار فتوحات:

امام شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) نے "**الْعِبَرِ فی خَبَرِ مَنْ غَبَرَ**" میں سن وار ان جنگی معرکوں اور فتوحات کو ذکر کیا جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود شریک ہوئے یا انہوں نے کسی کو امیر لشکر بنا کر بھیجا۔

27ھ......فِيهَا رَكِبَ مُعَاوِيَةُ بِالْجَيْشِ فِي الْبَحْرِ وَغَزَا قُبْرُسَ.

27 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (بغرض جہاد) پہلا بحری بیڑا لے کر قُبرُس کی طرف روانہ ہوئے۔

32ھ......فِيهَا سَارَ مُعَاوِيَةُ وَتَوَغَّلَ فِي الرُّوْمِ فَالْتَقَى الْعَدُوَّ بِالْقُرْبِ مِنَ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ.

32 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیش قدمی کرتے ہوئے روم پہنچے۔ وہاں قسطنطنیہ کے قریب دشمن سے مقابلہ ہوا۔

33ھ......فِيهَا غَزَا مُعَاوِيَةُ أَفْرَنْطِيَّةَ وَمَلْطِيَّةَ.

33 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے افرنطیہ اور ملطیہ میں جہاد کیا۔

35ھ......فِيهَا غَزْوَةُ ذِيْ خَشَبٍ وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ.

35 ہجری میں ذی خشب کی جنگ ہوئی اور لشکر کے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔

42ھ...... فِيهَا غَزَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ سِجِسْتَانَ. فَافْتَتَحَ زَرَنْجَ وَغَيْرَهَا. وَسَارَ رَاشِدُ بْنُ عَمْرٍو

فَشَنَ الْغَارَاتِ وَوَغَلَ فِي بِلَادِ السِّنْدِ.

42 ہجری میں حضرت عبدالرحمٰن بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) سِجِسْتان میں جہاد کیا۔ زرنج اور دیگر علاقے فتح کیے۔ راشد بن عمرو رحمہ اللہ نے سندھ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے تابڑ توڑ حملے کیے۔

43ھ...... فِيهَا فُتِحَتِ الرُّخَّجُ مِنْ أَرْضِ سِجِسْتَانَ. وَافْتَتَحَ عُقْبَةُ بْنُ نَافِعٍ كَوْرًا مِنْ بِلَادِ السُّوْدَانِ.

43 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) سرزمین سجستان کا علاقہ رُخَّج فتح ہوا۔ اور (اسی سال) حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ نے سوڈان کے علاقوں کو فتح کیا۔

44ھ...... فِيهَا افْتَتَحَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ مَدِيْنَةَ كَابُلٍ وَفِيهَا غَزَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي صُفْرَةَ فِيْ أَرْضِ الْهِنْدِ وَوَصَلَ إِلٰى قِنْدَابِيْلَ فَالْتَقَى الْعَدُوَّ فَهَزَمَهُمْ.

44 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کابل (افغانستان) کو فتح کیا، اور اسی سال میں حضرت مُھَلّب بن ابی صفرۃ رحمہ اللہ نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) ہندوستان کے بعض علاقے فتح کیے اور قندابیل کے سرحدوں تک جا پہنچے دشمن سے مقابلہ ہوا اور انہیں شکست دی۔

45ھ...... فِيهَا غَزَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حَدِيْجٍ اَفْرِيْقِيَّةَ.

45 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) معاویہ بن حدیج رحمہ اللہ نے افریقہ کے بعض علاقے فتح کیے۔

47ھ......وَغَزَا رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ أَمِيْرُ أَطْرَابُلُسِ الْغَرْبِ أَفْرِيْقِيَّةَ.

47 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر سرپرستی) مغربی اطرابلس کے امیر حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے دیگر بعض علاقوں میں جنگ لڑی۔

54ھ...... فِيهَا غَزَا عُبَيْدُ اللهِ (بْنُ) زِيَادٍ فَقَطَعَ نَهَرَ جِيْحُوْنَ إِلٰى بُخَارَا

54 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر سرپرستی) عبیداللہ بن زیاد نے جنگ لڑی اور نہر

جیحُون کو پار کر کے بخارا تک جا پہنچے۔

56ھ...... فِيهَا اسْتَعْمَلَ مُعَاوِيَةُ سَعِيدَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَلٰى خُرَاسَانَ فَغَزَا سَمَرْقَنْدَ

56 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن عثمان بن عفان رحمہ اللہ کو خراسان کا عامل بنایا اور انہوں نے سمرقند میں جہاد کیا۔

قیروان اور اس کی فتح:

قیروان... مغربی افریقہ کا مشہور شہر ہے۔ کافی عرصہ تک اسے افریقہ کا دارالسلطنت اور گورنر افریقہ کی قیام گاہ ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ کو افریقہ کا عامل مقرر کیا۔ یہاں "بَرْبَر" قوم آباد تھی، ان میں سے اکثر قبائل حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ان کے ساتھ افریقی ممالک کی فتح میں شریک رہے۔ افریقی ممالک فتح ہو جاتے لیکن چونکہ وہاں لشکر اسلامی کی مستقل چھاؤنی نہیں تھی اس لیے جب امیر لشکر واپس جاتا تو "بَرْبَر" قوم اپنے عہد وپیمان توڑ ڈالتی اور دشمنان اسلام کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو سخت نقصان دیتی۔ حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ نے یہاں حفاظتی نقطہ نظر کے پیش نظر چھاؤنی بنانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے لیے جس جگہ کا انتخاب فرمایا وہ دَلدَل اور گُنجان جنگل تھا۔ انسان تو درکنار وہاں سے جانور حتی کہ سانپوں کو بھی مشکلات کے ساتھ درختوں سے ہو کر نکلنا پڑتا تھا۔ امیر لشکر حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ کے ہمراہ 18 جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے انہیں ساتھ لیا اور اس جنگل میں لے آئے۔ جسے فوجی چھاؤنی بنانا چاہتے تھے۔ وہاں آپ نے ایک اعلان کیا۔

امام شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی رحمہ اللہ (ت626ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَيَّتُهَا الْحَشَرَاتُ وَالسِّبَاعُ! نَحْنُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْحَلُوْا عَنَّا فَإِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَّجَدْنَاهُ بَعْدُ قَتَلْنَاهُ فَنَظَرَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ إِلٰى أَمْرٍ هَائِلٍ كَانَ السَّبُعُ يَحْمِلُ أَشْبَالَهٗ وَالذِّئْبُ يَحْمِلُ أَجْرَاءَهٗ، وَالْحَيَّةُ تَحْمِلُ أَوْلَادَهَا وَهُمْ خَارِجُوْنَ أَسْرَابًا أَسْرَابًا فَحَمَلَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا مِنَ الْبَرْبَرِ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ اخْتَطَّ دَارًا لِلْإِمَارَةِ وَاخْتَطَّ النَّاسُ حَوْلَهٗ وَأَقَامُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ عَامًا لَا

يَرَوْنَ فِيهَا حَيَّةً وَلَا عَقْرَبًا. [107]

ترجمہ: اے موذی درندو اور جانورو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یہاں آباد ہونا چاہتے ہیں، لہٰذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر اس اعلان کے بعد تم میں سے کوئی یہاں ہمیں نظر آگیا تو ہم اسے مار ڈالیں گے۔ لوگوں نے بہت عجیب نظارہ کیا (کہ درندوں اور جانوروں میں ہلچل مچ گئی۔ جانور یہاں سے نکلنے لگے، چنانچہ) شیر اپنے شکار کرنے کے قابل بچوں کو، بھیڑیے اپنے بچوں کو اٹھائے، سانپ اپنے سنپولیوں کو چمٹائے گروہ در گروہ جنگل خالی کر رہے تھے۔ اس منظر نے "بَرَبَر" قوم کو (جو اس خوفناک جنگل سے اچھی طرح واقف تھی وہ اسلام کی حقانیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی قبول) اسلام پر ابھارا اور وہ کثیر تعداد میں مسلمان ہوئے۔ تو مسلمانوں نے وہاں دارالامارت قائم کیا، اس کے ارد گرد لوگوں نے مکانات تعمیر کیے۔ اس کے بعد وہ چالیس سال تک اس علاقے میں رہے، اس دوران نہ سانپ دیکھا نہ بچھو۔

آباد کاری اور فوجی مراکز:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ علاقوں میں آباد کاری کی داغ بیل ڈالی اور مختلف شہروں میں اسلامی افواج کے لیے چھاؤنیاں قائم کیں۔ اس سلسلے میں مَرْعَش، أَنْطَرْطُوس، مَرَقِيّہ اور بُلُنْيَاس وغیرہ شہر قابل ذکر ہیں۔

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) نقل کرتے ہیں:

فَتَحَ عُبَادَةُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ أَنْطَرْطُوْسَ وَكَانَ حِصْنًا ثُمَّ جَلَا عَنْهُ أَهْلُهُ فَبَنٰى مُعَاوِيَةُ أَنْطَرْطُوسَ وَمَصَّرَهَا وَأَقْطَعَ بِهَا الْقَطَائِعَ. وَكَذٰلِكَ فَعَلَ بِمَرَقِيَّةَ وَبُلُنْيَاسَ. [108]

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل کر مقام "أَنْطَرْطُوسَ" کو فتح کیا۔ یہ ایک قلعہ تھا۔ پھر وہاں کے لوگ قلعہ چھوڑ کر چلے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے "أَنْطَرْطُوسَ" مقام کو پھر

---

[107] معجم البلدان للحموی: ج4 ص421 باب القاف والیاء

[108] فتوح البلدان للبَلَاذُری: ص85 أمر حمص

سے تعمیر کروایا اور اسے آباد کر کے شہر بنایا۔ اس کے لیے جاگیریں مقرر کیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے "مَرَقِیَّۃَ" اور "بُلُنْیَاسَ" کے مقامات کی آبادکاری کے لیے بھی یہی امور سرانجام دیے۔

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بلاذری رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

وَكَانَ مُعَاوِيَةُ بَنٰى مَدِيْنَةَ مَرْعَشَ وَأَسْكَنَهَا جُنْدًا. [109]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے "مرعش" شہر کو آباد کیا اور وہاں افواج کو بسایا (یعنی فوجی چھاونی قائم کی)

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

[109] فتوح البلدان للبلاذری: ص117 فتح مَلَطِیَّۃَ

رفاہی امور

رعایا کی خبر گیری:

امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ فِيْلٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ جَعَلَ فِيْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلًا وَكَانَ رَجُلًا مِّنَّا يُكَنّٰى أَبَا الْحَسَنِ يُصْبِحُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ فَيَدُوْرُ عَلَى الْمَجَالِسِ: هَلْ وَلَدَ فِيْكُمُ اللَّيْلَةَ وَلَدٌ؟ هَلْ حَدَثَ اللَّيْلَةَ حَدَثٌ؟ هَلْ نَزَلَ بِكُمُ اللَّيْلَةَ نَازِلٌ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وُلِدَ لِفُلَانٍ غُلَامٌ وَلِفُلَانٍ. فَيَقُوْلُ: مَا يُسَمّٰي؟ فَيُقَالُ لَهُ. فَيَكْتُبُ. فَيَقُوْلُ: هَلْ نَزَلَ بِكُمُ اللَّيْلَةَ نَازِلٌ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. نَزَلَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ بِعَيَالِهِ. يُسَمُّوْنَهُ وَعَيَالَهُ فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقَبِيْلَةِ كُلِّهَا أَتَى الدِّيْوَانَ فَأَوْقَعَ أَسْمَاءَهُمْ فِي الدِّيْوَانِ. [110]

ترجمہ: حضرت ابو فیل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (رعایا کی خبر گیری کا پورا انظام مقرر کیا ہوا تھا) ہم میں سے ایک شخص (جس کی کنیت ابو الحسن تھی) کی ذمہ داری لگائی ہوئی تھی جو ہر روز (قبیلے والوں کے حالات اور ضروریات کی مکمل خبر گیری کے لیے) لوگوں کے پاس چکر لگاتا، اور ان سے یہ سوال کرتا کہ

1: کیا تمہارے ہاں کسی کا کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟

2: قبیلہ میں رات کو کوئی نئی بات پیش آئی ہے؟

3: قبیلہ میں کوئی مہمان آیا ہے؟

لوگ بتلاتے کہ ہاں فلاں شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ تو وہ اس کا نام پوچھتا۔ لوگ نام بتاتے تو وہ اسے اپنے پاس لکھ لیتا۔ پھر رات آنے والے مہمان کے بارے میں پوچھتا۔ لوگ اسے بتاتے کہ ہاں یمن سے ایک شخص اپنے اہل وعیال سمیت آیا ہے اس کا اور اس کے اہل وعیال کے نام (وپتہ) یہ ہیں۔ جب وہ قبیلہ والوں سے مکمل معلومات لے لیتا تو اس کے بعد سرکاری دفتر پہنچتا، بچہ کا نام اور دیگر کوائف ایک رجسٹر میں درج کرتا (اور ان کی

[110] معجم الصحابۃ لابی القاسم البغوی: ج5 ص373 رقم الحدیث 2197

ضروریات کا مناسب انتظام کرنے کے لیے وظیفہ مقرر کرتا)۔

بچوں کا سرکاری وظیفہ:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد بَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَضَ ذٰلِكَ لِلْفَطِيْمِ. [111]

ترجمہ: جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے اُن بچوں کا (جن کی عمر دو سال ہو جاتی اور ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیتے) سرکاری وظیفہ مقرر فرمایا۔

نہروں اور چشموں کی منصوبہ بندی:

آپ کے دور میں محکمہ آبپاشی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی اور عوام کی سہولت کے پیش نظر نہری نظام کی بنیاد ڈالی گئی۔

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد بَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَلَّمَ الْمُنْذِرُ بْنُ الْجَارُوْدِ الْعَبْدِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَان رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ حَفْرِ نَهْرٍ ثَارٍ فَكَتَبَ إِلٰى زِيَادٍ فَحَفَرَ نَهْرَ مَعْقِلٍ فَقَالَ قَوْمٌ: جَرٰى عَلٰى يَدِ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ فنُسِبَ إِلَيْهِ. [112]

ترجمہ: مُنذِر بن جَارُود عَبدی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے (عراق میں) ایک گہری نہر کھدوانے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو خط لکھا۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں زیاد نے نہر معقِل کھدائی۔ لوگوں نے کہا: اس کا افتتاح معقِل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اس لیے اس کا نام ہی نہر معقِل پڑ گیا۔

فائدہ: اس سے تبرک بالصالحین کا عقیدہ و نظریہ ثابت ہوتا ہے۔

"قناۃ معاویہ" نہر کھدوانے کا کارنامہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں میدان احد کے قریب "قناۃ معاویہ" کے نام سے ایک

[111] فتوح البلدان للبَلَاذُری: ص273 العطاء فی خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ

[112] فتوح البلدان للبَلَاذُری: ص216 تحت تمصیر البصرۃ

نہر کھدوائی۔ اس نہر کا گزر شہدائے احد کی قبور کے قریب ہوا۔ نہر کی وجہ سے کئی قبور میں پانی چلا گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارکنوں کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ جن کے اقرباء یہاں مدفون ہیں وہ انہیں دوسرے مقام پر منتقل کر لیں۔ جس کے بعد لوگوں نے اپنے مرحومین کو یہاں سے دوسری جگہوں پر منتقل کیا۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : صُرِخَ بِنَا إِلَى قَتْلَانَا يَوْمَ أُحُدٍ ، إِذْ أَجْرٰى مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَيْنَ ، فَاسْتَخْرَجْنَاهُمْ بَعْدَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً لَيِّنَةً أَجْسَادُهُمْ ، تَتَثَنّٰى أَطْرَافُهُمْ . [113]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہمیں شہدائے اُحد کی طرف پکارا گیا (جس وقت ان کی قبور میں پانی آ گیا) جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (شہدائے احد کے قبرستان کے قریب) ایک نہر جاری کی۔ چنانچہ ہم نے چالیس سال بعد اپنے مرحومین کو قبور سے نکالا تو ان کے اجسام بالکل تر و تازہ تھے اور ان کے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے تھے (جیسے ابھی دفن کیے ہوں)

مدینہ کے مویشیوں کے لیے بند بنوانا:

اسی طرح اس وقت کی مدینہ طیبہ کی آبادی سے تقریباً 20 میل دور نشیبی علاقے میں مویشیوں کی سہولت کے لیے ایک بند بنوایا جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا اور مویشی اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

حسن بن علی الاصفہانی (ت 311ھ) لکھتے ہیں:

وَبِهَا وَادٍ قَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَبَسَ سَيْلَهٗ بِسَدٍّ فَهُوَ يُحْتَبَسُ فِيْهِ مَاءٌ يَرِدُهُ النَّاسُ بِمَوَاشِيْهِمْ يُسْقُوْنَهَا وَهُوَ يُسَمّٰى "سَدَّ مُعَاوِيَةَ" . [114]

ترجمہ: مدینہ منورہ میں ایک وادی ہے جس کے سیلابی کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے ایک بند کے ذریعے روکا تھا۔ اس بند میں پانی جمع رہتا تھا اور لوگ اپنے مویشیوں کو وہاں پانی پلاتے تھے۔ اسے "سدِّ معاویہ" کہا جاتا تھا۔

---

[113] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج20 ص365 هٰذَا مَا حَفِظَ أَبُو بَكْرٍ فِي أُحُدٍ رقم الحدیث 37945

[114] بلاد العرب: ص401 تحت مواضع بقرب المدینۃ

خاندانِ نبوت سے حسن سلوک

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے حسنِ سلوک:

1: امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بَلاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِقِلَادَةٍ قُوِّمَتْ مِائَةَ أَلْفٍ فَقَبِلَتْهَا وَقَسَمَتْهَا فِيْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَكَانَتْ مِنْ أَسْخَى النَّاسِ. [115]

ترجمہ: حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک قیمتی ہار ہدیۃً پیش کیا جس کی اُس وقت قیمت ایک لاکھ دراہم تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ قبول فرمایا اور اسے دیگر امہات المومنین میں تقسیم فرمایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سخی خاتون تھیں۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَا يَقْبَلَانِ جَوَائِزَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [116]

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے والد محمد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہدایا قبول کرتے تھے۔

حضرت حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا لَقِيَ

---

[115] اَنساب الاَشراف للبلاذُری: ج1 ص418 ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[116] الشریعۃ للآجُرّی: ص703 رقم الحدیث 2020

الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرْحَبًا بِابْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلًا وَيَأْمُرُ لَهُ بِثَلَاثِمِائَةِ أَلْفٍ وَيَلْقَى ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ: مَرْحَبًا بِابْنِ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ حَوَارِيِّهِ وَيَأْمُرُ لَهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ. [117]

ترجمہ: حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابو یعقوب سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ملے تو ان سے فرمایا: اے رسول اللہ کے بیٹے! خوش آمدید، مرحبا، اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ میری طرف سے 3 لاکھ دراہم بطور ہدیہ کے ان کی خدمت میں پیش کرو اور جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی تو ان سے فرمایا: اے اللہ کے رسول کے پھوپھی زاد! اور مشکل وقت میں ساتھ دینے والے کے بیٹے مرحبا! اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ میری طرف سے 1 لاکھ دراہم بطور ہدیہ کے ان کی خدمت میں پیش کرو۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَافِدَيْنِ إِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَجَازَهُمَا فَقَبِلَا. [118]

ترجمہ: ثویر اپنے والد (سعید بن علاقہ رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے تو میں ابھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ (جب وہاں پہنچے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو ہدایا پیش کیے جو انہوں نے قبول فرما لیے۔

خاندان بنو ہاشم سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا يَوْمًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ

---

[117] الشریعۃ للآجُرّی: ص702 رقم الحدیث 2016

[118] الشریعۃ للآجُرّی: ص702 رقم الحدیث 2017

تَفَرَّشَتْ قُرَيْشٌ وَصَنَادِيدُ الْعَرَبِ وَ مَوَالِيهَا أَسْفَلَ سَرِيْرِهِ وَعَقِيْلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنْ يَّمِينِهِ وَيَسَارِهِ. [119]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے (وہاں جاکے دیکھا کہ) بڑے بڑے قریشی اور عرب کے سردار آپ رضی اللہ عنہ کے تخت سے نیچے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ (حضرت علی بن ابی طالب کے بھائی) عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے تخت پر دائیں بائیں جانب تشریف فرماتھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

[119] الشریعۃ للآجُرّی: ص702ر قم الحدیث 2015

اَوّلیاتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

[1]: بحری جہاد

مسلمانوں میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے بحری (سمندری) جنگ لڑی۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ: فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ. [120]

ترجمہ: حضرت مُہلّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے (مسلمان حکمران) ہیں جنہوں نے بحری جنگ لڑی ہے۔

[2]: محکمہ سیکیورٹی

حفاظتی دستہ (باڈی گارڈ) کا طریقہ جاری کیا اور یہ اس وقت ہوا جب آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی البصری رحمہ اللہ (ت240ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) أَوَّلَ مَنِ اتَّخَذَ صَاحِبَ حَرْسٍ. [121]

ترجمہ: محافظ (باڈی گارڈ) رکھنے کا طریقہ سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے جاری کیا۔

[3]: محکمہ دیوان الخاتم

سرکاری حکم نامے پر سرکاری مہر لگانے اور حکم نامے کی ایک کاپی سرکاری دفاتر میں محفوظ رکھنے کا طریقہ جاری کیا۔

امام ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی عز الدین ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[120] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج6 ص125 باب ما قیل فی قتال الروم

[121] تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص141 تحت من کان علی الرسائل والدیوان والحجابۃ

وَكَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) أَوَّلَ مَنِ اتَّخَذَ دِيوَانَ الْخَاتَمِ.[122]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے "دیوان الخاتم" کا محکمہ قائم کیا۔

فائدہ: مہریں تو پہلے دور میں بھی تھیں البتہ اس کا باقاعدہ محکمہ نہیں تھا جو کسی سرکاری حکم نامے پر مہر لگائے۔ یہ کارنامہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا کہ سرکاری حکم نامے پر مہر لگانے کی بنیاد ڈالی۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

[122] الکامل فی التاریخ: ج4 ص11 ثم دخلت سنۃ ستین ذکر بعض سیرتہ واخبارہ وقضاتہ وکُتّابہ

سفرِ آخرت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ السَّهْمِيِّ، حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ كُلْثُومٍ: أَنَّ آخِرَ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْ زَرْعٍ قَدِ اسْتَحْصَدَ، وَإِنِّي قَدْ وَلِيتُكُمْ وَلَنْ يَلِيَكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي خَيْرٌ مِنِّي، وَإِنَّمَا يَلِيكُمْ مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنِّي، كَمَا كَانَ مَنْ وَلِيَكُمْ قَبْلِي خَيْرًا مِنِّي". [123]

ترجمہ: عبد اللہ بن السہمی سے روایت ہے کہ ثمامہ بن کلثوم نے فرمایا: وہ آخری خطبہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اس میں فرمایا: لوگو! کھیتی کے کٹنے کا وقت (اپنی وفات کی طرف اشارہ) قریب آ چکا ہے۔ میں تمہارا حکمران تھا۔ میرے بعد تم پر مجھ سے بہتر کوئی حکمران نہیں آئے گا۔ جو آئے گا وہ مجھ سے کم ہو گا (کیونکہ مجھے حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ صحابیت کا اعزاز بھی حاصل ہے) جیسا کہ مجھ سے پہلے تم پر وہ شخص مقرر تھا جو مجھ سے بہتر (افضل) تھا۔

متبرکاتِ مقدسہ سے حصولِ فیض:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند متبرکات (بال مبارک، ناخن مبارک اور کپڑا مبارک) تھے۔

1: بال مبارک...... امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

---

[123] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص536 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وما ورد فی مناقبہ وفضائلہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ. [124]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے قینچی کے ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تراشے تھے۔

2: ناخن مبارک ...... امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری قرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَظْفَارِهٖ وَشَعْرِهٖ ذَاتَ يَوْمٍ، فَأَخَذْتُهُ فَخَبَأْتُهُ لِهٰذَا الْيَوْمِ. [125]

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناخن مبارک اور بال مبارک تراشے تو میں نے انہیں آج کے دن کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔

3: کپڑا مبارک ...... امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری قرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

يَا بُنَيَّ إِنِّي صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ لِحَاجَةٍ فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ فَكَسَانِيْ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ الَّذِيْ كَانَ عَلٰى جِلْدِهٖ فَخَبَأْتُهُ لِهٰذَا الْيَوْمِ. [126]

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اے بیٹے! ایک دن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے پانی کا برتن لے کر حاضر ہوا۔ (وضو کرایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن کیے ہوئے دو کپڑوں میں سے ایک مجھے عنایت فرمایا، اور میں نے اسے آج کے دن کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔

---

[124] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1730

[125] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص 680 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[126] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص 680 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

وصیت:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ الْقَمِيْصَ دُوْنَ كَفَنِيْ مِمَّا يَلِي جِلْدِيْ وَخُذْ ذٰلِكَ الشَّعْرَ وَالْأَظْفَارَ فَاجْعَلْهُ فِيْ فِيِيْ وَعَلٰى عَيْنَيْ وَمَوَاضِعِ السُّجُوْدِ مِنِّي. [127]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو آپ اس کپڑے مبارک کو میرے کفن کے نیچے میرے جسم کے ساتھ ملا کر رکھنا اور بال مبارک اور ناخن مبارک میرے منہ، آنکھوں اور سجدے کی جگہوں پر رکھ دینا۔

تقویٰ کی تلقین:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بغدادی المعروف بابن ابی الدنیا رحمہ اللہ (ت 281ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ مِنْ أَهْلِهِ: اتَّقُوا اللهَ فَإِنَّ اللهَ يَقِي مَنِ اتَّقَاهُ وَلَا تُقٰى لِمَنْ لَا يَتَّقِي اللهَ. ثُمَّ قَضٰى. [128]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر (شدت مرض کی وجہ سے) غنودگی طاری ہوئی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کا خوف دل میں رکھو۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے (ہلاکتوں سے) بچا لیتے ہیں اور جو شخص اللہ سے خوف نہیں رکھتے تو ان کی ہلاکت سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔

وفات:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل

---

[127] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص 680 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[128] المحتضرین لابن أبي الدنيا: ص 70 مقالۃ الخلفاء عند حضور الموت

کرتے ہیں:

إِنَّهُ تُوُفِّيَ بِدِمَشْقَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ ..... قِيلَ: لَيْلَةَ الْخَمِيسِ لِثَمَانٍ بَقِيْنَ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّيْنَ. [129]

ترجمہ: ماہ رجب سن 60 ہجری دمشق میں آپ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ... ایک قول کے مطابق جمعرات کی رات جب کہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ دن رہتے تھے۔ (یعنی 22 رجب المرجب سن 60 ہجری)

وفات کی اطلاع:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَعِدَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ النَّاسَ وَأَكْفَانُ مُعَاوِيَةَ عَلٰى يَدَيْهِ فَقَالَ بَعْدَ حَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ الَّذِي كَانَ سُوْرَ الْعَرَبِ وَعَوْنَهُمْ وَجَدَّهُمْ قَطَعَ اللهُ بِهِ الْفِتْنَةَ وَمَلَّكَهُ عَلَى الْعِبَادِ، وَفَتَحَ بِهِ الْبِلَادَ، أَلَا إِنَّهُ قَدْ مَاتَ، وَهٰذِهٖ أَكْفَانُهُ. [130]

ترجمہ: جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ضحاک بن قیس الفہری رضی اللہ عنہ (جو آپ کے معتمد خاص تھے انتقال کے بعد آپ کا کفن مبارک ہاتھ میں لیے مکان کے باہر تشریف لائے) منبر پر تشریف فرما ہوئے، لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے بعد حمد وثناء کے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تمام عرب کے لیے آہنی دیوار تھے اور ان کے معاون و مددگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو ختم فرمایا(صلح حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا) اور لوگوں پر ان کو حکمران بنایا، ان کے ہاتھ پر بے شمار ممالک کو فتح فرمایا۔ لوگو! یقینی بات ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں اور یہ ان کا کفن ہے (جو ابھی انہیں دیا جائے گا)۔

---

[129] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص538 ترجمۃ معاویۃ وذکر شیٔ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[130] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص538 ترجمۃ معاویۃ وذکر شیٔ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

جنازہ:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

صَلّٰى عَلَيْهِ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [131]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت ضحاک بن قیس الفہری رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

مدفن:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

دُفِنَ بَيْنَ بَابِ الْجَابِيَةِ وَبَابِ الصَّغِيْرِ. [132]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جسد مبارک کو باب الجابیہ اور باب الصغیر (دمشق) کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

مدتِ خلافت:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ وِلَايَتُهُ تِسْعَ عَشَرَةَ سَنَةً وَثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا. [133]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت 19 سال 3 ماہ 20 دن ہے۔

جنت کی نبوی بشارت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ

---

[131] تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص140 وفات معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[132] تاریخ الاسلام للذھبی: ج4 ص317 ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

[133] تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص140 وفات معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! هُوَ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ ذَا. [134]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: آپ لوگوں کے پاس ایک شخص دروازے سے آئے گا وہ شخص جنتی ہو گا۔ راوی کہتے ہیں کہ آنے والا شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی تشریف لاتے رہے۔ ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہی شخص (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) جنتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی! یہی ہیں۔

جنت میں ملاقات کی نبوی بشارت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوَلَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَهْمًا فَقَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! خُذْ هٰذَا السَّهْمَ حَتّٰى تَلْقَانِي بِهٖ فِي الْجَنَّةِ. [135]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر دیتے ہوئے فرمایا: اے معاویہ! یہ تیر لے لو! کل قیامت کو آپ مجھ سے جنت میں اسی تیر کے ساتھ ملاقات کرو گے۔

جنت میں نبوی پڑوس کی بشارت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا مُعَاوِيَةُ! أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ لَتُزَاحِمَنِّي عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ، وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِي

---

[134] الشریعۃ للآجُرّی: ص695 رقم الحدیث 1982

[135] الشریعۃ للآجُرّی: ص695 رقم الحدیث 1984

تَلِيهَا. [136]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: معاویہ (آپ کا اور میرا تعلق یوں ہے کہ) آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔ جنت کے دروازے پر میں اور آپ اس طرح ملے ہوئے ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ (شہادت) والی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

[136] الشریعة للآجُرِّی: ص695، رقم الحدیث 1983

﴿حصہ دوم﴾

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر 1

"معاویہ" نام کا لغوی معنی درست نہیں

لغت کی کتاب "المنجد" میں ہے:

اَلْمُعَاوِيَةُ: کتیا۔[137]

اعتراض:

اس لغوی معنی کو بنیاد بنا کر اعتراض کیا جاتا ہے کہ "معاویہ" نام کا معنی درست نہیں، کیونکہ لغت میں "معاویہ" کا معنی ہے: "کتیا"۔

جواب نمبر 1:

یہ اعتراض لغت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ اس لیے کہ اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ "المعاویہ" (معرف باللام) ہو تو اس کا معنی "آواز نکالنے والی کتیا یا لومڑی اور کتے کا پلا" کے ہیں۔

علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ (ت 1416ھ) لکھتے ہیں:

الْمُعَاوِيَةُ: لومڑی اور کتے کا پِلّا۔[138]

اور اگر بغیر الف لام کے (معاویہ) ہو جیسا کہ یہ لفظ بطورِ نام لوگوں میں مستعمل ہے تو اس کا یہ معنی نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے: لوگوں کو آواز دینا۔

لغت کی کتاب "المعجم الوسیط" میں ہے:

عَاوَاهُمْ: صَايَحَهُمْ.[139]

---

[137] المنجد: ص694

[138] القاموس الوحید: ص1145

[139] المعجم الوسیط: ص661

ترجمہ: "عَاوَاهُمْ" کا معنی ہے: اس شخص نے دوسرے لوگوں کو آواز دی۔

تو اس اعتبار سے معاویہ کا معنی ہو گا: "لوگوں کو آواز دینے والا"۔

جواب نمبر 2:

اسماء و اعلام میں اصل مادہ کا لغوی معنی مراد نہیں ہوتا اور عَلَم بن جانے کی صورت میں اصل معنی چھوڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ اہلِ عرب میں اس کی کئی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً "اُوَیس" کے معنی "بھیڑیا" کے آتے ہیں۔

جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرّم ابن علی بن منظور انصاری رحمہ اللہ (ت 711ھ) نقل کرتے ہیں:

أُوَيْسٌ: تَصْغِيْرُ أَوْسٍ وَهُوَ مِنْ أَسْمَاءِ الذِّئْبِ. [140]

ترجمہ: "اُویس"، "اَوس" کی تصغیر ہے۔ "اَوس" بھیڑیے کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

اور ایک مشہور تابعی کا نام بھی "اویس" (قرنی رحمہ اللہ) ہے۔ صحیح مسلم میں ان کی فضیلت سے متعلق ایک حدیث مبارک بھی منقول ہے۔

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا إِلٰى عُمَرَ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّيْنَ؟ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ، يُقَالُ لَهُ "أُوَيْسٌ" لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. [141]

ترجمہ: حضرت اُسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفہ کے چند لوگ وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا کہ جو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا

[140] لسان العرب لابن منظور: ج1 ص55

[141] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2542

مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا یہاں پر قرن کے رہنے والوں میں سے کوئی ہے؟ تو وہ شخص (آگے) آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا جس کا نام "اویس" ہو گا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر (برص کی بیماری) سفید نشان ہیں۔ اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس سے وہ نشان زائل فرما دیا سوائے ایک دینار یا ایک درہم کی جگہ کے۔ تم میں سے جو بھی اس سے ملاقات کرے تو (اس سے درخواست کرے کہ) وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

جب یہ لفظ بطورِ عَلَم استعمال ہوا تو کسی فرد کا ذہن اس کے لغوی معنی کی طرف نہیں گیا اور نہ ہی اس نام پر اعتراض کیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ عَلَم بن جانے کی صورت میں اصل معنی چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جواب نمبر 3:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ نامناسب اور برے ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے جیسا کہ "عاصیہ" نام کو "جمیلہ" سے بدل دیا اور "اصرم" نام کو "زُرعہ" سے تبدیل فرما دیا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ "عَاصِيَةَ"، وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيْلَةٌ.[142]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "عاصیہ" کا نام بدل دیا اور فرمایا: تُو جمیلہ ہے (یعنی اب تمہارا نام جمیلہ ہے)۔

فائدہ: عاصیہ؛ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی جس کے معنی "گنہگار" کے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام "جمیلہ" رکھ دیا جس کا معنی ہے: "اچھے اخلاق و کردار والی"۔

[142] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4952

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنِيْ بَشِيْرُ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهٖ أُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ "أَصْرَمُ"، كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: أَنَا أَصْرَمُ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ. [143]

ترجمہ: بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخدری (تمیمی) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی جسے "اصرم" کہا جاتا تھا، ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اصرم ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں،) بلکہ تم زرعہ ہو (یعنی اب تمہارا نام زرعہ ہے)۔

فائدہ: اصرم کا معنی ہے: "بہت زیادہ کاٹنے والا"۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام رکھا: "زرعہ"، جس کا معنی ہے: "کھیتی لگانے والا"۔

درج بالا روایات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلط ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام تبدیل نہیں کیا۔ یہ اس نام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

فائدہ نمبر 1:

علامہ سید مرتضیٰ حسین بلگرامی زَبیدی مصری رحمہ اللہ (ت 1205ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُسَمّٰى بِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِوَاهُ مِنَ الصَّحَابَةِ سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا. [144]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس نام کے سترہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تھے۔

فائدہ نمبر 2:

معاویہ نام تسلسل کے ساتھ منقول ہے۔ چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

---

[143] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4954

[144] تاج العروس من جواہر القاموس: ج10 ص260

1: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور اھل بیت عظام رضی اللہ عنہم میں "معاویہ" نام کے افراد موجود تھے۔

(شیعہ مصنف) المامقانی لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ الْحَكَمِ السُّلَمِيّ .... مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [145]

ترجمہ: معاویہ بن الحکم السلمی کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ہوتا ہے۔

2: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریبی لوگوں میں بھی "معاویہ" نام کے افراد موجود تھے۔

(شیعہ مصنف) المامقانی لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الطَّيَّارِ .... وُلِدَ بَعْدَ وَفَاةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. [146]

ترجمہ: معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر الطیار امیر المؤمنین کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔

3: جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا پرچم جس آدمی نے تھاما ہوا تھا اس کا نام بھی "معاویہ" تھا۔

(شیعہ مصنف) المامقانی لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ ابْنُ الْحَارِثِ صَاحِبُ لِوَاءِ الْأَشْتَرِ يَوْمَ صِفِّيْنَ .... مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [147]

ترجمہ: معاویہ بن الحارث نے جنگ صفین میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا) جھنڈا تھاما ہوا تھا۔ آپ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں شامل تھے۔

4: حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے شاگردوں میں بھی "معاویہ" نام کے افراد موجود تھے۔

---

[145] تنقیح المقال فی علم الرجال: ج3 ص223

[146] تنقیح المقال فی علم الرجال: ج3 ص222

[147] تنقیح المقال فی علم الرجال: ج3 ص222

(شیعہ مصنف) المامقانی لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَمَةَ النَّضَرِيُّ مِنْ رِجَالِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [148]

5: اسی طرح اگر دیکھا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے داماد کا نام بھی معاویہ تھا۔

علامہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری رحمہ اللہ (ت456ھ) لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ شَقِيقُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَكَانَ أَنْوَكَ وَتَزَوَّجَ رَمْلَةَ بِنْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. [149]

ترجمہ: معاویہ جو عبد الملک کا حقیقی بھائی تھا۔ یہ سادہ لوح شخص تھا۔ اس نے حضرت علی بن ابی طالب کی بیٹی رَملہ سے شادی کی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "معاویہ" نام صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ عظام اور ان کے متعلقین و متبعین میں ایک معروف، مشہور اور کثیر الاستعمال نام ہے، جسے امت کے مختلف طبقات میں ہمیشہ عزت و وقار کے ساتھ اختیار کیا جاتا رہا ہے۔ اس نام کی اس عمومی مقبولیت اور تاریخی شرافت کے بعد یہ امر بھی اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے نام پر طعن و تشنیع یا اس سے وابستہ کسی قسم کی نازیبا گفتگو کا کوئی علمی، اخلاقی اور دینی جواز باقی نہیں رہتا۔

---

[148] تنقیح المقال فی علم الرجال: ج3 ص223

[149] جمہرۃ انساب العرب: ص87

اعتراض نمبر 2

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے"

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ: فَجَاءَ فَحَطَأَنِيْ حَطْأَةً وَقَالَ: اذْهَبْ وَادْعُ لِيْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَجِئْتُ، فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيَ: اذْهَبْ، فَادْعُ لِيْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ: لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ.[150]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: جاؤ، میرے پاس معاویہ کو بلالاؤ۔ (میں ان کو بلانے گیا تو دیکھا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔) میں نے (واپس آکر) آپ سے عرض کی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: جاؤ، معاویہ کو بلالاؤ۔ میں نے پھر آکر عرض کی: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کے باوجود نہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بد دعا دی۔

جواب نمبر 1:

اس حدیث کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ بن

[150] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6628

ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو یہ نہیں کہا کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں، بلکہ انہیں کھانا کھاتے دیکھ کر خاموشی سے واپس جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ اس وقت کھانے میں مشغول ہیں، اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کسی قصور یا ملامت کا پہلو ثابت نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو عام طور پر درگزر اور رحمت کا معاملہ فرماتے تھے، حتیٰ کہ دشمنوں اور اذیت دینے والوں کے لیے بھی ہدایت کی دعا کرتے تھے، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی ایسے موقع پر بلاوجہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بددعا فرمائیں، خصوصاً جب ان کی طرف سے کوئی خطا سرزد ہی نہ ہوئی ہو۔

جواب نمبر 2:

"لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ" سے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ یہ عربی زبان کا ایک معروف محاورہ ہے۔ اہلِ عرب اس قسم کے کلمات – جیسے تیرا پیٹ نہ بھرے یا تیری ماں تجھ پر روئے – غصے یا بددعا کے طور پر نہیں بلکہ کبھی محبت، انس اور بے تکلفی کے اظہار کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔

(1): شارحِ بخاری امام ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک قرطبی المعروف ابن بطال رحمہ اللہ (ت449ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ: "قَاتَلَهُ اللهُ، لَقَدْ أَجَادَ". [151]

ترجمہ: یہ (تَرِبَتْ يَدَاكَ) ایسا کلمہ ہے کہ اس سے بددعا مراد نہیں ہوتی، اسے صرف مدح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ جب کوئی شاعر عمدہ شعر کہے تو عرب لوگ کہتے ہیں: "قَاتَلَهُ اللهُ، لَقَدْ أَجَادَ" (اللہ تعالیٰ اسے مارے، اس نے کیا عمدہ شعر کہا ہے)۔

(2): علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهِ وَدُعَائِهِ وَنَحْوِهِ، لَيْسَ بِمَقْصُودٍ، بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْعَرَبِ فِيْ وَصْلِ

---

[151] شرح صحیح البخاری لابن بطال: ج9 ص329

كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهِ: "تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ"، وَ "عَقْرٰى حَلْقٰى"، وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ: "لَا كَبِرَتْ سِنُّكَ"، وَفِيْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهٗ"، وَنَحْوِ ذٰلِكَ لَا يَقْصُدُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حَقِيْقَةَ الدُّعَاءِ.[152]

ترجمہ: بعض احادیث میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بددعا وغیرہ کے الفاظ منقول ہیں، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جو عرب لوگ بغیر نیت کے دورانِ کلام کہہ دیتے ہیں۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ" (تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو)، "عَقْرٰى حَلْقٰى" (تُو بانجھ ہو جائے اور تیرے حلق میں بیماری ہو)، اور اس (زیرِ بحث) حدیث میں یہ فرمان کہ "لَا كَبِرَتْ سِنُّكَ" (تیری عمر زیادہ نہ ہو) اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ "لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهٗ" (اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے)، یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہلِ عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔

مثال:

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَتْ غُنَيْمَةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! أُبْدُ فِيْهَا، فَبَدَوْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيْبُنِي الْجَنَابَةُ.فَأَمْكُثُ الْخَمْسَ وَالسِّتَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَبُوْ ذَرٍّ، فَسَكَتُّ، فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا أَبَا ذَرٍّ! لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، فَدَعَا لِيْ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ، فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيْهِ مَاءٌ فَسَتَرَتْنِيْ بِثَوْبٍ وَاسْتَتَرْتُ بِالرَّاحِلَةِ وَاغْتَسَلْتُ فَكَأَنِّيْ أَلْقَيْتُ عَنِّيْ جَبَلًا، فَقَالَ: الصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلٰى عَشْرِ سِنِيْنَ، فَإِذَا وَجَدْتَّ الْمَاءَ فَأَمِسَّهٗ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ.[153]

[152] شرح مسلم للنووی: ج2 ص324 باب من لعنه النبي صلى الله عليه و سلم أو سبه أو دعا عليه

[153] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 332

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکریوں کا ریوڑ جمع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! تم ان بکریوں کو جنگل میں لے جاؤ، چنانچہ میں انہیں ہانک کر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے) کی طرف لے گیا، وہاں مجھے غسل جنابت کی حاجت ہو جایا کرتی تھی اور میں پانچ پانچ چھ چھ روز یوں ہی رہا کرتا (پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے غسل نہیں کر سکتا تھا)، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں خاموش رہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر تمہاری ماں روئے اے ابوذر! تمہاری ماں کے لیے بربادی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایک سیاہ رنگ کی لونڈی بلائی، وہ ایک بڑے برتن میں پانی لے کر آئی، اس نے میرے لیے ایک کپڑے کی آڑ کی اور (دوسری طرف سے) میں نے کجاوے کی آڑ کی اور غسل کیا، (غسل کر کے مجھے ایسا لگا) گویا کہ میں نے اپنے اوپر سے کوئی پہاڑ ہٹا دیا ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاک مٹی (تیمم کرنا) مسلمان کا وضو ہے، اگرچہ دس سال تک بھی پانی نہ ملے، جب تمہیں پانی مل جائے تو اس کو اپنے بدن پر بہالیا کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ "ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ. لِأُمِّكَ الْوَيْلُ" سے بددعا مراد نہیں۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْأَلْفَاظِ الَّتِيْ تَجْرِيْ عَلٰى أَلْسِنَةِ الْعَرَبِ. وَلَا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ. [154]

ترجمہ: یہ بھی ممکن ہے کہ یہ (یعنی ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ. لِأُمِّكَ الْوَيْلُ) اِن الفاظ میں سے ہو جو عربوں کی زبان پر بطورِ محاورہ جاری ہوتے ہیں اور ان سے بددعا مراد نہیں ہوتی۔

جواب نمبر 3:

بالفرض اس جملے کو بددعا بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا ہو گی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ جس مسلمان کو میں نے بددعا دی ہو تو یہ بددعا اس کے لئے گناہوں کا کفارہ اور رحمت بنا دے۔

[154] شرح سنن ابی داؤد للعینی: ج2 ص140 باب: الجنب يتيمم

اس حوالے سے ذیل میں دو روایات ملاحظہ ہوں:

روایت نمبر 1:

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً."

وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّ فِيْهِ: "زَكَاةً وَأَجْرًا".[155]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں انسان ہوں، جس مسلمان شخص کو بھی میں نے برا بھلا کہا، یا اس پر لعنت کی ہو یا اسے سزا دی ہو (جس کا وہ مستحق نہ تھا) تو اس کو اس شخص کے لئے گناہوں سے کفارہ اور رحمت بنا دے۔

ایک اور روایت میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہی الفاظ مروی ہیں البتہ اس روایت میں یہ الفاظ "زَكَاةً وَأَجْرًا" (اس کے لیے گناہوں سے کفارہ اور اجر بنا دے) ہیں۔

روایت نمبر 2:

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيْمَةٌ وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ فَرَاٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيْمَةَ فَقَالَ: آنْتِ هِيَهْ، لَقَدْ كَبِرْتِ لَا كَبِرَ سِنُّكِ فَرَجَعَتِ الْيَتِيْمَةُ إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَبْكِيْ، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّيْ فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّيْ أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ: قَرْنِيْ، فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مُسْتَعْجِلَةً تَلُوْثُ خِمَارَهَا حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيْمَتِيْ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكِ

[155] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6616، 6617

يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ قَالَتْ: زَعَمْتُ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَا يَكْبَرَ سِنُّهَا وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلَى رَبِّي أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي، فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[156]

ترجمہ: (اسحاق بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ ہم سے) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی اور یہی (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ام انس بھی کہلاتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا: تو وہی لڑکی ہے، تو بڑی ہو گئی ہے! تیری عمر بڑی نہ ہو۔ وہ لڑکی روتی ہوئی واپس حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بد دعا دی ہے کہ میری عمر زیادہ نہ ہو، اب میری عمر یا میرا زمانہ کسی صورت میں بھی زیادہ نہ ہو گا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی سے دوپٹہ لپیٹتے ہوئے نکلیں، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ام سلیم! کیا بات ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے نبی! کیا آپ نے میری (متبنیٰ) یتیم لڑکی کو بد دعا دی ہے؟ آپ نے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ کہتی ہے: آپ نے بد دعا کی ہے کہ اس کی عمر زیادہ نہ ہو، اور اس کا زمانہ لمبا نہ ہو، راوی (حضرت انس رضی اللہ عنہ) نے کہا: اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، پھر فرمایا: ام سلیم کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد لیا ہے، میں نے کہا: میں بھی ایک بشر ہی ہوں، جس طرح ایک بشر (طبعی طور پر) خوش ہوتا ہے، میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جس طرح بشر (طبعی طور پر) ناراض ہوتے ہیں، میں بھی ناراض ہوتا ہوں۔ تو میری امت میں سے کوئی بھی شخص جس کے خلاف میں نے بد دعا کی اور وہ اس کا مستحق نہ تھا تو اس بد دعا کو قیامت کے دن اس کے لیے پاکیزگی، گناہوں سے صفائی اور ایسی قربت بنا دے جس کے ذریعے تو اسے اپنا قرب نصیب فرما۔

[156] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2603

فائدہ: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِلدُّعَاءِ عَلَيْهِ، فَلِهٰذَا أَدْخَلَهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ.[157]

ترجمہ: امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث سے یہی سمجھے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بد دعا کے کبھی بھی مستحق نہیں تھے، اسی وجہ سے انہوں نے اس روایت کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔ (بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ سَبَّهُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَ لَيْسَ هُوَ أَهْلًا لِذٰلِكَ كَانَ لَهُ زَكَاةً وَ أَجْرًا وَ رَحْمَةً. باب: اس شخص کے بارے میں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی یا اسے برا کہا یا اس کے خلاف بد دعا کی، حالانکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا، تو یہ اس کے لیے (گناہوں کی) پاکیزگی، اجر اور رحمت بن جاتا ہے۔)

جواب نمبر 4:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی و مہدی، حفاظتِ عذاب، خلافت اور استحکامِ سلطنت کی جو دعائیں دی ہیں انہیں بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ ذیل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دی جانے والی چند دعائیں ملاحظہ ہوں:

(1) امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ[158]

ترجمہ: صحابیِ رسول حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ مُزَنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا، اسے بھی ہدایت نصیب فرما اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔

[157] شرح مسلم للنووی: ج2 ص325 باب من لعنه النبي صلی الله عليه و سلم أو سبه أو دعا عليه

[158] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3842

(2)　امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ لِمُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللهُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ وَلَا تُعَذِّبْهُ. [159]

ترجمہ:　صحابیِ رسول حضرت عبد الرحمٰن بن ابو عُمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت قبول کرنے والا بنا اور اسے ہدایت پر ثابت قدم فرما، اس کے ذریعے سے ہدایت کو عام فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔

(3)　امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُمِّ حَبِيْبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، دَقَّ الْبَابَ دَاقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أُنْظُرُوْا مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ: ائْذَنُوْا لَهُ، وَدَخَلَ، وَعَلٰى أُذُنِهِ قَلَمٌ لَهُ يَخُطُّ بِهِ. فَقَالَ: مَا هٰذَا الْقَلَمُ عَلٰى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: قَلَمٌ أَعْدَدْتُهُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ. قَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا، وَاللهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفْعَلُ مِنْ صَغِيْرَةٍ وَلَا كَبِيْرَةٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ بِكَ لَوْ قَدْ قَمَّصَكَ اللهُ قَمِيصًا؟ يَعْنِي: الْخِلَافَةَ. فَقَامَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَإِنَّ اللهَ مُقَمِّصٌ أَخِيْ قَمِيْصًا؟ قَالَ: نَعَمْ! وَلٰكِنْ فِيهِ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَادْعُ لَهُ. فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اهْدِهِ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُوْلٰى. [160]

ترجمہ:　حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

[159]　الشریعۃ للآجُرّی: ص 693، رقم الحدیث 1974

[160]　المعجم الاوسط للطبرانی: ج 1 ص 498، رقم الحدیث 1838

فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ جواب ملا کہ معاویہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر بلائیں! آپ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ (قرآن، فرامینِ رسول، مکاتیبِ پیغمبر وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے معاویہ! آپ نے کان پر قلم کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو لکھنے کے لیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم آپ کو میری طرف سے (اپنی شان کے مطابق) جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ سے کتابت والا کام اللہ کے حکم کی بنیاد پر کراتا ہوں کیونکہ میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعتِ خلافت) عطا فرمائے تو اس وقت آپ کی حالت کیا ہوگی؟ (آپ کس طرح معاملات سرانجام دیں گے؟) یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! لیکن (میرے زمانے کے بنسبت اس زمانے میں) شر وفساد زیادہ ظاہر ہوگا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں خیر کی دعا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما اور اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

(4) امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهٗ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ.[161]

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مُخلّد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو لکھنے کا علم عطا فرما، ان کی سلطنت کو مستحکم فرما اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔

[161] الشریعۃ للآجُرّی: ص694، رقم الحدیث 1977

اعتراض نمبر 3

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو"

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْعَبَّاسِ هُوَ الْمَقَانِعِيُّ، نَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ، نَا الْحَكَمُ بْنُ ظَهِيْرٍ، عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلٰى مِنْبَرِيْ فَاقْتُلُوْهُ. [162]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو۔"

اعتراض:

اس روایت کے پیش نظر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس قدر نالاں تھے کہ آپ کو اپنے منبر پر بیٹھنے کی اجازت تک نہیں دیتے تھے بلکہ اگر کوئی انہیں منبر پر بیٹھا ہوا پائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ انہیں قتل کر دینا۔

جواب نمبر 1:

مذکورہ بالا روایت موضوع ہے۔

1: ابو الفضل محمد بن طاہر بن محمد مقدسی رحمہ اللہ (ت 507ھ) لکھتے ہیں:

"إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلٰى مِنْبَرِيْ فَاقْتُلُوْهُ" فِيْهِ الْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ الْفَزَارِيُّ، وَهُوَ يَضَعُ، وَسَرَقَهُ

[162] تاریخ دمشق لابن عساکر: ج59 ص156 ترجمۃ معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

مِنْهُ عُبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الرَّوَاجِنِيُّ، وَهُوَ مِنْ غُلَاةِ الرَّوَافِضِ. [163]

ترجمہ: "جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دینا" اس روایت میں حَکَم بن ظُہَیر فزاری ہے جو حدیثیں گھڑ تا تھا۔ اس روایت کو اس سے عُبّاد بن یعقوب رواجنی نے چوری کیا ہے، اور وہ غالی رافضیوں میں سے تھا۔

2: ابو الفرج عبد الرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بغدادی حنبلی رحمہ اللہ المعروف بابن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) لکھتے ہیں:

قِيْلَ لِأَيُّوْبَ: إِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ يَرْوِيْ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلٰى مِنْبَرِيْ فَاقْتُلُوْهُ" فَقَالَ: كَذَبَ عَمْرٌو. هٰذَا حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [164]

ترجمہ: ایوب سے کہا گیا کہ عمرو بن عبید، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دینا"، تو ایوب سے فرمایا کہ (عمرو بن عبید) نے جھوٹ بولا ہے۔ (ابن الجوزی فرماتے ہیں) یہ حدیث موضوع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے۔

3: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: عَامَّةُ أَحَادِيْثِهٖ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ، مَاتَ قَرِيْبًا مِنْ سَنَةِ (180) رَوٰى لَهُ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثًا وَاحِدًا فِي الْقَوْلِ عِنْدَ الْأَرَقِ. قُلْتُ: وَقَالَ الْآجُرِيُّ عَنْ أَبِيْ دَاوُدَ: لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ. وَقَالَ صَالِحُ جَزْرَةَ: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَهُمْ. وَفِي "الْكَامِلِ" لِابْنِ عَدِيٍّ: قَالَ يَحْيٰى: كَذَّابٌ. وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ: كَانَ يَشْتِمُ الصَّحَابَةَ، وَيَرْوِيْ عَنِ الثِّقَاتِ الْأَشْيَاءَ الْمَوْضُوْعَاتِ، وَهُوَ الَّذِيْ رَوٰى عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: "إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلٰى مِنْبَرِيْ فَاقْتُلُوْهُ". وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: قَدْ سَمِعْتُ مِنْهُ، وَلَيْسَ بِثِقَةٍ. وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ الْعُقَيْلِيُّ حَدِيْثَهٗ فِيْ تَسْمِيَةِ

[163] کتاب معرفۃ التذکرۃ لابن طاھر المقدسی: ص92 رقم 61

[164] کتاب الموضوعات لابن الجوزی: ج1 ص336 تحت کتاب الفضائل والمثالب باب فی ذکر معاویۃ بن ابی سفیان

النُّجُوْمِ الَّتِيْ رَآهَا يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَحَدِيْثَ: إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ.[165]

ترجمہ: ابن عدی نے کہا: حکم بن ظہیر کی اکثر احادیث غیر محفوظ ہیں، وہ تقریباً سن 180 ہجری میں فوت ہوا۔ امام ترمذی نے اس سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے (نیند نہ آنے پر پڑھنے کے کلمات کے بارے میں)۔ میں کہتا ہوں کہ آجرّی نے ابو داؤد سے نقل کیا ہے کہ اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی۔ صالح جزرہ نے کہا: وہ حدیث گھڑتا تھا۔ حاکم نے کہا: محدثین کے نزدیک وہ قابل اعتبار نہیں تھا۔ ابن عدی نے اپنی کتاب "الکامل" میں کہا کہ یحییٰ نے اسے کذاب کہا۔ ابن حبان نے کہا: وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا تھا اور ثقہ راویوں سے من گھڑت باتیں روایت کرتا تھا، اور اسی نے عاصم سے اور انہوں نے ذر سے اور انہوں نے عبد اللہ کی سند سے یہ جھوٹی روایت بیان کی کہ: "جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو۔" ابن نمیر نے کہا: میں نے اس سے روایت سنی ہے، لیکن وہ ثقہ نہیں، اور عقیلی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس خواب میں نظر آنے والے ستاروں کے نام متعین کرنے سے متعلق اس کی روایت کو بھی منکر قرار دیا، اور (اسی طرح) اِس راوی کی اُس روایت کو بھی (منکر قرار دیا ہے) جس میں یہ الفاظ آئے ہیں: "جب تم معاویہ کو دیکھو..."۔

4: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ مَرْفُوْعًا: "إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ عَلٰى مَنْبَرِيْ فَاقْتُلُوْهُ"، مَوْضُوْعٌ، عُبَّادٌ رَافِضِيٌّ، وَالْحَكَمُ مَتْرُوْكٌ كَذَّابٌ.[166]

ترجمہ: یہ روایت کہ "جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو" موضوع ہے۔ (اس روایت کا ایک راوی) عباد (بن یعقوب) رافضی ہے اور (دوسرا راوی) حکم (بن ظہیر) متروک اور کذاب ہے۔

جواب نمبر 2:

اس روایت کو درست مان لینے کی صورت میں اہلِ بیت بالخصوص حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر

[165] تہذیب التہذیب لابن حجر: ج2 ص165، 166، رقم الترجمۃ 1713

[166] اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ: ج1 ص388 باب مناقب سائر الصحابۃ

اشکال ہو گا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر عمل کرنے کے بجائے متفقہ طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کیا اور ان کو منبر سے نہیں اٹھایا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے شرائطِ صلح طے پانے کے بعد خلافت؛ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی کر لی۔

ذیل میں چند تصریحات پیش کی جاتی ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی تھی۔

1: امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَلَّمَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [167]

ترجمہ: حضرت علی بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔

2: (شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (ت 460ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فُضَيْلٍ غُلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَقُوْلُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا اَنِ اقْدَمْ أَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدِمُوا الشَّامَ فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ فَقَالَ: يَا حَسَنُ! قُمْ فَبَايِعْ. فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ: يَا قَيْسُ! قُمْ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ: يَا قَيْسُ! إِنَّهُ إِمَامِي يَعْنِي الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [168]

[167] تاریخ الطبری: ج5 ص163 ثم دخلت سنۃ احدیٰ واربعین

[168] رجال کشّی: ص86 ترجمۃ قیس بن سعد بن عبادۃ

ترجمہ: محمد بن راشد کے غلام؛ فضیل سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام (امام جعفر صادق) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن بن علی صلوات اللہ علیہما کی طرف ایک خط لکھا (جس میں یہ تھا) کہ آپ، آپ کے بھائی حسین اور حضرت علی کے اصحاب ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب یہ حضرات حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے لگے تو قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (رضی اللہ عنہ) بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ لوگ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس) شام پہنچے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے انہیں اندر آنے کی درخواست کی۔ (یہ حضرات اندر تشریف لے گئے)۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کے لیے کئی خطباء جمع کیے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے بھی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت قیس بن سعد (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت قیس (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھا (کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں ؟) حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے قیس! وہ یعنی حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) میرے امام ہیں۔ (جب انہوں نے بیعت کرلی تو میں نے بھی کرلی، اس لیے تم بھی بیعت کرلو)۔

جواب نمبر 3:

عقلاً بھی یہ بات ناممکن ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم؛ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم فرمائیں جبکہ آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں فرمائی ہیں:

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ. [169]

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ (مُزَنی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے، اور اس کے ذریعے (دوسروں کو بھی) ہدایت عطا فرما۔

2: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوْنَا إِلَى السَّحُوْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ: هَلُمُّوْا إِلَى الْغِذَاءِ الْمُبَارَكِ. ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ. [170]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک مرتبہ سحری کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اس مبارک کھانے کے لئے آجاؤ۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ اے اللہ! معاویہ کو حساب اور کتاب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔

[169] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3842

[170] مسند احمد: ج 13 ص 282 رقم الحدیث 17087

اعتراض نمبر 4

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کی

ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا خَلَفٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا، فَمَرَّ أَبُوْ سُفْيَانَ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَمَعَهُ مُعَاوِيَةُ وَأَخٌ لَهُ، أَحَدُهُمَا يَقُوْدُ الْبَعِيْرَ وَالْآخَرُ يَسُوْقُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَعَنَ اللهُ الْحَامِلَ وَالْمَحْمُوْلَ وَالْقَائِدَ وَالسَّائِقَ". [171]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ابو سفیان ایک اونٹ پر گزرے، ان کے ساتھ حضرت معاویہ اور ان کا ایک بھائی بھی تھا۔ ان میں سے ایک اونٹ کو آگے سے کھینچ رہا تھا اور دوسرا پیچھے سے ہانک رہا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی لعنت ہو سوار پر، سواری پر، آگے سے کھینچنے والے پر اور پیچھے سے ہانکنے والے پر"۔

اعتراض:

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ، ان کے والد اور بھائی پر لعنت کی ہے (معاذ اللہ)۔

جواب نمبر 1:

اصول ہے کہ جب کسی حدیث مبارک کا متن احادیثِ مشہورہ یا اجماعِ امت کے خلاف ہو (یعنی شرعی اصولوں کے خلاف ہو) اور ان میں تطبیق بھی ممکن نہ ہو تو پھر سند کی طرف نظر کئے بغیر یہ متن متروک ہو گا۔ اس پر عمل کرنا یا اس سے استدلال کرنا جائز نہیں ہو گا۔

---

[171] اَنساب الاَشراف للبلاذُری: ج5 ص129 معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

1: امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی رحمہ اللہ (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

فَمِنَ الْعِلَلِ الَّتِي يَرُدُّهَا أَخْبَارُ الْآحَادِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا: مَا قَالَهُ عِيسَى بْنُ أَبَانَ: ذَكَرَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ يُرَدُّ لِمُعَارَضَةِ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ إِيَّاهُ.[172]

ترجمہ: احناف کے ہاں جن علتوں کی وجہ سے خبر واحد کو چھوڑ دیا جاتا ہے ان میں سے ایک وہ ہے جسے امام عیسیٰ بن ابان رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ خبر واحد جب سنت مشہورہ کے خلاف ہو تو خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا۔

2: شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی رحمہ اللہ (ت 483ھ) فرماتے ہیں:

"وَكَذٰلِكَ الْغَرِيبُ مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ إِذَا خَالَفَ السُّنَّةَ الْمَشْهُورَةَ فَهُوَ مُنْقَطِعٌ فِي حُكْمِ الْعَمَلِ بِهِ لِأَنَّ مَا يَكُونُ مُتَوَاتِرًا مِنَ السُّنَّةِ أَوْ مُسْتَفِيضًا أَوْ مُجْمَعًا عَلَيْهِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْكِتَابِ فِي ثُبُوتِ عِلْمِ الْيَقِينِ بِهِ، وَمَا فِيهِ شُبْهَةٌ فَهُوَ مَرْدُودٌ فِي مُقَابَلَةِ الْيَقِينِ.[173]

ترجمہ: اخبار احاد میں سے خبر غریب جب سنتِ مشہورہ کے خلاف ہو تو خبر واحد پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے کہ جو حدیث متواتر، مستفیض ہو یا اس کے متن پر اجماع ہو تو وہ مفید علم یقینی ہونے میں کتاب اللہ کی طرح ہے اور یقین کے مقابلہ میں جس روایت میں شبہ ہو وہ متروک ہے۔

3: امام نظام الدین اسحاق بن ابراہیم شاشی رحمہ اللہ (ت 325ھ) فرماتے ہیں:

"شَرْطُ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ أَلَّا يَكُونَ مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ والسُّنَّةِ الْمَشْهُورَةِ".[174]

ترجمہ: خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن کریم یا سنتِ مشہورہ کے خلاف نہ ہو۔

اعتراض میں ذکر کردہ روایت شرعی اصولوں اور دیگر روایات کے خلاف ہے اس لیے حجت نہیں۔

ذیل میں اس کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

[172] الفصول فی الاصول للجصاص: ج2 ص3 بَابُ الْقَوْلِ فِي قَبُولِ شَرَائِطِ أَخْبَارِ الْآحَادِ

[173] اصول السرخسی: ج1 ص366

[174] اصول الشاشی: ص119 البحث الثانی: فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فصل فی اقسام الخبر

1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسلمان پر لعنت نہیں فرماتے تھے۔

2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں پر لعنت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا، كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: "مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ". [175]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے، نہ لعنت کرنے والے تھے اور نہ گالیاں دینے والے۔ ناراضی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے: "اس کو کیا ہو گیا ہے؟، اس کی پیشانی خاک آلود ہو جائے۔"

2: امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ. [176]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جا رہے تھے اور (اسی سفر میں) ایک انصاری عورت بھی ایک اونٹنی پر سوار تھی۔ وہ تنگ آگئی تو اس نے اونٹنی پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن لی تو فرمایا: "اس پر جو سامان ہے وہ اتار لو اور اسے چھوڑ دو، کیونکہ اس پر لعنت کی جاچکی ہے۔

3: امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[175] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6046

[176] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2595

عَنْ أَبِيْ جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ... قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ، قَالَ: "لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا"، قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً. [177]

ترجمہ: حضرت ابوجُرَیّ جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کی: مجھے کوئی وصیت فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی کو گالی نہ دینا"۔ تو وہ (صحابی) کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ کسی آزاد کو، نہ کسی غلام کو، نہ کسی اونٹ کو اور نہ ہی کسی بکری کو گالی دی۔

فائدہ:

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ وصیت فرمائی کہ "کسی کو گالی نہ دینا"۔ تو اس وصیت سے اس صحابی نے عمر بھر کسی جانور کو گالی نہ دی تو پھر خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جانور پر لعنت کیسے کر سکتے ہیں؟ چونکہ روایت مذکورہ بالا صحیح روایات کے خلاف ہے اور تطبیق بھی ممکن نہیں ہے، اس لیے اس روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس روایت کی بنیاد پر صحابیِ رسول پر طعن کیا جاسکتا ہے۔

جواب نمبر 2:

حدیثِ بالا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما پر لعنت کرنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ سواری پر بھی لعنت کرنا ثابت ہوتا ہے، جبکہ عقلاً یہ بات واضح ہے کہ سواری کا کوئی قصور نہیں ہے اور نہ ہی معترض سواری پر لعنت کرنے کا قائل ہے۔

جواب نمبر 3:

جس صحابی کے لیے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت، رشد، عذاب سے حفاظت، خلافت اور استحکامِ سلطنت کی دعائیں فرمائی ہوں —جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے— ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لعنت کس طرح ممکن ہے؟

---

[177] سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 4084

اعتراض نمبر 5

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معاویہ اس امت کا فرعون ہے"

امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن قُدامہ مقدسی حنبلی رحمہ اللہ (ت620ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): "لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنُ، وَفِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ". [178]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور میری امت کا فرعون معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے فرعون ہیں (معاذ اللہ)۔

جواب نمبر 1:

مذکورہ بالا روایت موضوع و من گھڑت ہے۔

1: امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن قُدامہ مقدسی حنبلی رحمہ اللہ (ت620ھ) لکھتے ہیں:

وَقُلْتُ [الْقَائِلُ: الْإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ مُهَنَّا بْنُ يَحْيَى الشَّامِيُّ السُّلَمِيُّ ت248ھ] لِأَحْمَدَ وَيَحْيٰى: حَدِّثُوْنِيْ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ أَبِيْ رَوَّادٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): "لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنُ، وَفِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ". فَقَالَا جَمِيْعًا: لَيْسَ بِصَحِيْحٍ. [179]

---

[178] المنتخب من العلل للخلال لابن قدامۃ: ص227 تحت الرقم 135

[179] المنتخب من العلل للخلال لابن قدامۃ: ص227 تحت الرقم 135

ترجمہ: میں (یعنی امام ابو عبد اللہ مہنّا بن یحییٰ شامی السلمی ت 248ھ) نے امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین رحمہما اللہ سے اس روایت کے بارے میں پوچھا جسے عبد الحمید بن ابی داؤد نے عبید اللہ بن عمر سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور میری امت کا فرعون معاویہ بن ابی سفیان ہے" تو ان دونوں نے فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں۔

2: حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ (ت 751ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ ذٰلِكَ الْأَحَادِيْثُ فِي ذَمِّ مُعَاوِيَةَ.[180]

ترجمہ: (موضوعات میں وہ احادیث بھی شامل ہیں) جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں بیان کی گئی ہیں۔

3: علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمہ اللہ (ت 984ھ) لکھتے ہیں:

"لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنُ، وَفِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ" لَيْسَ بِصَحِيْحٍ.[181]

ترجمہ: یہ روایت کہ "ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور میری امت کا فرعون معاویہ بن ابی سفیان ہے" صحیح نہیں۔

4: قاضی محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ شوکانی (ت 1250ھ) لکھتے ہیں:

"لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنُ، وَفِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُعَاوِيَةُ" هُوَ مَوْضُوْعٌ.[182]

ترجمہ: یہ روایت کہ "ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور میری امت کا فرعون معاویہ بن ابی سفیان ہے" موضوع ومن گھڑت ہے۔

---

[180] المَنار المُنِيف في الصحيح والضعيف لابن القَيّم: ص117 رقم الفصل 37

[181] تذکرۃ الموضوعات: باب فضل صحابتہ واھل بیتہ

[182] الفوائد المجموعۃ في احادیث الموضوعۃ: ص407 تحت ذکر معاویۃ

جواب نمبر 2:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیلُ القدر صحابی، کاتبِ وحی اور خلیفۂ مسلمین ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت، رشد اور خیر کی دعائیں منقول ہیں۔ ایسی صورت میں یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شخصیت کے حق میں دعائیں بھی فرمائیں، خیر کے کلمات بھی ارشاد کریں اور پھر اسی کے بارے میں "اس امت کا فرعون" جیسے الفاظ کہیں؟

مزید یہ کہ جو بات صحیح احادیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کو "اس امت کا فرعون" فرمایا ہے۔

حافظ احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری شافعی رحمہ اللہ (ت 840ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ قَتَلْتُ أَبَا جَهْلٍ، قَالَ: آللّٰهِ؟، قَالَ: قُلْتُ: آللّٰهِ، ثَلَاثًا، فَقَالَ: انْطَلِقْ فَأَرِنِيْهِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَأَرَيْتُهُ، فَقَالَ: قَتَلْتَ فِرْعَوْنَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.[183]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ابو جہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم بخدا؟ میں نے کہا: قسم بخدا! تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اور تین بار ہی میں نے یہ جواب دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو اور مجھے دکھاؤ۔ چنانچہ میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) چلا اور انہیں دکھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس امت کے فرعون کو قتل کر دیا ہے۔

لہٰذا صحیح اور ثابت شدہ حقیقت یہی ہے کہ "فرعونِ امت" کا اطلاق ابو جہل پر ہوا ہے، نہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر۔

---

[183] اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری: ج5 ص264 رقم الحدیث 6229

اعتراض نمبر 6

حدیثِ عمار رضی اللہ عنہ کی بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت باغی تھی

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللهُ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: "وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ.[184]

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اور اپنے بیٹے علی سے کہا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو دیکھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو ٹھیک کر رہے تھے۔ (ہمیں دیکھ کر) انہوں نے اپنی چادر لی اور کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھ کر بیٹھ گئے۔ (اہل عرب اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے) وہ ہم سے حدیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر کی بات آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد نبوی کے بنانے میں) ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی جسے عمار جنت کی طرف بلائے گا اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف بلائے گی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

[184] صحیح البخاری: رقم الحدیث 447

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ جنگ صِفّین کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ؛ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ تو اس حدیث کی رو سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کا "باغی" ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر 1:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں وارد احادیث کے پیشِ نظر "الفئة الباغية" سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ موجود جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ احادیثِ مبارکہ میں قاتلِ عمار کی جو علامات بیان ہوئی ہیں وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و عدالت کو سامنے رکھتے ہوئے منطبق نہیں ہوتیں، بلکہ یہ علامات ان لوگوں پر صادق آتی ہیں جو پہلے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے سبب باغی اور مجرم بن چکے تھے۔

ذیل میں روایات ملاحظہ ہوں:

1: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَاتِلُ عَمَّارٍ وَسَالِبُهُ فِي النَّارِ. [185]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار کو قتل کرنے والا اور ان کا سامان چھیننے والا جہنم میں ہو گا۔

2: امام علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری ہندی رحمہ اللہ (ت975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[185] سیر اعلام النبلاء ج2 ص443 تحت عمار بن یاسر

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ؟ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، قَاتِلُهُ وَسَالِبُهُ فِي النَّارِ. [186]

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں کو عمار سے کیا (دشمنی) ہے؟ عمار انہیں جنت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ عمار کا قاتل اور ان کا سامان چھیننے والا جہنم میں ہو گا۔

3: امام علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان قادری ہندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ الْحِجَارَةَ عَلٰى عَمَّارٍ وَهُوَ يَبْنِي الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ؟ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، وَذٰلِكَ فِعْلُ الْأَشْقِيَاءِ الْأَشْرَارِ.

وَفِيْ لَفْظٍ: وَذٰلِكَ دَأْبُ الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ. [187]

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دیکھا جو مسجد کی تعمیر کے دوران حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر پتھر لاد رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کو عمار سے کیا (دشمنی) ہے؟ عمار انہیں جنت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں، اور یہ بدبخت اور شریر لوگوں کا کام ہے۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "اور یہ بدبخت اور فاجر ہیں"۔

احادیثِ بالا سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قاتلِ عمار کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ جہنمی، بدبخت اور فاجر ہو گا۔ ظاہر ہے کہ یہ اوصاف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ موجود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر

[186] کنز العمال ج 13 ص 232 رقم الحدیث 37412

[187] کنز العمال ج 13 ص 232 رقم الحدیث 37410

ہر گز صادق نہیں آتے؛ کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امت کے سب سے افضل، عادل اور رضائے الٰہی سے مشرف حضرات ہیں۔ لہٰذا "اَلْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ" کا مصداق وہ لوگ ہوں گے جو ابتداءً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔

1: امام اھل السنۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ (ت 1430ھ) لکھتے ہیں:

نحوی طور پر "اَلْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ" موصوف اور صفت بن کر "تَقْتُلُہٗ" کا فاعل بنتا ہے اور فاعل کا وجود اپنے فعل سے پہلے ہوتا ہے اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل گروہ پہلے ہی سے باغی تھا، جنہوں نے قتل جیسے فعل کا ارتکاب کیا، نہ یہ کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ باغی ہوا۔[188]

2: مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی رحمہ اللہ (1434ھ) لکھتے ہیں:

نحوی اصول کے اعتبار سے "اَلْبَاغِیَۃُ" لفظ "اَلْفِئَۃُ" کی صفت ہے اور یہ صفت و موصوف مل کر "تَقْتُلُکَ" کا فاعل ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ فاعل کا وجود تحقّقِ فعل سے پہلے ضرور موجود ہوتا ہے اور یہ معنٰی صرف قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت ہے، شامی لشکر کے لیے نہیں۔ جس کا معنٰی یہ ہے کہ یہ گروہ پہلے سے ہی باغی ہے، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی وجہ سے باغی نہیں ٹھہرا۔ اور اس گروہ کی پہلی بغاوت امامِ برحق حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف ہوئی۔[189]

جواب نمبر 2:

بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھا، تب بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقتاً باغی شمار نہیں ہوں گے؛ کیونکہ خلیفہ وقت کی بیعت نہ کرنے کی دو صورتیں ہیں:

---

[188] احسان الباری لفہم البخاری حصہ دوم ص 8

[189] حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سبائیوں کے کرتوت، ص 4

1: بیعت نہ کرنے والا ایسا مجتہد ہو جس کا اختلاف و خروج کسی شرعی دلیل اور اجتہاد پر مبنی ہو، تو شرعاً اسے حقیقی باغی نہیں کہا جاتا۔

2: بیعت سے انکار کرنے والا نااہل ہو اور اس کا خروج کسی دلیل پر نہیں بلکہ ضد، عناد اور حصولِ اقتدار کی خواہش پر مبنی ہو، تو یہ حقیقی بغاوت کہلاتی ہے۔

چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف اجتہاد اور دلائل پر قائم تھا، اس لیے انہیں حقیقی باغی نہیں کہا جاسکتا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی" سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کا لشکر حقیقتاً باغی ہو؛ کیونکہ یہ "بغاوت" حقیقتاً نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ خروج کرنے والا مجتہد تھا اور اس کا خروج دلائل کی بنیاد پر تھا۔

حقیقتاً باغی نہ ہونے پر متعدد دلائل و شواہد موجود ہیں:

1: فریقین کا "مؤمن" ہونا۔

2: فریقین کا جنتی ہونا۔

3: فریقین کا مجتہد ہونا۔

4: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنا۔

5: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فضائل و مناقب کا حامل ہونا۔

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

(1) فریقین کا "مؤمن" ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگی خبر دے دی تھی کہ یہ دونوں جماعتیں (باوجود جنگ کے) اہلِ ایمان ہوں گی۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُوْلُ: "إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا

سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ". [190]

ترجمہ: حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔

فائدہ:

دو عظیم جماعتوں سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں ہیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ مذکور میں ان دونوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باہمی جنگ کے باوجود ان دونوں کا تعلق شجرۂ ایمان واسلام سے منقطع نہیں ہوا۔

(2) فریقین کا جنتی ہونا

فریقین ان جنگوں کے باوجود جنتی ہیں، فریقین کا ان جنگوں کے باوجود جنتی ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بغاوت صورتاً تھی نہ کہ حقیقتاً۔ جنتی ہونے پر تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلَى يَوْمِ صِفِّينَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ. [191]

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ)

---

[190] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

[191] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 423 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّينَ رقم الحدیث 39035

کے مقتولین جو اس جنگ میں شہید ہو گئے دونوں جنتی ہیں۔

2: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّعْبِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: هُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. [192]

ترجمہ: امام (عامر بن شَرَاحِیل) الشعبی رحمہ اللہ (ت 103ھ) نے فرمایا: وہ (اہلِ صِفِّین) سب جنتی ہیں (باوجویکہ) ان کی آپس میں جنگیں بھی ہوئیں۔

3: مولانا محمد نافع رحمہ اللہ (ت 1436ھ) لکھتے ہیں:

دونوں فریق میں سے اخلاص کی بنا پر قتل ہونے والے شہید ہیں اور جنت میں جائیں گے۔[193]

(3) فریقین کا مجتہد ہونا

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں مجتہد تھے۔ دونوں حضرات کا اختلاف حق وباطل کا اختلاف نہیں تھا بلکہ اجتہاد کا اختلاف تھا۔ ان میں سے ایک مجتہد مصیب اور دوسرا مجتہد مخطی تھا۔

1: علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

وَالصِّدْقُ مِنْهُ إِنْ كَانُوْا فِيْهِ مُجْتَهِدِيْنَ: فَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَخَطَؤُهُ يُغْفَرُ لَهُ. [194]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات مجتہدین تھے، مجتہد اگر صواب کو پا جائے تو اسے دو گنا اجر ملتا ہے اور اگر خطا پر ہو تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کی خطا کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

2: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُمْ لَمْ يُقَاتِلُوْا فِيْ تِلْكَ الْحُرُوْبِ إِلَّا عَنِ اجْتِهَادٍ وَقَدْ عَفَا اللهُ تَعَالٰى عَنِ الْمُخْطِئِ فِي

---

[192] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص296 قصۃ التحکیم

[193] سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: حصہ اول ص184

[194] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج4 ص223

الِاجْتِهَادِ بَلْ ثَبَتَ أَنَّهُ يُؤْجَرُ أَجْرًا وَاحِدًا وَأَنَّ الْمُصِيبَ يُؤْجَرُ أَجْرَيْنِ. [195]

ترجمہ: وہ سب ان جنگوں میں اجتہاد کی بنیاد پر شریک ہوئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے اجتہادی خطا پر معافی کا وعدہ فرمایا ہے۔ بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اجتہاد میں اگر کوئی غلطی کرے تو بھی اسے ایک اجر ملتا ہے، اور اگر درست اجتہاد کرے تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔

3: علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ (ت 861ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا جَرٰى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ مِنَ الْحُرُوْبِ كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الِاجْتِهَادِ. [196]

ترجمہ: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے درمیان جو جنگیں ہوئیں وہ اجتہاد کی بنیاد پر تھیں۔

امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان رحمہ اللہ (ت 354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فِرْقَتَانِ تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ". [197]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے، ان دونوں گروہوں کے درمیان میں سے ایک الگ گروہ نکلے گا، پھر اس (مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان سے) نکلنے والے (گروہ) سے جو مسلمانوں کی (جماعت) لڑائی کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہو گی۔

حدیث سے متعلقہ چند فوائد:

✿ "يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فِرْقَتَانِ" ان دو گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے

[195] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 13 ص 43 بَابٌ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

[196] شرح المسامرۃ: ص 260 الاصل الثامن فضل الصحابۃ الاربعۃ علی حسب ترتیبھم فی الخلافۃ

[197] صحیح ابن حبان بترتیب بِلُبان الفاسی: ص 1795 رقم الحدیث 6735

گروہ ہیں۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری ھروی حنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) لکھتے ہیں:

إِشَارَةٌ إِلٰى فِرْقَةِ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.[198]

ترجمہ: (حدیث کے یہ الفاظ) حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے گروہ کی طرف اشارہ ہے۔

✿ "نکلنے والے گروہ" (تیسرے گروہ) سے مراد خوارج کی جماعت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری ھروی حنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَارِقَةُ وَهِيَ الْخَوَارِجُ.[199]

ترجمہ: "نکلنے والے گروہ" سے مراد خوارج ہیں۔

✿ "تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ" (حق کے قریب جماعت اس نکلنے والے گروہ یعنی خوارج کو قتل کرے گی) میں حق کے قریب والی جماعت کا مصداق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (ت728ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا الْحدِيْثُ الصَّحِيْحُ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ كِلَا الطَّائِفَتَيْنِ الْمُقْتَتِلَتَيْنِ عَلِيٌّ وَ اَصْحَابُهٗ وَمُعَاوِيَةُ وَاَصْحَابُهٗ عَلٰي حَقٍّ وَاَنَّ عَلِيًّا وَاَصْحَابَهٗ كَانُوْا اَقْرَبَ اِلَى الْحَقِّ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَ اَصْحَابِهٖ.[200]

ترجمہ: یہ صحیح حدیث بتاتی ہے کہ دونوں لڑنے والی جماعتیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی؛ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دونوں فریق حق پر ہیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بنسبت حق کے زیادہ قریب ہیں۔

✿ اجتہادیات کا اختلاف؛ اَولیٰ، خلافِ اَولیٰ کا ہوتا ہے، حق و باطل کا نہیں ہوتا۔ مذکورہ بالا حدیث میں آپ

[198] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج7 ص93 کتاب الدیات باب قتل أھل الردۃ والسعاۃ بالفساد

[199] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج7 ص94 کتاب الدیات، باب قتل أھل الردۃ والسعاۃ بالفساد

[200] فتاوی ابن تیمیہ: ج4 ص243

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فریق کے اجتہاد کو اولیٰ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اختلاف اَولیٰ، خلافِ اَولیٰ کا تھا، حق و باطل کا نہیں تھا۔

اس بات کو اہلِ تشیع نے بھی تسلیم کیا ہے۔

(شیعہ مصنف) ابو عباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری (ت300ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ حَرْبِهِ: إِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَنَا وَلٰكِنَّا رَأَيْنَا أَنَّا عَلٰى حَقٍّ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ عَلٰى حَقٍّ. [201]

ترجمہ: امام جعفر (صادق) رحمہ اللہ اپنے والد (امام باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گروہ کے افراد سے یہ بات فرماتے تھے کہ ہم ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر) کو کافر سمجھ کر ان سے نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں بلکہ (ہماری لڑائی اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی جس کی وجہ سے) ہم نے خود کو حق پر سمجھا اور انہوں نے خود کو حق پر سمجھا۔

اور یہ بات بھی حدیث مبارک سے ثابت ہے کہ مجتہد مصیب کو دو اجر اور مجتہد مخطی کو ایک اجر ملتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ. [202]

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حاکم (مجتہد) اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ہو تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور جب اجتہاد کرے اور اجتہاد میں خطا ہو جائے تب بھی اس کے لیے ایک اجر ہے۔

---

[201] قرب الإسناد لِلْحِمْيَرِيْ: ص:93

[202] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7352

✿ جمہور اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین میں سے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجہہ مجتہد مصیب ہونے کی وجہ سے دوہرے اجر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی ہونے کی وجہ سے اِکہرے اجر کے مستحق ہیں۔

1: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيْبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوْبِ هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ.[203]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے اور مصیب تھے۔یہی اھل السنۃ کا موقف ہے۔

2: علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (ت728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كِلَا الطَّائِفَتَيْنِ الْمُقْتَتِلَتَيْنِ عَلِيٌّ وَ أَصْحَابُهُ وَمُعَاوِيَةُ وَأَصْحَابُهُ عَلٰي حَقٍّ وَأَنَّ عَلِيًّا وَأَصْحَابَهُ كَانُوْا أَقْرَبَ إِلَى الْحَقِّ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَ أَصْحَابِه.[204]

ترجمہ: بے شک دونوں لڑنے والی جماعتیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی؛ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دونوں حق پر ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بنسبت حق کے زیادہ قریب ہیں۔

3: ملا علی بن سلطان محمد القاری ھروی حنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ كُلًّا مِّنْهُمْ مُجْتَهِدٌ، وَإِنْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُصِيْبًا.[205]

ترجمہ: ان میں سے ہر ایک مجتہد تھا، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

4: مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت1396ھ) لکھتے ہیں:

اس پر بھی اجماع ہے کہ جنگِ جمل میں حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہہ حق پر تھے، ان کا مقابلہ کرنے والے خطا پر تھے، اسی طرح جنگِ صفین میں حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہہ حق پر تھے اور ان کے مقابل حضرت معاویہ رضی اللہ

[203] شرح مسلم للنووی: ج2 ص390 کتاب الفتن وشراط الساعۃ

[204] فتاوی ابن تیمیہ: ج4 ص243

[205] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج10 ص32 کتاب الفتن، الفصل الثانی

عنہ اور ان کے اصحاب خطا پر، البتہ ان کی خطاؤں کو اجتہادی خطا قرار دیا جو شرعاً گناہ نہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہو، بلکہ اُصولِ اجتہاد کے مطابق اپنی کوشش صرف کرنے کے بعد بھی اگر ان سے خطا ہو گئی تو ایسے خطا کرنے والے بھی ثواب سے محروم نہیں ہوتے، ایک اجر اُن کو بھی ملتا ہے۔[206]

(4) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنا

اگر اس حدیث کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛ اور ان کی جماعت حقیقی باغی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جنتی جوانوں کے سردار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کبھی بھی ان سے صلح نہ فرماتے، نہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت اُن کے سپرد کرتے؛ اس لیے کہ باغی سے تو قتال کا حکم ہے جب تک وہ اپنی بغاوت سے باز نہ آجائے، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ﴾[207]

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے ایک جماعت دوسرے سے بغاوت کرے تو اس جماعت سے لڑو جو بغاوت کر رہا ہو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف واپس آجائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نہ صرف صلح فرمائی بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش کیے جانے والے ہدایا قبول فرماتے اور دونوں حضرات ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ يَقْبَلُ جَوَائِزَ مُعَاوِيَةَ، وَمُعَاوِيَةُ يَرٰى لَهُ، وَيَحْتَرِمُهُ، وَيُجِلُّهُ.[208]

---

[206] مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم: ص89

[207] سورۃ الحجرات:9

[208] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج4 ص148 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحفے قبول فرمایا کرتے تھے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے لیے (اپنے دل میں) خاص مقام رکھتے، ان کا احترام کرتے اور ان کی تعظیم کیا کرتے تھے۔

(5) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فضائل و مناقب کا حامل ہونا

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب جو احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں، ان کے پیشِ نظر بغاوت کا حقیقی معنی مراد نہیں لیا جائے گا۔

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ. [209]

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ (مُزَنی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے، اور اس کے ذریعے (دوسروں کو بھی) ہدایت عطا فرما۔

2: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوْنَا إِلَى السَّحُوْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ: هَلُمُّوْا إِلَى الْغِذَاءِ الْمُبَارَكِ. ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ. [210]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مرتبہ سحری کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اس مبارک کھانے کے لیے آجاؤ۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

---

[209] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3842

[210] مسند احمد: ج 13 ص 282 رقم الحدیث 17087

ہوئے سنا کہ اے اللہ! معاویہ کو حساب اور کتاب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔

جواب نمبر 3:

اس حدیث کا تعلق مشاجرات سے ہے، اور مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین میں سے کسی ایک پر طعن و تشنیع کرنا حرام اور خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔

1: امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی شافعی رحمہ اللہ (ت 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: مَا تَقُوْلُ فِيْ أَهْلِ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ يَدِيْ مِنْهَا. فَلَا أُحِبُّ أَنْ أُخَضِّبَ لِسَانِيْ فِيْهَا. [211]

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آپ صفین کے لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: وہ (ایسا) خون ہے جس سے اللہ نے میرے ہاتھوں کو پاک رکھا، تو میں پسند نہیں کرتا کہ اپنی زبان کو اس میں آلودہ کروں (یعنی میں اس جھگڑے میں زبان نہ کھولنا بہتر سمجھتا ہوں)۔

2: قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی رحمہ اللہ (ت 544ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ تَوْقِيرِهٖ وَبِرِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَوْقِيرُ أَصْحَابِهٖ وَبِرُّهُمْ، وَمَعْرِفَةُ حَقِّهِمْ، وَالِاقْتِدَاءُ بِهِمْ، وَحُسْنُ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ، وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ. [212]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی تعظیم کی جائے، ان سے بھلائی کا برتاؤ کیا جائے، ان کا حق پہچانا جائے، ان کی پیروی کی جائے، ان کے لیے اچھے الفاظ میں تعریف کی جائے، ان کے لیے دعا و استغفار کیا جائے، اور ان کے باہمی اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے۔

3: شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی رحمہ اللہ (ت 561ھ) لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَالْإِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِئِهِمْ، وَإِظْهَارِ

[211] حلیۃ الاولیاء: ج9 ص121 ترجمۃ الامام الشافعی، تحت الرقم 13318

[212] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ج2 ص38 الباب الثالث، الفصل السادس

فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ. [213]

ترجمہ: اھل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو نزاعات ہوئے ان میں خاموشی اختیار کرنا اور ان کی خامیاں بیان کرنے سے باز رہنا واجب ہے۔ اسی طرح ان کے فضائل و مناقب اور خوبیاں بیان کرنا بھی واجب ہے۔

4: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقِّ إِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ. [214]

ترجمہ: اھل السنۃ؛ اھل حق کا مذہب اور نظریہ؛ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے۔

5: علامہ شمس الدین ابوعبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ سُنَّةٍ - وَهُمْ أُوْلُو الْعِلْمِ - وَهُمْ مُحِبُّوْنَ لِلصَّحَابَةِ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ)، كَافُّوْنَ عَنِ الْخَوْضِ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ. [215]

ترجمہ: اہلِ سنت یعنی اہلِ علم ہی وہی لوگ ہیں جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرنے والے ہیں، اور ان کے باہمی اختلافات میں زبان کھولنے سے باز رہنے والے ہیں۔

6: حافظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ مَنْعِ الطَّعْنِ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ بِسَبَبِ مَا وَقَعَ لَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ. [216]

ترجمہ: اھل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی ایک پر بھی ان واقعات کی

---

[213] الغُنْيَة لطَالِبِيْ طَرِيْقِ الْحَقِّ للجِيْلَانی: ص113

[214] شرح مسلم للنووی: ج2 ص390 کتاب الفتن وشراط الساعۃ

[215] سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج5 ص236 ترجمۃ یزید بن الولید ابن عبد الملک

[216] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص43 بَابٌ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

بناپر طعن وتنقید کرنا جائز نہیں جو ان کے مابین پیش آئے۔

7: ملا علی بن سلطان محمد القاری ھروی حنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا كَفُّ الْأَلْسِنَةِ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ فَإِنَّ كُلًّا مِّنْهُمْ مُجْتَهِدٌ، وَإِنْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُصِيبًا، فَلَا يَجُوزُ الطَّعْنُ فِيهِمَا. [217]

ترجمہ: رہی بات ان (صحابہ) پر طعن سے زبان روکنے کی تو وہ اس لیے ہے کہ ان میں سے ہر ایک مجتہد تھا، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے لیکن پھر بھی ان فریقین پر طعن کرنا جائز نہیں۔

جواب نمبر 4:

اس حدیث کا معنی اور مراد یہ ہے:

وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ (فِيْ زَعْمِ عَمَّارٍ)، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ (فِيْ زَعْمِهٖ) إِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُوْنَهٗ (فِيْ زَعْمِهٖ) إِلَى النَّارِ.

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ ہائے افسوس! عمار ایسی جماعت کے ہاتھوں قتل ہوں گے جو جماعت عمار کے خیال کے مطابق باغی ہو گی اور اس وقت عمار کا خیال ہو گا کہ میں ان کو جنت کی دعوت دے رہاہوں اور عمار کا یہ بھی خیال ہو گا کہ وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف بلا رہی ہے۔

یعنی عمار کا زعم اور گمان یہ ہو گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام برحق ہیں اور ان کے خلاف لڑنے والے باغی ہیں۔ اطاعتِ امام چونکہ واجب ہوتی ہے اس لیے جو شخص امام برحق کے خلاف لڑتا ہے وہ واجب اطاعتِ امام سے نکلنے کی وجہ سے جہنم کی طرف دعوت دینے والا قرار پاتا ہے۔

اور جو شخص اطاعتِ امام کی طرف دعوت دیتا ہے وہ واجب کام کی طرف بلانے کی وجہ سے جنت کی طرف بلانے والا قرار پاتا ہے۔

تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں فرمارہے کہ قتل کرنے والی جماعت باغی ہو گی بلکہ یہ فرما

[217] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج10 ص32 کتاب الفتن، الفصل الثانی

رہے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے خیال کے مطابق باغی ہوگی یعنی عمار ایسے لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے جن کو وہ باغی سمجھ رہے ہوں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت باغی نہیں ہوگی لیکن عمار اس جماعت کو باغی سمجھ کر لڑتا ہوا اپنی جان دے دے گا۔

تو یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت، عظمت اور فضیلت کی دلیل ہے۔[218]

جواب نمبر 5:

حدیث مبارک میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت پر جو بغاوت کا اطلاق کیا گیا ہے، اگرچہ وہ صورتاً ہی تھا نہ کہ حقیقتاً لیکن یہ صورتاً اطلاق بھی اس وقت تک تھا جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل خروج کی کیفیت باقی رہی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال ترک کرنے کا معاہدہ ہو گیا، اور پھر 41 ہجری میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہو گئی، تو وہ صورتاً خروج اور بغاوت بھی باقی نہ رہا۔ اسی وجہ سے اس سال کو "عامُ الجماعۃ" کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تقریباً بیس سال تک مسلمانوں کے متفقہ خلیفہ رہے، جن کے دور میں بے شمار فتوحات ہوئیں، اسلامی سلطنت کو استحکام حاصل ہوا، اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور اہلِ بیتِ اطہار کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رہے۔

[218] تنقیحاتِ متکلمِ اسلام

اعتراض نمبر 7

حدیثِ عمار کی بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت جہنم کی طرف بلانے والی ہے

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللهُ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: "وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ.[219]

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے مجھ سے اور اپنے بیٹے علی سے کہا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو دیکھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو ٹھیک کر رہے تھے۔ (ہمیں دیکھ کر) انہوں نے اپنی چادر لی اور کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھ کر بیٹھ گئے۔ (اہل عرب اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے) وہ ہم سے حدیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر کی بات آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد نبوی کے بنانے میں) ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی جسے عمار جنت کی طرف بلائے گا اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف بلائے گی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

[219] صحیح البخاری: رقم الحدیث 447

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت (جماعتِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہو گی۔

جواب نمبر 1:

یہ کلمات "يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُوْنَهٗ إِلَى النَّارِ" اصل روایات میں نہیں ہیں بلکہ یہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ (جو حضرت عباس رضی اللہ کے آزاد کردہ ہیں) کا ادراج ہیں۔

ادراج کی تعریف:

شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ مَا أُدْرِجَ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الرُّوَاةِ فَيُظَنُّ أَنَّهٗ مِنَ الْحَدِيْثِ.[220]

ترجمہ: "ادراج" سے مراد کسی راوی کا وہ کلام ہے جو حدیث مبارک میں اس طور پر شامل کر دیا جائے جسے حدیث سمجھا جائے۔

یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے۔ جن اسانید میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا واسطہ موجود ہے، ان میں یہ الفاظ:

يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ إِلَى النَّارِ.

موجود ہیں جیسا کہ صحیح البخاری اور مسند احمد کی روایات میں مذکور ہے۔

اور جن طرق میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا واسطہ نہیں، ان میں یہ الفاظ بھی موجود نہیں۔ اس تقابل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ جملہ:

يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ إِلَى النَّارِ.

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔

---

[220] قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی: ص39

دونوں قسم طریق پیش خدمت ہیں:

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ کے بغیر مروی چند طرق:

[1] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِينَ جَعَلَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: "بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ". [221]

[2] وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ عُقْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ". [222]

[3] حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدِينِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْشِرْ عَمَّارُ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [223]

[4] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَمَّنْ سَمِعَ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَبْنُونَ الْمَسْجِدَ جَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَبِنَةً وَعَمَّارٌ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ عَنْهُ لَبِنَةً وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِنَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ ظَهْرَهُ وَقَالَ: "يَا ابْنَ سُمَيَّةَ! لِلنَّاسِ أَجْرٌ

---

[221] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2915

[222] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2916

[223] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3800

وَلَكَ أَجْرَانِ وَآخِرُ زَادِكَ شَرْبَةٌ مِنْ لَبَنٍ وَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ". [224]

[5]: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ الْعَنَزِيِّ ، أَنَّ عَمَّارًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمْ يَعْنِي الصَّخْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَيْحَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [225]

[6]: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [الزُّهْرِيُّ] قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدًا [الْحَذَّاءَ] يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ لِعَمَّارٍ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [226]

[7]: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [227]

[8]: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ الْفَرَجِ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَمْرٍو الْبَجَلِيُّ، ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: عَمَّارٌ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [228]

[9]: ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ ثَنَا شُعْبَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [229]

[224] مصنف عبد الرزاق: ج10 ص230 رقم الحدیث 20594

[225] مسند ابی داؤد الطیالسی: ج2 ص39 رقم الحدیث 684

[226] خصائص علی للنسائی: رقم الحدیث 158

[227] خصائص علی للنسائی: رقم الحدیث 159

[228] المعجم الاوسط للطبرانی: ج6 ص37 رقم الحدیث 7908

[229] مسند احمد: ج10 ص89 رقم الحدیث 11164

[10]: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنْعَانِيُّ، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبَّادٍ، أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَخْبَرَهُ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ: قُتِلَ عَمَّارٌ وَقَدْ سَمِعْتُ، رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» [230]

[11]: قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ وَخَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [231]

[12]: قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هِشَامٍ يُحَدِّثُ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي عَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. [232]

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ کے ساتھ مروی چند طرق:

[1]: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: "وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ. [233]

---

[230] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج3 ص436 رقم الحدیث 5659

[231] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص191

[232] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص191

[233] صحیح البخاری: رقم الحدیث 447

[2]: حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَهُ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ لَهُ فَلَمَّا رَآنَا أَخَذَ رِدَاءَهُ فَجَاءَنَا فَقَعَدَ فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى أَتٰى عَلٰى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ قَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ قَالَ: فَرَآهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: يَا عَمَّارُ! أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: إِنِّي أُرِيْدُ الْأَجْرَ مِنَ اللهِ. قَالَ: فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ. قَالَ: فَجَعَلَ عَمَّارٌ يَقُوْلُ: أَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْفِتَنِ. [234]

جواب نمبر 2:

یہاں پر جنت اور جہنم کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ سبب مراد ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا گمان یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ امام برحق ہیں اور امام برحق کی اطاعت واجب اور جنت کے داخلے کا باعث ہے اور میں؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلا رہا ہوں اس لیے میں جنت کی طرف بلا رہا ہوں۔ دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے موقف کے برخلاف بلا رہے تھے اس لیے انہیں "وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" سے تعبیر کر دیا گیا، اس سے حقیقتاً جہنم کی طرف بلانا ہرگز مراد نہیں، بلکہ یہ محض ایک تعبیر ہے جو امام برحق کی طرف بلانے والے موقف کے برخلاف موقف کو بیان کرنے کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اس لئے آپ پر کوئی ملامت بھی نہیں یعنی آپ رضی اللہ عنہ اس تعبیر کا مصداق بھی نہیں۔

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنْ قِيْلَ: كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّيْنَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالَّذِيْنَ قَتَلُوْهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوْزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ؟ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوْا

---

[234] مسند احمد: ج10 ص286 رقم الحدیث 11800

ظَانِّيْنَ أَنَّهُمْ يَدْعُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ، وَهُمْ مُجْتَهِدُوْنَ، لَا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُوْنِهِمْ، فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ، وَكَذٰلِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةُ إِذْ ذَاكَ، وَكَانُوْا هُمْ يَدْعُوْنَ إِلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ لٰكِنَّهُمْ مَعْذُوْرُوْنَ لِلتَّأْوِيْلِ الَّذِيْ ظَهَرَ لَهُمْ.[235]

ترجمہ: اگر کہا جائے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت صفین کی جنگ میں ہوئی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور جن لوگوں نے انہیں قتل کیا، وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور لشکر معاویہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی تھی۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ آگ کی طرف بلا رہے تھے؟ تو اس شبہ کا جواب یہی ہے کہ (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ موجود دیگر صحابہ) کا گمان یہ تھا کہ وہ جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ مجتہد تھے، ان پر اس مسئلے میں اپنے افہام (اجتہادی رائے) کی پیروی کرنے کی وجہ سے کوئی ملامت نہیں۔ یہاں جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے اسباب کی طرف بلانا ہے وہ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں کیونکہ اس وقت وہی واجب الاطاعت امام تھے، جبکہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے خلاف کی طرف بلا رہے تھے لیکن وہ سارے اس مسئلے میں معذور ہیں (یعنی اللہ کے ہاں ان کا عذر مقبول ہے) توجیہ (اجتہادی) کی وجہ سے۔

جواب نمبر 3:

ان جملوں "يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ" کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت والے واقعے سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ جملے دراصل مشرکینِ عرب کے حال اور ان کے سلوک کو بیان کرنے کے لیے فرمائے گئے ہیں جو انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ روا رکھا تھا۔ مشرکینِ عرب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کفر پر مجبور کرتے تھے جو یقیناً جہنم کی طرف بلانا ہے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ توحید کی صدائیں بلند کرتے تھے جو یقیناً جنت کی طرف بلانا ہے۔

---

[235] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 1 ص 701 باب التعاون فی بناء المسجد

خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

اَمَّا قَوْلُهٗ "يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ" فَاسْتِيْنَافٌ لِحَالِهٖ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ قُرَيْشِ الْعَرَبِ، وَ اِشَارَةٌ اِلَى الْمَصَائِبِ الَّتِيْ اَتَتْ عَلَيْهِ مِنْ جِهَةِ قُرَيْشٍ وَ تَعْذِيْبِهِمْ وَ اَلْجَاَهُمْ اِيَّاهُ عَلٰى اَنْ يَّكْفُرَ بِرَبِّهٖ فَاَبٰى اِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ: "اللهُ اَحَدٌ" ... فَهٰذِهٖ حِكَايَةٌ لِّلْقِصَّةِ الْمَاضِيَةِ وَمُنْقَطِعَةٌ عَمَّا قَبْلَهَا لَا اِخْبَارٌ عَنْ حَالِ قَاتِلِهٖ. [236]

ترجمہ: "يَدْعُوْهُمَ اِلَى الْجَنَّةِ" والا جملہ مستانفہ ہے اور مشرکین و قریشِ عرب کے حال کو بیان کرنے کے لیے ہے اور وہ مصائب جو قریش کی طرف سے عذاب اور جبر کی صورت میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر کیے گئے تھے ان کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ عمار رضی اللہ عنہ کو اپنے رب کا انکار کرنے پر مجبور کرتے تھے لیکن عمار ان کی بات نہ مانتے ہوئے "اللہ احد" پکارتے تھے۔ یہ جملہ گزشتہ قصہ کی حکایت کے طور پر منقول ہے اور اپنے ما قبل سے منقطع ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے حال کے ساتھ اس جملے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

---

[236] فيض الباری شرح صحيح البخاری للكشميری: ج2 ص52 بَاب التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

اعتراض نمبر 8

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں اس زمانے میں ہوتا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوتا

امام اهل السنۃ علامہ ابو شکور محمد بن عبد السعید سالمی کشبی رحمہ اللہ (ت460ھ) لکھتے ہیں:

رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللهُ اَنَّہٗ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ: اَتَدْرُوْنَ لِمَ یُبْغِضُنَا اَهْلُ الشَّامِ؟ فَقَالُوْا: لَا ، قَالَ: لِاَنَّا نَعْتَقِدُ بِاَنَّا لَوْ کُنَّا حُضُوْرًا لَکُنَّا نُعِیْنُ عَلِیًّا رَضِیَ اللهُ عَنْہُ عَلٰی مُعَاوِیَۃَ وَنُقَاتِلُ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ لِاَجْلِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ.[237]

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اہل شام کو ہمارے (جمہور کے) موقف سے تحفظات کیوں ہیں؟ تو شاگردوں نے کہا: نہیں (ہم نہیں جانتے) تو آپ نے فرمایا: اس لیے کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اگر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوتے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے اور ان کی حمایت میں قتال کرتے (اگر ہم اس وقت ہوتے تو حضرت علی کی صف میں یعنی ان کی اجتہاد کی موافقت میں ہوتے)۔

اعتراض:

اس عبارت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ موقف رکھتے تھے کہ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں ان کی صفوں میں شامل ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتا۔

---

[237] التمہید فی بیان التوحید: ص326

جواب:

اس حوالے سے دو باتیں جاننا ضروری ہیں:

1: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے متعلق عقیدہ

2: جنگ صفین کے حوالے سے آپ کا موقف

دونوں باتوں کی وضاحت پیش کی جاتی ہے:

1: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق آپ اپنی کتاب "الفقہ الاکبر" میں اپنا عقیدہ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

نَتَوَلَّاهُمْ جَمِيْعًا وَلَا نَذْكُرُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِخَيْرٍ.[238]

ترجمہ: ہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ہر صحابی کا تذکرہ اچھے الفاظ ہی سے کرتے ہیں۔

2: جنگ صفین کے حوالے سے آپ کا موقف:

اس عبارت میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی تصویب بیان کرنے کا ایک اسلوب اختیار کیا ہے کہ (جنگ صفین میں دونوں حضرات مجتہد تھے، جمہور کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی تھے) اگر میں اس وقت ہوتا تو میرا اجتہاد خلیفہ راشد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے اجتہاد کے موافق ہوتا، اس وجہ سے میں ان کی حمایت کرتے ہوئے ان کی صف میں ہوتا۔

---

[238] الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابی حنیفۃ: ص 21

اعتراض نمبر 9

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ؛ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقف کو غلط سمجھتے تھے

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

قُلْتُ: كَيْفَ يُقَالُ: كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُخْطِئًا فِي اجْتِهَادِهِ، فَمَا كَانَ الدَّلِيْلُ فِي اجْتِهَادِهِ؟ وَقَدْ بَلَغَهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ قَالَ: "وَيْحَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ"، وَابْنُ سُمَيَّةَ هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَدْ قَتَلَهُ فِئَةُ مُعَاوِيَةَ، أَفَلَا يَرْضٰى مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَوَاءً بِسَوَاءٍ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ؟ [239]

ترجمہ: میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں: یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد میں خطا کی، سوال یہ ہے کہ ان کے اجتہاد پر دلیل کیا ہے؟ حالانکہ انہیں وہ حدیث پہنچ چکی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن سمیہ پر رحمت ہو، اِس کو باغی جماعت قتل کرے گی، ابن سمیہ وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور اُنہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے ہی شہید کیا تھا۔ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی نہیں کہ ان کا معاملہ برابر برابر ہو جائے، چہ جائیکہ ان کے لیے ایک اجر ہو؟

اعتراض:

اس عبارت کے پیشِ نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقف کو اجتہادی خطاء پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔

جواب نمبر 1:

جمہور اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خروج کرنا ذاتی عداوت یا بغض کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ دلائل کی بنیاد پر تھا، اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

---

[239] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج16 ص348 بَاب إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

مجتہد تھے گویا کہ جمہور کے نزدیک آپ کا اجتہاد خطا پر تھا اور خطا اجتہادی پر بھی اجر ملتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی تھے (اس پر تفصیلی حوالہ جات گزر چکے ہیں) تو جمہور کی اس رائے کے مقابل میں علامہ عینی رحمہ اللہ کی رائے مرجوح ہو گی۔

جواب نمبر 2:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد نہیں ہیں، یہ بھی تو علامہ عینی کی اجتہادی رائے ہے اور مجتہد کے اجتہاد میں صواب وخطا دونوں کا احتمال ہے۔ ایک طرف علامہ عینی کی اجتہادی رائے ہے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد نہیں ہیں) اور دوسری جانب جمہور کی اجتہادی رائے ہے (کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد ہیں)، تو ظاہر ہے جب دونوں کے اجتہاد میں صواب وخطا کا احتمال ہے تو ہم جمہور کے اجتہاد کو قبول کریں گے، اس لیے کہ جمہور کا اجتہاد دلائل شرعیہ کے زیادہ قریب ہے۔

فائدہ:

ایک طرف علامہ عینی رحمہ اللہ کی اپنی رائے ہے، اور دوسری طرف (خود صاحبِ معاملہ) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اپنی وضاحت موجود ہے جسے امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهُ. [240]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے

[240] تاریخ الاسلام للذہبی: ج3 ص540 وقعۃ صفین

ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، اس لیے آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

توجب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود وضاحت فرمادی ہے کہ میری لڑائی خلافت کی نہیں ہے بلکہ میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے سے افضل سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، تو ہم علامہ عینی رحمہ اللہ کی رائے پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وضاحت کو ترجیح دیں گے اور علامہ عینی رحمہ اللہ کی رائے کو مرجوح سمجھیں گے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اعتراض نمبر 10

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی کہا

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی حنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ حُكِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ تَأْوِيلٌ أَقْبَحُ مِنْ هٰذَا حَيْثُ قَالَ: إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَفِئَتُهُ، حَيْثُ حَمَلَهُ عَلَى الْقِتَالِ وَصَارَ سَبَبًا لِقَتْلِهِ فِي الْمَآلِ.... قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَرْجِعَ عَنْ بَغْيِهِ بِإِطَاعَتِهِ الْخَلِيفَةَ وَيَتْرُكُ الْمُخَالَفَةَ وَطَلَبَ الْخِلَافَةِ الْمُنِيفَةِ، فَتَبَيَّنَ بِهٰذَا أَنَّهُ كَانَ فِي الْبَاطِنِ بَاغِيًا، وَفِي الظَّاهِرِ مُتَسَتِّرًا بِدَمِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُرَاعِيًا مُرَائِيًا. [241]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث (حدیثِ عمار رضی اللہ عنہ) کی ایک قبیح تاویل نقل کی گئی ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو در حقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت نے قتل کیا، کیونکہ انہیں قتال پر آمادہ کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تھے، اور اسی بنا پر وہ ان کے قتل کا سبب بنے... میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں: اس صورت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لازم تھا کہ وہ اپنی مخالفت اور بغاوت سے رجوع کرتے ہوئے خلیفہ برحق کی اطاعت اختیار کرتے، اختلاف کو چھوڑ دیتے اور منصبِ خلافت کی طلب سے باز آ جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ باطن کے اعتبار سے حق سے دور تھے، اور ظاہر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبے کی آڑ لے کر اس معاملے کو پیش کر رہے تھے۔

اعتراض:

مذکورہ عبارت کو بنیاد بنا کر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ؛ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی سمجھتے تھے۔

---

[241] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 11 ص 18 کتاب الفضائل، باب فی المعجزات، الفصل الاول

جواب:

یہاں دو باتیں سمجھنا ضروری ہیں:

1: ملا علی قاری رحمہ اللہ کا جنگ صفین کے حوالے سے موقف

2: عبارت بالا کی وضاحت

1: ملا علی قاری رحمہ اللہ کا موقف:

ملا علی قاری رحمہ اللہ کا جنگ صفین، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے کیا موقف ہے؟ وہ ان کی درج ذیل عبارات کی روشنی میں دیکھتے ہیں، تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے:

1: فریقین مجتہد تھے۔

2: فریقین کے اختلاف کی بنیاد دنیوی غرض نہیں تھی۔

3: فریقین کے بارے میں زبان بند رکھی جائے۔

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عبارات کی روشنی میں ملاحظہ ہو:

1: فریقین مجتہد تھے:

جمہور اھل السنۃ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ مجتہد مخطی تھے (اس پر تفصیلی حوالہ جات گزر چکے ہیں) تو جمہور کے اسی موقف کو ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی حنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) اپنی اسی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں دوسرے مقام پر علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

قَالَ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: كَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيْبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُوْرًا فِي الْخَطَأِ ; لِأَنَّهُ كَانَ بِالِاجْتِهَادِ، وَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَخْطَأَ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ. وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيْبُ فِيْ تِلْكَ الْحُرُوْبِ، وَهٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ.[242]

---

[242] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج10 ص32 کتاب الفتن، الفصل الثانی

ترجمہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ان (جنگوں) میں بعض مجتہد مصیب تھے اور بعض مجتہد مخطی تھے، خطا میں معذور تھے، اس لیے کہ یہ سب کچھ اجتہاد سے تھا اور مجتہد جب خطا کرے تو بھی اس پر گناہ نہیں ہوتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں مجتہد مصیب تھے اور یہی اھل السنت کا مذہب ہے۔

2: فریقین کے اختلاف کی بنیاد دنیوی غرض نہیں تھی:

ملا علی قاری رحمہ اللہ؛ حضرت معاویہ رضی اللہ اور حضرت علی رضی اللہ کے باہمی اختلاف کو اجتہادی قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

قُلْتُ: إِنَّ اخْتِلَافَ الْخِلَافَةِ أَيْضًا مِنْ بَابِ اخْتِلَافِ فُرُوْعِ الدِّيْنِ النَّاشِئِ عَنِ اجْتِهَادِ كُلٍّ، لَا مِنَ الْغَرَضِ الدُّنْيَوِيِّ الصَّادِرِ عَنِ الْحَظِّ النَّفْسِيِّ، فَلَا يُقَاسُ الْمُلُوْكُ بِالْحَدَّادِيْنَ. [243]

ترجمہ: میں کہتا ہوں: (حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا) خلافت کا اختلاف بھی فروع دین کے اختلافات میں سے ایک ہے جو (اختلافات) مجتہدین کے اجتہاد کے نتیجے میں ہوتے ہیں، نہ کہ کسی کی دنیوی غرض کی وجہ سے جس کا منشا عموماً خواہشِ نفسانی ہوتی ہے۔ لہٰذا بادشاہوں کو لوہاروں پر قیاس نہیں کیا جاتا۔

3: فریقین کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے:

ملا علی قاری رحمہ اللہ کا موقف دونوں جماعتوں کے بارے میں کفِ لسان (زبان بند رکھنے) کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

وَحَاصِلُهُ أَنَّ الطَّعْنَ فِيْ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَمَدْحَ الْأُخْرٰى حِيْنَئِذٍ مِمَّا يُثِيْرُ الْفِتْنَةَ، فَالْوَاجِبُ كَفُّ اللِّسَانِ. [244]

ترجمہ: کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دو جماعتوں میں سے کسی ایک کے بارے میں طعن تشنیع کرنا اور دوسرے کی اس طور پر مدح کرنا کہ فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہو تو (اس وقت) زبان کو روکے رکھنا واجب ہے۔

---

[243] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 11 ص 163 کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم، الفصل الثالث

[244] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 10 ص 32 کتاب الفتن، الفصل الثانی

2:عبارت بالا کی وضاحت:

ملا علی قاری رحمہ اللہ عبارت بالا میں مجتہد مصیب اور مجتہد مخطی کے درمیان فیصلہ کر رہے ہیں کہ اس جنگ میں کون مجتہد مصیب تھا اور کون مجتہد مخطی، تو ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب تھے جیسا کہ اھل السنۃ والجماعۃ کا بھی یہی موقف ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لِأَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْهُ بَيَانُ الْحُكْمِ الْمُمَيِّزِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْفَاصِلِ بَيْنَ الْمُجْتَهِدِ الْمُصِيْبِ، وَالْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِئِ، مَعَ تَوْقِيْرِ الصَّحَابَةِ وَتَعْظِيْمِهِمْ جَمِيْعًا فِي الْقَلْبِ لِرِضَا الرَّبِّ؛ وَلِذَا لَمَّا سُئِلَ بَعْضُ الْأَكَابِرِ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَفْضَلُ أَمْ مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: لَغُبَارُ أَنْفِ فَرَسِ مُعَاوِيَةَ حِيْنَ غَزَا فِيْ رِكَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ كَذَا وَكَذَا مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، إِذْ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَةِ أَنَّ الْعُلَمَاءَ وَالْأَوْلِيَاءَ مِنَ الْأُمَّةِ لَمْ يَبْلُغْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَبْلَغَ الصَّحَابَةِ الْكُبَرَاءِ.[245]

ترجمہ: (حدیثِ عمار سے) مقصود اس حکم کو بیان کرنا ہے جو حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنے والا ہو، مجتہد مصیب اور مجتہد مخطی کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہو۔ دل میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توقیر اور عظمت کے ساتھ رب کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب بعض اکابرین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ افضل ہیں یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں لگی ہوئی خاک بھی عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے کئی درجے افضل ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کے امت کے بڑے بڑے علماء کرام اور اولیائے عظام میں سے کوئی ایک بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

فائدہ:

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے خود وضاحت فرمادی ہے، اگر ان کی وضاحت نہ بھی ہوتی تو بھی اس عبارت کی بنیاد پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا تھا، اس لیے کہ ایک طرف ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اپنی رائے ہے، اور دوسری طرف

[245] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج10 ص31 کتاب الفتن، الفصل الثانی

(خود صاحبِ معاملہ) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اپنی وضاحت موجود ہے جسے

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهُ.
[246]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، اس لیے آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلینِ عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

توجب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود وضاحت فرمادی ہے کہ میری لڑائی خلافت کی نہیں ہے بلکہ میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے سے افضل سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، تو ہم ملا علی قاری رحمہ اللہ کی رائے پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وضاحت کو ترجیح دیں گے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کی رائے کو مرجوح سمجھیں گے۔

[246] تاریخ الاسلام للذھبی: ج3 ص540 وقعۃ صفین

اعتراض نمبر 11

نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صحیح روایت نہیں

امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) نقل کرتے ہیں:

فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَصْبَهَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ مَشَايِخَنَا بِمِصْرَ يَذْكُرُونَ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَارَقَ مِصْرَ فِيْ آخِرِ عُمُرِهِ وَخَرَجَ إِلَى دِمَشْقَ فَسُئِلَ بِهَا عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَمَا رُوِيَ فِيْ فَضَائِلِهِ فَقَالَ: لَا يَرْضٰى مُعَاوِيَةُ رَأْساً بِرَأْسٍ حَتّٰى يُفْضَلَ؟! قَالَ: فَمَا زَالُوْا يَدْفَعُوْنَ فِيْ خُصْيَتَيْهِ حَتّٰى أُخْرِجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَصَلَ إِلَى مَكَّةَ وَمَاتَ بِهَا سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِ مِائَةٍ وَهُوَ مَدْفُوْنٌ بِمَكَّةَ.[247]

ترجمہ: مجھے محمد بن اسحاق اصبہانی رحمہ اللہ نے بیان کیا، کہتے ہیں کہ میں نے مصر میں مشائخ سے سنا، وہ ذکر کرتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی آخری عمر میں مصر کو چھوڑا اور دمشق چلے گئے، تو وہاں ان سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور ان کے فضائل کے بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے: کہ کیا معاویہ راضی نہیں ہیں کہ ان کا برابر برابر معاملہ کر لیا جائے چہ جائیکہ ان کو فضیلت دی جائے۔ تو لوگ انہیں مسلسل خصیتین پر مارتے رہے یہاں تک کہ مسجد سے بھی نکالا، پھر وہ مکہ المکرمہ چلے گئے اور وہیں پر سن 303 ہجری میں فوت ہوئے اور مکہ ہی میں دفن ہوئے۔

اعتراض:

اس روایت کے پیش نظر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے بقول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

[247] معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص:83 رقم الحدیث 182

جواب نمبر 1:

اس روایت کی سند میں "مَشَايِخَنَا" مجہول ہے، جس وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ رواۃِ حدیث میں جس راوی کا نام معلوم نہ ہو اسے "مجہول العین" کہا جاتا ہے، اور اگر نام کا علم ہو لیکن حالات (عدالت و ثقاہت وغیرہ) معلوم نہ ہوں تو ایسے راوی کو "مجہول الحال" کہا جاتا ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ ایسے راوی کی روایت کو قبول نہیں فرماتے۔

اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

(1): امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جَهِلَتْ عَيْنُهُ وَصِفَتُهُ، لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ لَا سَبِيلَ إِلَى مَعَارِفِ عَدَالَتِهِ. هٰذَا قَوْلُ كُلِّهِمْ. [248]

ترجمہ: ایسی روایت جس کا راوی مجہول العین اور مجہول الوصف ہو، روایت قبول نہیں ہو گی، اس لیے کہ اس کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا قول ہے۔

(2): علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِيْرِ. [249]

ترجمہ: مجہول العدالت؛ ظاہراً مجہول ہو یا باطناً مجہول ہو، اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

(3): علامہ زین الدین ابوالفرج عبد الرحمٰن بن احمد بن عبد الرحمٰن المعروف ابن رجب حنبلی دمشقی رحمہ اللہ (ت 795ھ) امام ترمذی رحمہ اللہ کی عِلَل ترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْإِمَامِ اَحْمَدَ أَنَّ خَبَرَ مَجْهُوْلِ الْحَالِ لَايَصِحُّ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ. [250]

---

[248] الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب: ص324 باب القول في الرجل يروي الحديث يتقن سماعه

[249] تقریب النواوی: ص172 النَّوْعُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ: صِفَةُ مَنْ تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ

[250] شرح علل الترمذی لابن رجب: ص277 مضمون کلام الشافعی رحمہ اللہ

ترجمہ: امام احمد رحمہ اللہ کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مجہول الحال کی خبر صحیح نہیں ہے اور نہ اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ یہ روایت مجہول ہے، یہ معلوم نہیں کہ یہ لوگ کون تھے؟ فاسق تھے یا عادل؟ ان کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟

اس لیے اس روایت کی بنیاد پر صحابیِ رسول (رضی اللہ عنہ) کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔

جواب نمبر2:

روایتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی وفات مکہ المکرمہ میں ہوئی، جب کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد مؤرخ علامہ ابنِ یونس مصری رحمہ اللہ (ت 347ھ) فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات فلسطین میں ہوئی۔

وَكَانَ خُرُوْجُهٗ مِنْ مِصْرَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِ مِائَةٍ وَتُوُفِّيَ بِفَلَسْطِيْنَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِثَلَاثَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ صَفَرَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثَ مِائَةٍ.[251]

ترجمہ: ذوالقعدہ 302 ہجری میں وہ مصر سے روانہ ہوئے، اور 13 صفر 303 ہجری بروز پیر فلسطین میں ان کا انتقال ہوا۔

امام نسائی رحمہ اللہ کے اپنے شاگرد کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی وفات فلسطین میں ہوئی ہے جبکہ قابل اعتراض روایت (جو صحیح بھی نہیں ہے) کے مطابق وفات مکۃ المکرمہ میں ہوئی ہے، تو امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد کی روایت جو سنداً صحیح بھی ہے اسی کو لیا جائے گا۔

جواب نمبر3:

امام نسائی رحمہ اللہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہیں:

علامہ ابو الحجاج، جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف مِزّی رحمہ اللہ (ت 742ھ) امام نسائی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

---

[251] تاریخ ابن یونس المصری: ص24 ذکر من اسمہ "احمد"

سُئِلَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا الْإِسْلَامُ كَدَارٍ لَهَا بَابٌ، فَبَابُ الْإِسْلَامِ الصَّحَابَةُ، فَمَنْ آذَى الصَّحَابَةَ إِنَّمَا أَرَادَ الْإِسْلَامَ، كَمَنْ نَقَرَ الْبَابَ إِنَّمَا يُرِيْدُ دُخُوْلَ الدَّارِ، قَالَ: فَمَنْ أَرَادَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ فَإِنَّمَا أَرَادَ الصَّحَابَةَ.[252]

ترجمہ: امام نسائی رحمہ اللہ سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما جو صحابی رسول ہیں؛ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اسلام کی مثال اس گھر کی طرح ہے جس کا دروازہ ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلام کا دروازہ ہیں۔ جو کوئی صحابہ کو تکلیف پہنچاتا ہے اس کا ارادہ اسلام کو ہدف بنانے کا ہے۔ جیسے کوئی شخص گھر کا دراوازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ گھر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کا ارادہ رکھتا ہے۔

[252] تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للمزّی: ج1ص339، 340رقم الترجمۃ48

اعتراض نمبر 12

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ و شتم کروایا

امام مسلم بن الحجاج قشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُوْنَ لِيْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! خَلَّفْتَنِيْ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ" وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ: "لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ" قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: "ادْعُوْا لِيْ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ" فَأُتِيَ بِهٖ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِيْ.[253]

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور کہا: آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) پر "سَبّ" کریں۔ انہوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہرگز انہیں "سَبّ" نہیں کروں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لئے ہو تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند

---

[253] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6220

ہو گی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک غزوہ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔" اسی طرح خیبر کے دن، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: "اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔" کہا: پھر ہم اس حوالے سے باتیں کرنے لگے (کہ آج جھنڈا کس کو دیں گے) دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ۔" انہیں آنکھ کی شدید تکلیف کی حالت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انہیں عطا فرما دیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب یہ آیت اتری: آپ فرما دیجئے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو بلا لو۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔"

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دلواتے تھے۔

جواب نمبر 1:

معترض نے لفظ "سبّ" کو صرف گالی کے معنی میں لیا، حالانکہ اس کے دوسرے معنی بھی ہیں: تنقید کرنا، غلطی پر ٹوکنا اور دلائل سے رد کرنا۔ یہاں یہی دوسرا معنی مراد ہے، نہ کہ گالی دینا۔ "سبّ" ہمیشہ گالی کے معنی میں نہیں آتا، اس کی تائید میں کتبِ حدیث سے مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1:

تبوک کے سفر کے بارے میں تفصیلی روایت ہے جسے امام مسلم بن الحجاج قشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) نقل کرتے ہیں:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ: "إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ" فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟" قَالَا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ. قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا، حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، قَالَ وَغَسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا، فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ: غَزِيرٍ شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ حَتّٰى اسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ، يَا مُعَاذُ! إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرٰى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا.[254]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک والے سال نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دورانِ سفر) نمازوں کو (صورتاً) جمع فرماتے رہے، ظہر اور عصر کو اکٹھے اور مغرب وعشاء کو اکٹھے پڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک دن نماز کو مؤخر کیا پھر آپ (نماز پڑھنے کے لیے) نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اکٹھے پڑھی، پھر داخل ہوئے اس کے بعد پھر نکلے، مغرب اور عشاء کو (صورتاً) اکٹھا پڑھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کل تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے ان شاء اللہ اور

[254] صحیح مسلم: رقم الحدیث 5946

دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے اور جو کوئی تم میں سے اس چشمے کے پاس جائے، تو جب تک میں نہ آؤں اس چشمہ کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دو آدمی پہنچ گئے تھے۔ چشمہ کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمہ کے برابر ہو گا، وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے پانی میں سے کچھ لیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنایا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا تو وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا اور لوگوں نے (اپنے جانوروں اور آدمیوں کو) پانی پلانا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ یہاں جو جگہ ہے وہ گھنے باغات سے لہلہا اٹھے گی۔

فائدہ: اس روایت میں الفاظ ہیں جلدی کرنے والے دو افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سبّ) کیا، اب ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گالیاں دی ہوں (اعاذنا اللہ) بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر تنقید کی، انہیں غلطی پر ٹوکا۔

مثال نمبر 2:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".[255]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی "سبّ" کیا ہو تو اس مومن کے لئے (میرا یہ "سبّ" کرنا) قیامت کے دن اپنے قرب کا ذریعہ بنا دے۔

[255] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6361

فائدہ: اس حدیث میں بھی لفظ "سبّ" کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو رہی ہے، اب کیا کوئی شخص گمان کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو گالی دی تھی۔ العیاذ باللہ، تو یہاں پر سبّ سے مراد سخت سست کہنا اور ڈانٹنا مراد ہے۔

مثال نمبر 3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: "اسْتَبَّ رَجُلَانِ؛ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، قَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَخْبَرَهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ". [256]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے پر سبّ (تنقید) کی۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا والوں پر فضیلت دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہاں والوں پر فضیلت دی۔ اس پر مسلمان نے یہودی کو طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بیہوش کر دیئے جائیں گے۔ میں بھی بیہوش ہو جاؤں

[256] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2411

گا۔ سب سے پہلا شخص بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا، لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ کیا موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے اور انہیں مجھ سے پہلے ہوش آ گیا؟ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں سے رکھا ہے جن پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس روایت میں ان دو جملوں " وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ. فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى العَالَمِيْنَ" کو "سبّ" سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ یہ دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کیا جارہا تھا یا تنقید کی جارہی تھی نہ کہ ایک دوسرے کو گالیاں دی جارہی تھی۔

مثال نمبر 4:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَأَدْخِلْهُمْ. فَلَبِثَ قَلِيْلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِيْ أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ، فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ، فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنْ الْآخَرِ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ، قَالُوْا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ.[257]

ترجمہ: حضرت مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ وہ بھی امیر المؤمنین کی خدمت میں موجود تھے کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار یرفاء آئے اور عرض کیا کہ حضرت عثمان

[257] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4033

بن عفان اور عبد الرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں بھی بلالو، جب یہ دونوں حضرات اندر تشریف لے آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المؤمنین! میرا اور ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ فرمادیں۔ وہ دونوں مباحثہ کر رہے تھے اس مال کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر سے فیئی کے طور پر دیا تھا۔ وہاں پر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے سے سخت الفاظ میں بات کی۔ تو ایک جماعت نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ ان دونوں حضرات کا فیصلہ فرمادیں تاکہ دونوں میں کوئی نزاع باقی نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ذرا ٹھہریے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات تھی۔ وہاں موجود لوگوں نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں حضرات نے بھی کہا: جی بالکل۔

فائدہ: "فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ" "حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے پر (سبّ) کیا یعنی ایک دوسرے کے موقف کے حوالے سے تنقید کی، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں ہوں گی؟ تو کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے چچا (یعنی باپ) کو گالیاں دے رہے تھے؟ العیاذ باللہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رَد کریں۔ اس لیے کہ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ٹھیک نہیں ہے۔

اسی بات کی محدثین کرام رحمہم اللہ نے صراحت فرمائی ہے۔

(1): علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوْا : وَيَحْتَمِلُ تَأْوِيلًا آخر أَنَّ مَعْنَاهُ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهُ فِيْ رَأْيِهِ وَاجْتِهَادِهِ ، وَتُظْهِرَ لِلنَّاسِ حُسْنَ رَأْيِنَا وَاجْتِهَادِنَا ، وَأَنَّهُ أَخْطَأَ؟ [258]

ترجمہ: محدثین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس قول کا ایک اور مفہوم بھی ہو سکتا ہے، یعنی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو خطا کیوں نہیں کہتے اور لوگوں کے سامنے ہمارے موقف کی درستگی اور ان کے اجتہاد کی خطا کو کیوں واضح نہیں کرتے۔

(2): علامہ شیخ ملک المحدثین محمد طاہر صدیقی لغوی پٹنی الہندی رحمہ اللہ (ت986ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَعْنٰى: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهُ فِي اجْتِهَادٍ وَتُظْهِرَ لِلنَّاسِ حُسْنَ اجْتِهَادِنَا . [259]

ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد میں مخطی قرار دینے اور ہمارے اجتہاد کی درستگی لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کے بارے میں کیا چیز مانع ہے؟

جواب نمبر2:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ قصاصِ عثمان کے معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر "سب" (نقد) کیوں نہیں کرتے۔

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

فَقَوْلُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هٰذَا لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّهُ أَمَرَ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِسَبِّهِ، وَإِنَّمَا سَأَلَهُ عَنِ السَّبَبِ الْمَانِعِ لَهُ مِنَ السَّبِّ، كَأَنَّهُ يَقُوْلُ: هَلِ امْتَنَعْتَ تَوَرُّعًا، أَوْ خَوْفًا، أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟، فَإِنْ كَانَ تَوَرُّعًا وَإِجلَالًا لَهُ عَنِ السَّبِّ فَأَنْتَ مُصِيبٌ مُحْسِنٌ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَهُ جَوَابٌ آخَرَ . [260]

---

[258] شرح مسلم للنووی: ج2 ص278 باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[259] مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الآثار: ج3 ص10 مادۃ: سبب

[260] شرح مسلم للنووی: ج2 ص278 باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں کوئی صراحت نہیں ہے کہ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا بولنے کا حکم دیا تھا بلکہ پوچھا تھا کہ آپ تنقید کیوں نہیں کرتے؟ گویا کہ وہ یہ پوچھ رہے تھے کہ آپ احتیاطاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے یا خوف اور ڈر کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے؟ اگر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زہد و تقوی اور بزرگی کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے تو آپ درست اور اچھا کرنے والے ہیں، اور اگر یہ وجہ نہیں ہے تو پھر دوسرا جواب ہو گا۔

جواب نمبر 3:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے، ان کے باہمی محبت کے تعلقات تھے، وہ کیسے ان پر لعن طعن کر سکتے تھے یا کرواسکتے تھے؟ باہمی الفت و محبت پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1: حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن ھبۃ اللہ المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

جَاءَ أَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ، وَأُنَاسٌ مَعَهُ، إِلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالُوْا لَهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا، وَاللهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّي، وَأَنَّهُ لَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ مِنِّي، وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا، وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ؟ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِ عُثْمَانَ، فَأْتُوْهُ فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ، وَأُسْلِمْ لَهُ.[261]

ترجمہ: ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور لوگوں کی ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں، کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، اس لیے آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلینِ عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

---

[261] تاریخ دمشق لابن عساکر: ج59 ص132 ترجمۃ معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

2: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا جَاءَ خَبَرُ قَتْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَعَلَ يَبْكِي، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَتَبْكِيهِ وَقَدْ قَاتَلْتَهُ؟ فَقَالَ: وَيْحَكِ إِنَّكِ لَا تَدْرِينَ مَا فَقَدَ النَّاسُ مِنَ الْفَضْلِ وَالْفِقْهِ وَالْعِلْمِ.[262]

ترجمہ: جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ بے ساختہ رونے لگے۔ آپ کی بیوی پاس ہی موجود تھیں تو کہنے لگیں کہ آپ علی المرتضیٰ کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور اب روتے ہیں؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے، تو نہیں جانتی کہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات سے) اہلِ اسلام کا علم وفضل اور فقاہت میں کس قدر نقصان ہوا ہے۔

جواب نمبر 4:

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں (نعوذ باللہ) سبّ وشتم کا ارتکاب کرتے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نہ ان سے صلح فرماتے، نہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت اُن کے سپرد کرتے، نہ ان سے ہدایا وصول کرتے اور نہ ہی ان کا احترام کرتے۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ يَقْبَلُ جَوَائِزَ مُعَاوِيَةَ، وَمُعَاوِيَةُ يَرٰى لَهُ، وَيَحْتَرِمُهُ، وَيُجِلُّهُ.[263]

ترجمہ: (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحفے قبول فرمایا کرتے تھے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے لیے (اپنے دل میں) خاص مقام رکھتے، ان کا احترام کرتے اور ان کی تعظیم کیا کرتے تھے۔

---

[262] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص526 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[263] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج4 ص148 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

اعتراض نمبر 13

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خود کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِيْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتْ: اِلْحَقْ، فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ وَأَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهٗ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيْهِ، قَالَ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهٗ، قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِيْ وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُوْلَ أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيْتُ أَنْ أَقُوْلَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّيْ غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ، قَالَ حَبِيْبٌ: حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ. [264]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی نہیں ہو کہ لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو حکومت میں سے کچھ نہیں ملا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ، لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا موقع پر نہ پہنچنا مزید تفریق کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ جو اس مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہے وہ ذرا اپنا سر اٹھائے (اور اس معاملہ پر گفتگو کرے)۔ یقیناً ہم اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں۔ حبیب بن مَسْلَمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ

---

[264] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4108

عنہما سے کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنے لنگی کھولی (یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ میں جواب دینے کے لیے تیار ہوا) اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے خاطر جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں نے یہ بات چھوڑ دی اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خون خرابہ نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف غلط نہ لیا جانے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صابرین) کے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب بن مَسْلَمہ نے کہا کہ آپ محفوظ رہے اور مصیبت سے بچا لیے گئے۔

اعتراض:

اس روایت کے پیش نظر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس جملہ "فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيْهِ" (یقیناً ہم اس معاملہ میں اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں) سے کون مراد ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے صحیح بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمومی طور پر یہ بات فرمائی ہے کسی کی تخصیص نہیں کی، اس لیے کہ ایک تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ عام ہیں دوسرا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں تھا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں کیوں مراد لیتے۔ لہٰذا جب تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں صراحت نہ ملے ہم دوسرے کی وضاحت پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قِيْلَ أَرَادَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَرَّضَ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَقِيْلَ: أَرَادَ عُمَرَ وَعَرَّضَ بِابْنِهِ

عَبْدَ اللهِ وَفِيْهِ بُعْدٌ لِأَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يُبَالِغُ فِي تَعْظِيْمِ عُمَرَ. [265]

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر تعریض کی۔ یہ بھی قول ہے کہ ان کی مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر چوٹ کی لیکن یہ احتمال بعید ہے کیوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔

جواب نمبر 2:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو جنگِ صفین کے بعد واقعۂ تحکیم کے موقع پر ہوئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکور "الأمر" سے مراد خلافت نہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص ہے؛ کیونکہ "الأمر" کا لفظ ہر جگہ خلافت کے معنی میں نہیں آتا۔ سیاقِ کلام بھی بتاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبے میں سب سے زیادہ حق دار قرار دے رہے تھے، نہ کہ خلافت کے معاملے میں، اور یہ بات درست بھی ہے۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّهُ وَلِيُّ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْمُطَالِبُ بِدَمِهٖ وَهُوَ أَحَقُّ النَّاسِ. [266]

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے اور قصاص کا مطالبہ کرنے والے تھے؛ اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ (قصاص کا مطالبہ کرنے میں) باقی لوگوں میں سے زیادہ حقدار تھے۔

شبہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس جملہ "فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيْهِ" میں ان (حضرات

[265] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص504 باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب

[266] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج12 ص148 باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما یا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے باپ کا ذکر کیوں کیا؟

جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ بطور مبالغہ کے تھا۔ اس لیے کہ اہلِ عرب عموماً بات میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے کسی شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے باپ کا یا اس کے داد کا بھی ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے:

فُلَانٌ اَفْضَلُ مِنْكَ وَ مِنْ اَبِيْكَ.

ترجمہ: فلاں تم سے اور تمہارے باپ سے افضل ہے۔

مثال:

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ فقیہ نہیں ہیں تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:

وَاللهِ! لَأَنَا أَفْقَهُ مِنْكَ وَمِنْ أَبِيْكَ. [267]

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں تم سے اور تمہارے باپ سے بھی زیادہ فقیہ ہوں۔

یہاں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے باپ سے حقیقت مراد نہیں لی ہے بلکہ بطور مبالغہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے والد کا نام لے لیا ہے ورنہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ کیسے کہا جا سکتا کہ وہ خود کو جنت کی بشارت پانے والے صحابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی بڑا فقیہ کہیں۔

---

[267] اَنساب الاَشراف للبلاذُری: ج4 ص39 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

اعتراض نمبر 14

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی

امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرَ اللَّبَنِ أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي.[268]

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے باپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں بچھونوں پر بٹھایا، پھر ہمارے پاس کھانا لایا گیا اور ہم نے وہ کھانا کھایا۔ پھر ہمارے پاس ایک مشروب لایا گیا، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ پیا اور میرے ابا جان کو پکڑا دیا، پھر انہوں نے (یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا): جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نشہ آور شراب کو) حرام قرار دیا ہے میں نے اس وقت سے اسے نہیں پیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں قریش میں سے سب سے زیادہ صاحب جمال ہوں اور سب سے عمدہ دانتوں والا ہوں، جب میں جوان تھا تو کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس کو میں لذت حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا تھا سوائے دودھ کے، اور وہ انسان بھی مجھے بڑا اچھا لگتا ہے، جو مجھ سے اچھے انداز میں بات کرتا ہے۔

اعتراض:

اس روایت کو بنیاد بنا کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے انہوں نے شراب پی تھی۔

---

[268] مسند احمد: ج16 ص473 رقم الحدیث 22837

جواب نمبر 1:

اس روایت کی سند پر کلام ہے، اس لیے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے حسین بن واقد مَرْوَزِی، اس کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی وضاحت ہے کہ اس کی احادیث قبول نہ کی جائیں۔

1: امام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِيْ رَوَاهُ عَنْهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا اَنْكَرَهَا.[269]

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ سے جو روایات حسین بن واقد بیان کرتا ہے کتنی ہی منکر ہیں!(بہت زیادہ منکر ہیں)

2: علامہ ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ عُقَیلی رحمہ اللہ (ت 322ھ) لکھتے ہیں:

ذَكَرَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ فَقَالَ: وَأَحَادِيْثُ حُسَيْنٍ مَا أَرْي أَيُّ شَيْءٍ هِيَ وَنَفَضَ يَدَهُ.[270]

ترجمہ: امام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حسین بن واقد کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ حسین کی احادیث کیا چیز ہیں؟ اور اپنا ہاتھ جھاڑا۔

3: علامہ شمس الدین ابوعبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَنْكَرَ أَحْمَدُ بَعْضَ حِدِيْثِهِ.[271]

ترجمہ: امام احمد رحمہ للہ نے اس کی بعض احادیث کو منکر کہا ہے۔

4: حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

رُبَمَا اَخْطَاَ فِي الرِّوَايَاتِ ... قَالَ اَحْمَدُ: فِيْ اَحَادِيْثِهِ زِيَادَةٌ مَا اَدْرِيْ اَيُّ شَيْءٍ هِيَ وَ نَفَضَ يَدَهُ.[272]

ترجمہ: بسا اوقات روایات میں خطا کر جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی احادیث میں (اس

---

[269] العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد بن حنبل: ج2 ص22 الرقم 1420

[270] الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج1 ص251 رقم الترجمۃ 400

[271] میزان الاعتدال للذھبی: ج1 ص502 رقم الترجمۃ 1970

[272] تہذیب التہذیب لابن حجر: ج2 ص16، 17 رقم الترجمۃ

کی جانب سے) اضافہ پایا جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور انہوں نے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا۔

جواب نمبر 2:

یہ جملہ "ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کسی راوی کا ادراج ہے۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی موجود ہے لیکن اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) یہی روایت ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَجْلَسَ أَبِي عَلَى السَّرِيْرِ وَأُتِيَ بِالطَّعَامِ فَطَعِمْنَا، وَأُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا شَيْءٌ كُنْتُ أَسْتَلِذُّهُ وَأَنَا شَابٌّ فَآخُذُهُ الْيَوْمَ إِلَّا اللَّبَنَ، فَإِنِّي آخُذُهُ كَمَا كُنْتُ آخُذُهُ قَبْلَ الْيَوْمِ.[273]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے میرے والد کو چارپائی پر بٹھایا پھر کھانا لایا گیا، ہم نے کھایا اور پھر مشروب لایا گیا پھر (معاویہ رضی اللہ عنہ) نے پیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے جوانی میں بھی دودھ سے زیادہ کوئی چیز لذت والی محسوس نہیں ہوتی تھی آج بھی میں دودھ ہی استعمال کر رہا ہوں جیسا کہ آج سے پہلے بھی میں دودھ استعمال کرتا تھا۔

جواب نمبر 3:

ایسے صحابی جن سے شراب کی حرمت کے بارے میں روایات منقول ہوں، اُن کے بارے میں یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ حرمتِ شراب کا علم رکھتے ہوں، خود اس کی حرمت سے متعلق روایات بھی بیان کرتے ہوں، اور پھر اس کے باوجود شراب نوشی کریں۔

ذیل میں دو روایات پیش کی جاتی ہیں:

---

[273] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج16 ص79 ما ذکر مِن حدِیثِ الأمراءِ والدّخولِ علیھِم رقم الحدیث 31201

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَحِمَهُ اللهُ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ، وَهٰذَا حَدِيْثُ الرَّقِّيِّيْنَ.[274]

ترجمہ: حضرت یعلیٰ بن شداد بن اَوس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کہ ہر نشہ لانے والی چیز ہر مومن پر حرام ہے۔ یہ اہل رقہ کی حدیث ہے۔

فائدہ: "رَقَّہ" ایک شہر کا نام ہے جو بغداد کے قریب ہے۔

2: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ.[275]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عبد رحمہ اللہ؛ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص شراب پیے تو اسے کوڑے مارے جائیں، اگر دوبارہ پیے تو دوبارہ کوڑے مارو، اگر سہ بارہ پیے تو پھر کوڑے مارو، اور اگر چوتھی مرتبہ پیے تو اسے قتل کردو۔

[274] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 3389

[275] مسند احمد: ج13 ص179 رقم الحدیث 16790

اعتراض نمبر 15

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد مقرر کیا

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

دَعا مُعاوِيَةُ أَهْلَ الشَّامِ إِلَى الْبَيْعَةِ بِوِلَايَةِ الْعَهْدِ مِنْ بَعْدِهِ لِابْنِهِ يَزِيْدَ، فَبَايَعُوْهُ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ عَهِدَ بِالْخِلَافَةِ لِابْنِهِ، وَأَوَّلُ مَنْ عَهِدَ بِهَا فِي صِحَّتِه[276]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اہل شام کو اپنے بیٹے یزید کے لیے ولی عہد کی بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے کے ولی عہد بننے کا عہد لیا اور اپنی صحت کے ایام میں ہی (خلافت کا) عہد لیا۔

اعتراض:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کیا جس کی وجہ سے امت کو کئی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

جواب:

اس حوالے سے یہاں دو باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں:

1: ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت

2: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ بنانے کی وجوہات

پہلی بات: ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت:

خلیفہ کا تقرر عموماً دو طریقوں سے ہوتا ہے:

1: خلیفہ کو خود نامزد کر دینا

[276] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص156 معاویہ بن ابی سفیان، بعض الاحداث فی عصرہ

2: اہل حل وعقد کا باہمی مشاورت سے طے کرنا

قاضی ابو یعلیٰ محمد بن الحسین الفراء حنبلی الماوردی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا انْعِقَادُ الْإِمَامَةِ بِعَهْدِ مَنْ قَبْلَهُ فَهُوَ مِمَّا انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى جَوَازِهٖ وَوَقَعَ الْاِتِّفَاقُ عَلٰى صِحَّتِهٖ لِأَمْرَيْنِ عَمِلَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهِمَا وَلَمْ يَتَنَاكَرُوْهُمَا.

أَحَدُهُمَا: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَهِدَ بِهَا إِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَثْبَتَ الْمُسْلِمُوْنَ إِمَامَتَهٗ بِعَهْدِهٖ وَلَمْ يُنْكِرُوْهَا.

وَالثَّانِيْ: اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَهِدَ بِهَا إِلٰى أَهْلِ الشُّوْرٰى، فَقَبِلَتِ الْجَمَاعَةُ دَخُوْلَهُمْ فِيْهَا وَيَجُوْزُ اَنْ يَعْهَدَ اِلٰى مَنْ يَنْتَسِبُ اِلَيْهِ بِأُبُوَّةٍ اَوْ بُنُوَّةٍ اِذَا كَانَ الْمَعْهُوْدُ لَهٗ عَلٰى صِفَاتِ الْاَئِمَّةِ، لِاَنَّ الْاِمَامَةَ لَا تَنْعَقِدُ لِلْمَعْهُوْدِ اِلَيْهِ بِنَفْسِ الْعَهْدِ وَ اِنَّمَا تَنْعَقِدُ بِعَهْدِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ التُّهْمَةُ تَنْتَفِيْ عِنْدَهٗ. [277]

ترجمہ: خلیفہ کی خلافت اس طرح بھی قائم ہو سکتی ہے کہ پچھلا خلیفہ اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو مقرر کر دے، اس طریقہ کے جائز ہونے پر اجماع قائم ہو چکا ہے اور اس کی صحت پر بھی اتفاق پایا جاتا ہے۔ یہ دو ایسے طریقے ہیں جن پر مسلمانوں کا عمل بھی رہا ہے اور انہوں نے ان کا انکار بھی نہیں کیا:

پہلا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فرمان کی بنا پر تمام مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت کو تسلیم کر لیا اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

دوسرا یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو اہلِ شوریٰ کے سپرد کر دیا اور اہلِ شوریٰ نے اسے قبول کیا۔ نیز خلیفہ کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو ولی عہد بنائے جو اس کے ساتھ باپ یا بیٹے کا رشتہ رکھتا ہو بشرطیکہ وہ خلافت کی شرائط کا حامل ہو اس لیے کہ خلافت محض ولی عہد بنانے سے منعقد نہیں ہوتی بلکہ مسلمانوں کے

[277] الاحکام السلطانیۃ: ص28 فصول فی الامامۃ

اسے قبول کرنے سے منعقد ہوتی ہے اور اس صورت میں کسی قسم الزام باقی نہیں رہتا۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں خلافت قائم ہونے کے دو طریقے ہیں: ایک یہ کہ اہلِ شوریٰ مشورے سے خلیفہ منتخب کریں اور دوسرا یہ کہ موجودہ خلیفہ اپنے بعد آنے والے کو نامزد کر دے۔ خلافتِ راشدہ میں دونوں کی مثالیں موجود ہیں؛ جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب مشورے سے ہوا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو انہوں نے خود نامزد فرمایا۔ اس لیے جب یہ دونوں طریقے شرعاً اور عملاً ثابت ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو ولی عہد مقرر کرنے پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔

دوسری بات: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ بنانے کی وجوہات

ذیل میں ان وجوہات کو پیش کیا جاتا ہے جن کی بنا پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ نامزد فرمایا۔

[1]: حضرت معاویہ کا یزید کو خلافت کا اہل سمجھنا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دیانت دارانہ رائے تھی کہ یزید امورِ مملکت میں بہتر ہے۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) مزید لکھتے ہیں:

وَرُوِيْنَا عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا فِي خُطْبَتِهِ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ وَلَّيْتُهُ لِأَنَّهُ فِيْمَا أَرَاهُ أَهْلٌ لِذٰلِكَ فَأَتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّيْتُهُ، وَإِنْ كُنْتُ وَلَّيْتُهُ لِأَنِّيْ أُحِبُّهُ فَلَا تُتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّيْتُهُ.[278]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن خطبہ میں دعا کی: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے (یزید کو) اس لئے ولی عہد بنایا ہے کہ وہ میری رائے میں اس کا اہل ہے تو اس ولایت کو اس کے لئے پورا فرما دے، اور اگر میں نے اس لئے اسے ولی عہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے تو اس ولایت کو پورا نہ فرما۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جمعہ کے خطبہ میں منبر پر کھڑے ہو کر یزید کے متعلق اس طرح دعا کرنا اس

[278] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص473 ثم دخلت سنۃ ست وخمسین

بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یزید کو نامزد کرنا دیانت دارانہ رائے کی بناء پر تھا، محض قرابت کی بنا پر نہ تھا۔

[2]: امت کو خانہ جنگی اور انتشار سے بچانا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بخوبی سمجھتے تھے کہ اس وقت حکومت کا دار و مدار بنو امیہ اور اہل شام کی طاقت پر ہے۔ اگر خاندان بنو امیہ اور اہل شام سے باہر کسی افضل شخص کو ولی عہد بنا دیا تو یہ امت کے لیے خانہ جنگی کا باعث بنے گا۔

ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد بن محمد بن خلدون ولی الدین التیونسی الحضرمی المالکی المعروف ابن خلدون رحمہ اللہ (ت 808ھ) لکھتے ہیں:

وَالَّذِیْ دَعَا مُعَاوِیَةَ لِاِیْثَارِ ابْنِهٖ یَزِیْدَ بِالْعَهْدِ دَوْنَ مَنْ سِوَاهُ اِنَّمَا هُوَ مُرَاعَاةُ الْمَصْلَحَةِ فِي اجْتِمَاعِ النَّاسِ وَاتِّفَاقِ اَهْوَائِهِمْ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلَیْهِ حِیْنَئِذٍ مِنْ بَنِيْ اُمَیَّةَ إِذْ بَنُوْ اُمَیَّةَ یَوْمَئِذٍ لَا یَرْضَوْنَ سِوَاهُمْ وَهُمْ عِصَابَةُ قُرَیْشٍ وَاَهْلُ الْمِلَّةِ اَجْمَعُ وَاَهْلُ الْغَلْبِ مِنْهُمْ فَاٰثَرَهٗ بِذٰلِكَ دَوْنَ غَیْرِهٖ مِمَّنْ یُّظَنُّ اَنَّهٗ اَوْلٰی بِهَا.[279]

ترجمہ: جس چیز نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوسروں کے بجائے یزید کو ولی عہد بنانے پر آمادہ کیا وہ امت کے اتحاد اور اتفاق کی مصلحت تھی۔ بنو امیہ کے اربابِ حل و عقد اسی پر متفق ہو سکتے تھے، اس وقت وہ اپنے علاوہ کسی اور کے خلیفہ بننے پر راضی نہ ہوتے۔ وہ قریش کا سب سے مضبوط گروہ تھے اور اہلِ ملت کی اکثریت انہیں سے تعلق رکھتی تھی۔ اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ان لوگوں پر ترجیح دی جن کے بارے میں گمان کیا جاتا تھا کہ وہ خلافت کے اہل ہیں۔

[3]: یزید کے فسق کا آپ کے سامنے ظاہر نہ ہونا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یزید کا فسق اور فجور اس حد تک ظاہر نہیں ہوا تھا جتنا کہ بعد

[279] مقدمہ ابن خلدون: ج1 ص391 الفصل الثلاثون: فی ولایۃ العہد

کے واقعات نے ثابت کر دیا۔ جن روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید؛ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان حرکتوں کا عادی تھا وہ ضعیف اور درایۃً مشکوک ہیں۔ اگر وہ روایات درست مان بھی لی جائیں تو پھر بھی یزید ولی عہد بننے تک ایسا کھلم کھلا بدکردار نہ تھا کہ اسے ولی عہد بنانے کی سرے سے گنجائش ہی نہ ہوتی۔ خصوصاً جس وقت یزید کو ولی عہد بنایا جارہا تھا اس وقت یزید کی شہرت اس حیثیت سے نہیں تھی جس حیثیت سے بعد میں ہوئی۔ ظاہر ہے اس وقت تو وہ خلیفہ وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ تھا۔ اس کے ظاہری حالات، نماز وروزہ کی پابندی اور اس کی انتظامی صلاحیتوں کی بناء پر یہ رائے قائم کرنے کی پوری گنجائش تھی کہ وہ خلافت کا اہل ہے۔ اسی وجہ سے دیگر جلیل القدر صحابہ اور تابعین بھی یہی رائے رکھتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے تھی۔

امام ابو الحسن احمد بن یحیٰ بن جابر بن داوٗد بَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَامِرُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْجُمَحِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: إِنَّا لَبِمَكَّةَ، إِذْ مَرَّ بِنَا بَرِيْدٌ يَنْعٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عنهُ، فَنَهَضْنَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهُمَا، وَهُوَ بِمَكَّةَ وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ وَقَدْ وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ وَلَمْ يُؤْتَ بِالطَّعَامِ فَقُلْنَا لَهُ: يَا اَبَا الْعَبَّاسِ! جَاءَ الْبَرِيْدُ بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عنهُ، فَوَجَمَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَوْسِعْ لِمُعَاوِيَةَ، أَمَّا وَاللهِ مَا كَانَ مِثْلَ مَنْ قَبْلَهُ وَلَا يَأْتِيْ بَعْدَهُ مِثْلُهُ، وَإِنَّ ابْنَهُ يَزِيْدَ لَمِنْ صَالِحِيْ أَهْلِهِ فَالْزِمُوْا مَجَالِسَكُمْ وَأَعْطُوْا طَاعَتَكُمْ وَبَيْعَتَكُمْ.[280]

ترجمہ: حضرت عامر بن مسعود جمحی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب ایک قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر لے کر آیا تو اس وقت ہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ ہم اُٹھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے۔ وہ بھی مکہ میں تھے۔ ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور دستر خوان لگ چکا تھا مگر ابھی تک کھانا نہیں آیا تھا۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابو عباس! قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر لے کر آیا ہے۔ اس پر وہ کافی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے کہا: یا اللہ! حضرت معاویہ کے لئے اپنی رحمت کو وسیع فرمادے، خدا کی قسم! وہ ان

[280] اَنساب الاَشراف للبلاذُری: ج5 ص289 امر یزید بن معاویۃ

خلفاء کی طرح نہ تھے جو ان سے پہلے تھے اور نہ ہی ان کے بعد ان جیسا کوئی آئے گا۔ بلاشبہ ان کا بیٹا یزید ان کے نیک اہل خانہ میں سے ہے۔ لہٰذا تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اپنی اطاعت اور بیعت اسے دے دو۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) حضرت محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا رَجَعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ مَشٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ وَأَصْحَابُهٗ إِلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ رَحِمَهُ اللهُ فَأَرَادُوْهُ عَلٰى خَلْعِ يَزِيْدَ، فَأَبٰى عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ ابْنُ مُطِيْعٍ: إِنَّ يَزِيْدَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَتْرُكُ الصَّلَاةَ وَيَتَعَدّٰى حُكْمَ الْكِتَابِ، فَقَالَ لَهُمْ : مَا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا تَذْكُرُوْنَ، وَقَدْ حَضَرْتُهٗ وَأَقَمْتُ عِنْدَهٗ، فَرَأَيْتُهٗ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلَاةِ، مُتَحَرِّيًا لِلْخَيْرِ ، يَسْأَلُ عَنِ الْفِقْهِ، مُلَازِمًا لِلسُّنَّةِ، قَالُوْا: فَإِنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ تَصَنُّعًا لَكَ، فَقَالَ: وَمَا الَّذِيْ خَافَ مِنِّيْ أَوْ رَجَا حَتّٰى يُظْهِرَ إِلَيَّ الْخُشُوْعَ؟ أَفَأَطْلَعَكُمْ عَلٰى مَا تَذْكُرُوْنَ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ؟ فَلَئِنْ كَانَ أَطْلَعَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِنَّكُمْ لَشُرَكَاؤُهٗ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَطْلَعَكُمْ فَمَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَشْهَدُوْا بِمَا لَمْ تَعْلَمُوْا، قَالُوْا: إِنَّهٗ عِنْدَنَا لَحَقٌّ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَأَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُمْ : أَبَى اللهُ ذٰلِكَ عَلٰى أَهْلِ الشَّهَادَةِ، فَقَالَ: ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾.[281]

ترجمہ: جب اہل مدینہ یزید سے مل کر واپس آئے تو عبد اللہ بن مطیع اور ان کے ساتھی حضرت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی چاہت یہ تھی کہ حضرت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بھی یزید کی بیعت کو ختم کر دیں۔ آپ رحمہ اللہ نے ان کی بات نہ مانی۔ تو عبد اللہ بن مطیع نے عرض کیا: یزید شراب پیتا ہے، نمازیں چھوڑ دیتا ہے اور کتاب اللہ کے فیصلے سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو آپ رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا: جو باتیں تم بیان کر رہے ہو میں نے یہ باتیں اس میں نہیں دیکھیں، میں تو خود اس کے پاس گیا تھا اور اس کے پاس قیام بھی کیا، میں نے اسے نماز کا پابند اور نیکی پر کاربند پایا، وہ فقہ کے مسائل پوچھتا رہتا تھا اور سنت کا پابند تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یزید نے آپ کے سامنے یہ کام تصنع سے کیے ہیں۔ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: یزید کو مجھ سے کیا خوف یا امید ہو سکتی ہے کہ وہ میرے

[281] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص632، 631 ترجمۃ یزید بن معاویۃ

سامنے عجز وانکساری ظاہر کر رہا تھا۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ جس شراب کا تم ذکر کر رہے ہو کیا یزید نے تم لوگوں کو اس کی اطلاع دی ہے؟ اگر اس نے اطلاع دی ہے تو تم بھی اس کے ساتھ اس گناہ میں شریک ہو اور اگر اس نے تمہیں اس بات کی اطلاع نہیں دی تو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم بغیر علم کے اس بات کی گواہی دو۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہم نے اسے نہیں دیکھا لیکن ہم اس بات کو بالکل سچ سمجھتے ہیں۔ اس پر حضرت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ گواہوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بالکل تسلیم نہیں کیا کہ وہ بغیر علم کے گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ وہ لوگ علم کے ساتھ درست گواہی دیں۔

فائدہ: حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کا تعارف

حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس تھیں جو "حنفیہ" کے نام سے معروف تھیں۔ یہ فرق کرنے کے لیے کہ آپ رحمہ اللہ؛ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری زوجہ کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں اس لیے آپ کو والدہ کی نسبت سے "محمد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ" کہا جاتا ہے۔

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

جس وقت کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا تو وہ علانیہ فاسق نہ تھا۔ اگر اس نے کچھ کیا ہوگا تو درپردہ کیا ہوگا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ تھی۔[282]

فائدہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اور رائے یہ تھی کہ خلافت کی اہلیت کی بنیاد قوتِ تدبیر، معاملات فہمی اور انتظامی امور میں مہارت رکھنا ہے اگرچہ مدمقابل تقویٰ وعبادت میں افضل ہی کیوں نہ ہو۔

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ رَأْيُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْخِلَافَةِ تَقْدِيمُ الْفَاضِلِ فِي الْقُوَّةِ وَالرَّأْيِ وَالْمَعْرِفَةِ عَلَى

---

[282] مکتوبات قاسم العلوم: ص173

الْفَاضِلِ فِي السَّبَقِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالدِّيْنِ وَالْعِبَادَةِ فَلِهٰذَا أَطْلَقَ أَنَّهٗ أَحَقُّ.[283]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے معاملہ میں رائے یہ تھی کہ قوت، تدبیر اور (انتظامی) معاملہ فہمی میں ماہر شخص کو اس شخص پر ترجیح حاصل ہے جو قبولِ اسلام میں سبقت، دین دار اور عبادت گزاری میں فضیلت رکھتا ہو۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے (یزید کو) خلافت کا زیادہ حق دار قرار دیا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق یہ تھا کہ جس کسی کو مملکت کے انتظام کا سلیقہ دوسروں سے زیادہ ہو اگر اس سے افضل موجود ہوں تو دوسروں سے اس کا خلیفہ بنانا افضل ہے۔[284]

یزید کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف:

یزید کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین بن عبد الکریم بزدوی رحمہ اللہ (ت 483ھ) لکھتے ہیں:

وَ أَمَّا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ كَانَ ظَالِمًا وَلٰكِنْ هَلْ كَانَ كَافِرًا تَكَلَّمَ النَّاسُ فِيْهِ بَعْضُهُم كَفَّرُوْا لِمَا حُكِيَ عَنْهُ مِنْ اَسْبَابِ الْكُفْرِ وَبَعْضُهُم لَمْ يُكَفِّرُوْهُ وَقَالُوْا: لَمْ يَصِحَّ مِنْهُ تِلْكَ الْأَسْبَابُ وَلَا حَاجَةَ بِأَحَدٍ إِلٰى مَعْرِفَةِ حَالِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَغْنَانَا عَنْ ذٰلِكَ.[285]

ترجمہ: یزید بن معاویہ ظالم تھا لیکن وہ کافر بھی تھا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے۔ بعض اس کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں منقول ہیں جو کفر کا سبب ہیں اور بعض اس کی تکفیر نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں درست نہیں ہیں۔ کسی کو اس کے احوال معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔

---

[283] فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر: ج7 ص505 باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب

[284] مکتوبات قاسم العلوم: ص175

[285] اصول الدین لابی الیسر البزدوی: ص198 القول فی إمامة معاوية بعد وفاة علی والقول فی یزید بن معاوية

[2]: علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا تَرْكُ مَحَبَّتِهٖ فَلِأَنَّ الْمَحَبَّةَ الْخَاصَّةَ اِنَّمَا تَكُوْنُ لِلنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَلَيْسَ وَاحِدًا مِنْهُمْ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّهٗ"، وَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ لَا يَخْتَارُ أَنْ يَكُوْنَ مَعَ يَزِيْدَ وَلَا مَعَ أَمْثَالِهٖ مِنَ الْمُلُوْكِ الَّذِيْنَ لَيْسُوْا بِعَادِلِيْن.[286]

ترجمہ: یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت تو خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء وصالحین رحمہم اللہ سے کی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی میں بھی نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہو گا جن سے اسے محبت ہو گی اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔ (بلکہ فاسق تھے)

[3]: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ .... كَانَ نَاصِبِيًّا فَظًّا غَلِيْظًا جَلْفًا يَتَنَاوَلُ الْمُسْكِرَ وَيَفْعَلُ الْمُنْكَرَ افْتَتَحَ دَوْلَتَهٗ بِمَقْتَلِ الشَّهِيْدِ الْحُسَيْنِ وَاخْتَتَمَهَا بِوَاقِعَةِ الْحَرَّةِ فَمَقَتَهُ النَّاسُ وَلَمْ يُبَارَكْ فِيْ عُمُرِهٖ وَخَرَجَ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ بَعْدَ الْحُسَيْنِ.[287]

ترجمہ: یزید بن معاویہ ناصبی، متشدد، سخت اور بد اخلاق قسم کا آدمی تھا، وہ شراب نوشی اور غلط کام کرتا تھا۔ اس نے حکومت کی ابتداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے کی اور اپنی حکومت کا اختتام "واقعہ حرہ" پر کیا، اس لیے لوگ اس پر شدید ناراض تھے اور اس کی عمر میں برکت والی کوئی بات نہیں تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بہت سارے لوگوں نے اس کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کیا۔ (یعنی خروج کیا)

فائدہ نمبر 1: علامہ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ نے اس عبارت میں یزید کو "ناصبی" کہا ہے۔ اس لیے ذیل

[286] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج4 ص251 کتاب مفصل الاعتقاد

[287] سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص316، 318 تحت ترجمہ یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان

میں ناصبی کی تعریف پیش کی جاتی ہے:

1: علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

اَلنَّوَاصِبُ: الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ.[288]

ترجمہ: ناصبی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اہلِ بیت کو اپنے قول یا عمل کے ذریعے ایذاء دیتے ہیں۔

2: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَالنَّصْبُ: بُغْضُ عَلِيٍّ وَتَقْدِيْمُ غَيْرِهِ عَلَيْهِ.[289]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا اور دوسروں کو آپ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دینا ناصبیت ہے۔

3: علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی رحمہ اللہ (ت 817ھ) لکھتے ہیں:

وَالنَّوَاصِبُ وَالنَّاصِبِيَّةُ وَأَهْلُ النَّصْبِ: اَلْمُتَدَيِّنُوْنَ بِبَغْضَةِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُمْ نَصَبُوْا لَهٗ أَيْ: عَادَوْهُ.[290]

ترجمہ: نواصب، ناصبیت اور اہلِ نصب ان لوگوں کو کہتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کو دین وایمان سمجھتے ہیں۔ انہیں "نواصب" اس لیے کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی پال رکھی ہے۔

فائدہ نمبر2: یزید بن معاویہ کے دور کے سیاہ ترین واقعات میں سے ایک واقعہ "واقعہ حرّہ" ہے، جو 63ھ میں پیش آیا، یزید نے تقریباً دس ہزار اور ایک قول کے مطابق بارہ ہزار شامی افواج کو بھیجا کہ وہ اہل مدینہ کو تین دن تک بیعتِ یزید کی دعوت دیں، اگر وہ بیعت نہ کریں تو تین دن تک اہلیانِ مدینہ کو لوٹنا، قتل و قتال کرنا۔ چنانچہ شامی افواج نے ایسا ہی کیا، مدینہ طیبہ میں قتل عام کیا گیا۔ یزید کی بھیجی ہوئی افواج نے تقریباً سات سو سے زائد افراد صحابہ، تابعین اور حفاظ کرام کو شہید کیا، یہاں تک کہ تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و نماز بھی نہ ہو سکی۔

---

[288] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج3 ص93 کِتَابُ مُجْمَلِ اعْتِقَادِ السَّلَفِ

[289] ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری لابن حجر: ص646

[290] القاموس المحیط للفیروزآبادی: ص177 فصل النون

فائدہ نمبر 3: مدینہ کے جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں جھلسے ہوئے ٹیلوں کے سلسلے ہیں، کسی زمانہ میں آتش فشاں کی وجہ سے یہ علاقہ جھلس گیا تھا جنہیں "حرہ" کہا جاتا ہے، اس جگہ کی مناسبت سے اس واقعہ کو "واقعہ حرہ" کہا جاتا ہے۔

[4]: علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی مکی رحمہ اللہ (ت 974ھ) لکھتے ہیں:

وَعَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّهُ مُسْلِمٌ فَهُوَ فَاسِقٌ شَرِيْرٌ سَكِيْرٌ جَائِرٌ.[291]

ترجمہ: اس قول (وہ مسلمان ہے) کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، نشہ کا عادی تھا، ظالم تھا۔

[5]: بحر العلوم علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین لکھنوی رحمہ اللہ (ت 1235ھ) فرماتے ہیں:

(وَيَزِيْدُ) ابْنُهُ مَعَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَخْبَثِ الْفُسَّاقِ، وَكَانَ بَعِيْدًا بِمَرَاحِلٍ مِنَ الْإِمَامَةِ، بَلِ الشَّكُّ فِيْ إِيْمَانِهِ خَذَلَهُ اللهُ تَعَالٰى وَالصَّنِيْعَاتُ الَّتِيْ صَنَعَهَا مَعْرُوْفَةٌ مِنْ أَنْوَاعِ الْخَبَائِثِ.[292]

ترجمہ: اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا بیٹا یزید اگرچہ فاسقوں میں بڑا خبیث تھا اور منصب خلافت سے کوسوں دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے اور جو مختلف قسم کے خبیث کام اس نے کیے ہیں وہ سب مشہور و معروف ہیں۔

[6]: حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی رحمہ اللہ (ت 1246ھ) لکھتے ہیں:

رفیقِ مَن از جنودِ حسین بن علی است و رفیقِ مخالفِ مَن از زمرہ یزید شقی.[293]

ترجمہ: میرا دوست حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے لشکر میں داخل ہے اور میرے مخالف کا دوست یزید بدبخت کی جماعت میں داخل ہے۔

[7]: قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

---

[291] الصواعق المحرقۃ للہیثمی: ص 331 الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت

[292] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم: ج 2 ص 273 الاصل الثالث؛ الاجماع

[293] مکتوبات سید احمد: ص 149

ان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے انتقال کے بعد یزید نے پَر پُرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہشِ نفس اور ہاتھ کو جامِ شراب پر لے گیا۔ فسق کھلم کھلا کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی۔[294]

[8]: ابو الحسنات محمد عبد الحیی بن محمد عبد الحلیم انصاری لکھنوی رحمہ اللہ (ت 1304ھ) لکھتے ہیں:

مسلک اسلم آنست کہ آن شقی را بمغفرت وترحم ہرگز یاد نباید کرد وبہ لعن او کہ در عرف مختص بکفار گشتہ زبان خود را آلودہ نباید کرد.[295]

ترجمہ: یزید کے متعلق محتاط ترین موقف یہ ہے کہ اس بدبخت کے لیے دعائے مغفرت اور رحمت نہ کی جائے اور نہ ہی اس پر لعنت سے اپنی زبان کو گندا کیا جائے کیونکہ عرفِ عام میں لعنت؛ کفار کے لیے خاص ہے۔

[9]: قطب الاقطاب فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (ت 1323ھ) فرماتے ہیں:

کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا، کفر کا حال دریافت نہیں، کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔[296]

[10]: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔[297]

فائدہ:

یزید کا فسق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے سامنے ظاہر نہیں ہوا تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا تھا۔ اس لیے یزید کے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بری ہیں۔ یزید کے فسق کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

---

[294] مکتوبات قاسم العلوم:175

[295] مجموعۃ الفتاویٰ ج1 ص96

[296] فتاویٰ رشیدیہ: ص172

[297] امداد الفتاویٰ: ج4 ص465

اعتراض نمبر 16

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرائطِ صلح کی پاسداری نہیں کی

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

فَلَمَّا الْتَقٰى مُعَاوِيَةُ وَالْحَسَنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، سَأَلَهُ الْحَسَنُ أَنْ يُعْطِيَهُ الشُّرُوطَ الَّتِيْ شَرَطَ فِي السِّجِلِّ الَّذِيْ خَتَمَ مُعَاوِيَةُ فِيْ أَسْفَلِهِ، فَأَبٰى مُعَاوِيَةُ أَنْ يُعْطِيَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَكَ مَا كُنْتُ كَتَبْتُ إِلَيَّ أَوَّلًا، تَسْأَلُنِيْ أَنْ أُعْطِيَكَ، فَإِنِّيْ قَدْ أَعْطَيْتُكَ حِيْنَ جَاءَنِي كِتَابُكَ.

قَالَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَأَنَا قَدِ اشْتَرَطْتُ حِيْنَ جَاءَنِي كِتَابُكَ، وَأَعْطَيْتَنِي الْعَهْدَ عَلَى الْوَفَاءِ بِمَا فِيْهِ.

فَاخْتَلَفَا فِيْ ذٰلِكَ، فَلَمْ يُنَفَّذْ لِلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الشُّرُوطِ شَيْءٌ.[298]

ترجمہ: جب حضرت معاویہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے مطالبہ کیا کہ آپ وہ تمام شرائط پوری کریں جو اس دستاویز میں لکھی گئی تھیں جس پر آپ نے اپنی مہر بھی لگائی تھی، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کو پورا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تمہیں وہی ملے گا جو میں نے پہلے لکھا تھا، اب تم مجھ سے یہ سب مانگتے ہو حالانکہ وہ تو میں اس وقت دے چکا ہوں جب تمہارا خط میرے پاس آیا تھا، اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میرے پاس آپ کا خط آیا تھا تو میں نے بھی اس وقت کچھ شرائط رکھی تھیں اور آپ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ جو کچھ ان شرائط میں لکھا ہے اس کے مطابق ہو گا۔

چنانچہ دونوں حضرات کا اس بات پر اختلاف ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط میں سے کوئی شرط بھی پوری نہ کی گئی۔

---

[298] تاریخ الطبری: ج3 ص167 سنۃ احدیٰ واربعین

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے جن شرائط پر صلح کی تھی ان شرائط کی پاسداری نہیں کی۔

جواب:

کتبِ احایث وتواریخ سے دو طرح کی شرائطِ صلح کا ذکر ملتا ہے۔

1: وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت صحیح، معتبر و مستند روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے۔

2: وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت غیر مستند و غیر معتبر روایاتِ تاریخ سے ملتا ہے۔

ذیل میں دونوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

1: شرائطِ صلح روایاتِ صحیحہ سے

وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت صحیح، معتبر و مستند روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں پورا بھی کیا ہے۔ وہ درج ذیل چار شرائط تھیں۔

شرط نمبر 1:

ہم پر دل کھول کر خرچ کیا جائے تاکہ مخالفین صلح خاموش رہیں اور اُمت مسلمہ کے حالات پُر اَمن رہیں۔ (اس شرط کی وجہ یہ تھی کہ جود و سخا، فیاضی و کرم نوازی اہل بیت کی فطرت میں داخل ہے، تاکہ اس کے ذریعے وہ لوگوں پر پہلے کی طرح خرچ کر سکیں)۔

شرط نمبر 2:

کوفہ کے بیت المال میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پچاس لاکھ درہم عطا کیے جائیں گے۔

شرط نمبر 3:

دار أَبْجِرْد (جگہ کا نام ہے) کا خراج حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے مختص ہو گا۔

شرط نمبر 4:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اُن کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کی جائے گی۔

وہ روایت پیش کی جاتی ہے جن میں شرائطِ صلح کا ذکر ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُوْلُ: اسْتَقْبَلَ وَاللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرٰى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتّٰى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ، أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ مَنْ لِيْ بِأُمُوْرِ النَّاسِ بِنِسَائِهِمْ، مَنْ لِيْ بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُوْلَا لَهُ، وَاطْلُبَا إِلَيْهِ، فَأَتَيَاهُ، فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِيْ دِمَائِهَا، قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ، قَالَ: فَمَنْ لِي بِهٰذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى، وَيَقُوْلُ: إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [299]

ترجمہ: امام ابو موسیٰ (اسرائیل بن موسیٰ البصری) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن (البصری) رحمہ اللہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف) پہاڑوں جیسے بڑے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص) نے کہا:

---

[299] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مد مقابل کو ختم کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمرو! اگر اس (میری) فوج نے اس (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوج کو اور اُن لوگوں کو اِن لوگوں کو قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی دیکھ بھال کرنے والا کون رہے گا؟ عوام الناس اور خواتین کا خیال کون رکھے گا؟ لوگوں کی جائیدادوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو شخص؛ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کُرَیز رضی اللہ عنہما بھیجے۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے صلح کی پیش کش کرو۔ اسی مفاہمت والے معاملے پر ان سے گفتگو کرو اور فیصلہ انہی کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ تشریف لے گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور باہمی مفاہمت کا فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اولاد عبد المطلب ہیں ہمیں (اپنے والد کی خلافت اور اپنے زمانہ) خلافت میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ امت اپنے ہی خون میں لت پت ہو چکی ہے (فساد اور خون خرابے کو ختم کرنے کے لیے صلح ضروری ہے اور صلح کو بر قرار رکھنے کے لیے لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہے تا کہ صلح کے مخالف لوگوں کا منہ بند رہے اور صلح کے موافق لوگوں کو اس کے ثمرات نظر آئیں) وہ حضرات کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والے عظیم مقصد کے لیے) رقم دینے کے لیے تیار ہیں اور آپ سے صلح کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (مزید اطمینان قلبی کے لیے) فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ دونوں قاصدوں نے عرض کی کہ یہ ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے بارے میں ضمانت مانگی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم ضامن ہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح

کرائے گا۔

فائدہ: اس روایت میں صلح کی ایک شرط کا ذکر ہے۔ بقیہ تین شرائط حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نے ذکر کی ہیں:

وَلَمَّا رَأَى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَفَرُّقَ جَيْشِهِ عَلَيْهِ مَقَتَهُمْ وَكَتَبَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَكَانَ قَدْ رَكِبَ فِي أَهْلِ الشَّامِ فَنَزَلَ مَسْكِنَ يُرَاوِضُهُ عَلَى الصُّلْحِ بَيْنَهُمَا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ فَقَدِمَا عَلَيْهِ الْكُوفَةَ فَبَذَلَا لَهُ مَا أَرَادَ مِنَ الْأَمْوَالِ فَاشْتَرَطَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْكُوفَةِ خَمْسَةَ آلَافِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، وَأَنْ يَكُوْنَ خِرَاجَ دَارِ أَبْجِرْدَ لَهُ، وَأَنْ لَا يُسَبَّ عَلِيٌّ وَهُوَ يَسْمَعُ، فَإِذَا فُعِلَ ذٰلِكَ نَزَلَ عَنِ الْإِمْرَةِ لِمُعَاوِيَةَ وَيَحْقِنُ الدِّمَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَاصْطَلَحُوْا عَلٰى ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَتِ الْكَلِمَةُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [300]

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے لشکر میں افتراق وانتشار دیکھا تو آپ ان پر سخت ناراض ہوئے اور آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ایک خط لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کے ساتھ سوار ہو کر مقام "مسکن" پر ٹھہرے ہوئے تھے اور جانبین کے درمیان صلح کی کوشش فرمارہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں بھیجا، جس قدر مال حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا ان دونوں نے وہ انہیں دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی مقرر کی کہ کوفہ کے بیت المال سے آپ کو پچاس لاکھ درہم حاصل ہوں گے اور دار اَبْجِرْد کا خراج بھی آپ رضی اللہ عنہ کے لیے ہو گا اور ان کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی ہتک آمیز کلام نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ ایسا کرلیں گے (یعنی ان شرائط کو قبول کرلیں گے) تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں امارت سے دستبردار ہو جائیں گے اور یوں مسلمان آپس کی خونریزی سے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ یوں ان

---

[300] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص403 خلافۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

دونوں حضرات کے درمیان مصالحت ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلافت کے لیے نامزد ہو گئے۔

الحاصل حدیث و تاریخ کی صحیح روایات سے یہی شرائطِ صلح ثابت ہوتی ہیں۔

شرائطِ صلح کی پاسداری:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام شرائط کو پورا کیا۔

1: حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

فَوَافَقَاهُ عَلٰي مَا شُرِطَ مِنْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ وَالْتَزَمَا لَهٗ. [301]

ترجمہ: اُن دونوں حضرات نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تمام شرائط کی موافقت کی اور اُن کے لئے ان شرائط کو پورا کیا۔

فائدہ: دونوں حضرات سے مراد حضرت عبد اللہ بن عامر اور حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہما ہیں جنہیں صلح کے لیے بھیجا گیا تھا۔

2: علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی مکی رحمہ اللہ (ت974ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ شُرُوْطًا كَثِيْرَةً فَالْتَزَمَهَا وَوَفٰى لَهٗ بِهَا. [302]

ترجمہ: انہوں نے صلح کی کئی شرائط لگائیں، پھر ان شرائط کی پابندی کرتے ہوئے انہیں پورا بھی کیا۔

3: ابو حنیفہ احمد بن داوٗد دِینَوَری (ت282ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا قَطَعَ عَنْهُمَا شَيْئًا مِمَّا كَانَ شَرَطَ لَهُمَا. [303]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے جو عہد کئے تھے اُن میں سے کسی کی

---

[301] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص81 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

[302] الصواعق المحرقۃ للہیثمی: ص327 الفصل الثالث في الأحاديث الواردة في بعض أهل البيت

[303] الأخبار الطّوال للدِّيْنَوَري: ص332 کتاب معاویۃ الی الحسین رضی اللہ عنہ

خلاف ورزی نہیں کی۔

2: شرائطِ صلح روایاتِ غیر معتبرہ سے

بعض لوگوں نے ان شرائط کے ساتھ دیگر شرائط بھی نقل کی ہیں، لیکن اسنادی حیثیت سے ان میں کمزوری ہے۔ جب یہ روایات صحیح سند سے ثابت ہی نہیں ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان شرائط کی پاسداری کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ذیل میں چند ایک شرائط ذکر کی جاتی ہیں۔

شرط نمبر 1:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طرز کے مطابق حکومت چلائیں گے۔

معترضین کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طرز کے مطابق حکومت نہیں چلائی۔

جواب:

اھل السنۃ والجماعۃ کی کتب میں خلفاء راشدین کا لفظ نہیں ہے، صرف کتاب اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ ہیں۔

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: سَلَّمَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْاَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلٰى اِقَامَةِ كِتَابِ اللّٰهُ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ وَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْكُوفَةَ .[304]

ترجمہ: حضرت ابن بطال رحمہ اللہ (شارح بخاری) کہتے ہیں: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امرِ خلافت سپرد کیا اور اس بات پر بیعت کی کہ وہ نظامِ حکومت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چلائیں گے۔ (صلح کے بعد) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے۔

البتہ شیعہ عالم ابو الحسن علی بن عیسیٰ الاربلی (ت 693ھ) نے اس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی

[304] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 13 ص 80 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

شرط کا ذکر کیا ہے۔

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ صَالَحَهُ عَلٰى اَنْ يُسَلِّمَ اِلَيْهِ وِلَايَةَ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى اَنْ يَعْمَلَ فِيْهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ وَسِيْرَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الصَّالِحِيْنَ.[305]

ترجمہ: یہ وہ شرائط ہیں جن کی بنیاد پر حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے صلح کی ہے، وہ شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کے معاملہ کی ولایت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر دیتے ہیں کہ وہ لوگوں کے معاملات میں کتاب اللہ، سنت رسول اور خلفائے راشدین صالحین کی سیرت پر عمل کریں گے۔

فائدہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت "خلافتِ راشدہ" تو نہیں لیکن "خلافتِ عادلہ" تھی جس کا ذکر خلافت راشدہ والے اعتراض کے تحت آئے گا۔

شرط نمبر2:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ خلیفہ کا انتخاب شوریٰ پر چھوڑیں گے۔

جواب:

اس شرط کا ذکر اھل السنۃ والجماعۃ کی کتابوں میں تو نہیں ملتا البتہ یہ ملتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے گی، اگر اس شرط کو درست مان بھی لیا جائے تو اس شرط پر عمل کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہو گئی تھی۔

[305] کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ للاربلی: ج1 ص533

اعتراض نمبر 17

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت؛ خلافتِ راشدہ کے دور جیسا نہیں تھا

امام سلیمان بن داؤد الطیالسی رحمہ اللہ (ت 204ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنِي سَفِيْنَةُ، قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الْخِلَافَةُ فِيْ أُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكٌ، ثُمَّ قَالَ سَفِيْنَةُ: امْسِكْ خِلَافَةُ أَبِيْ بَكْرٍ وَخِلَافَةُ عُمَرَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ وَخِلَافَةُ عُثْمَانَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ خِلَافَةُ عَلِيٍّ تَكْمِلَةُ الثَّلَاثِيْنَ، قُلْتُ: فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوْكِ.[306]

ترجمہ: سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا کہ میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شمار کرو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور کچھ ماہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت (کی مدت) تیس سال مکمل کرتی ہے۔

میں (راوی) نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار کس میں ہو گا؟ تو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ پہلے بادشاہ تھے۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر؛ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت خلافتِ راشدہ کے دور جیسا نہیں تھا۔

---

[306] مسند ابی داؤد الطیالسی: رقم الحدیث 1203 تحت: وسفینۃ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جواب:

اس حوالے سے یہاں تین باتوں کی وضاحت ضروری ہیں۔

1: خلافتِ راشدہ کا مفہوم

2: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور حکومت میں فرق۔

3: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافتِ عادلہ" تھی۔

"خلافتِ راشدہ" کا مفہوم:

جب ہم "خلافتِ راشدہ" اور "خلفائے راشدین" کہتے ہیں تو اس کا لغوی معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ "خلافتِ راشدہ" اور "خلفائے راشدین" شریعت کی خاص اصطلاحات ہیں۔ "خلافتِ راشدہ" کی اصطلاح سے مراد "خلافتِ راشدہ موعودہ فی القرآن" ہے یعنی ایسی خلافت جس کا وعدہ قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ اس خلافت کا وعدہ صرف چار خلفاء کے ساتھ کیا گیا ہے، سب کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح "خلفائے راشدین" سے مراد وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کے بارے میں آیتِ استخلاف میں اللہ نے خلافت کا وعدہ کیا اور وہ سات نہیں بلکہ چار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا١ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا١ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[307]

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو

[307] سورۃ النور:55

ایسے لوگ نافرمان شمار ہوں گے۔

اس آیت میں دو باتیں ملحوظ ہیں۔ "اٰمَنُوْا" (صیغہ ماضی) اور "مِنْكُمْ" (ضمیر حاضر) یعنی جو ایمان لا چکے ہوں اور خطاب کے وقت موجود ہوں۔ معلوم ہوا کہ خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو نزولِ آیت کے وقت موجود تھے اور نزول سے پہلے ایمان بھی لا چکے تھے۔ خلفائے اربعہ؛ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہی وہ حضرات ہیں جن میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں کہ یہ چاروں نزولِ آیت کے وقت موجود تھے اور ایمان لا چکے تھے جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت1362ھ) کے افادات پر مشتمل تفسیر "احکام القرآن" میں اس آیت کے تحت ذکر کیے گئے فوائد میں فائدہ نمبر 2 کے تحت لکھا ہے:

فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى صِحَّةِ إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَيْضًا لِأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَمَكَّنَ لَهُمْ كَمَا جَاءَ الْوَعْدُ وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِمْ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ. [308]

ترجمہ: یہ آیت خلفائے اربعہ کی امامت (وخلافت) کے صحیح ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس وعدہ کے مطابق انہی چار کو اللہ تعالیٰ نے خلافت وحکومت عطا فرمائی ہے۔ اس خلافت موعودہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شامل نہیں کیونکہ نزول آیت کے وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

خلاصہ یہ کہ "خلافتِ راشدہ" اور "خلفائے راشدین" اصطلاحات ہیں اور مراد ان سے وہ خلفاء اور ان کی خلافت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور وہ صرف چار حضرات اور ان کی خلافت ہی ہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فرق:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں فرق تھا، لیکن اس طور پر نہیں کہ ایک طرف صرف تقویٰ ہو اور دوسری طرف فسق ہو، ایک طرف عدل ہو اور دوسری طرف ظلم ہو، ایسا ہر

[308] احکام القرآن للتھانوی: ج16 ص260 تحت تفسیر سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

گز نہیں تھا بلکہ جمہور امت کے نزدیک یہ فرق صرف اس حد تک تھا جسے عزیمت اور رخصت کا، تقوی اور مباحات کا، احتیاط اور وسعت کا، اصابتِ رائے اور خطا اجتہادی کا فرق کہا جاسکتا ہے، یوں سمجھیں کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے عزیمت کو اختیار کیا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رخصت کو اپنایا۔

1: علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمْ يَكُنْ مِنْ مُلُوْكِ الْمُسْلِمِيْنِ مَلِكٌ خَيْرٌ مِنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ لَا كَانَ النَّاسُ فِيْ زَمَانِ مَلِكٍ مِنَ الْمُلُوْكِ خَيْرًا مِنْهُمْ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ اِذَا نُسِبَ اَيَّامُهُ اِلٰى اَيَّامِ مَّنْ بَعْدِهٖ وَ اَمَّا اِذَا نُسِبَ اِلٰى اَيَّامِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ظَهَرَ التَّفَاضُلَ. [309]

ترجمہ: مسلمان بادشاہوں میں سے کوئی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں ہوا اور اگر ان کے زمانے کا مقابلہ بعد کے زمانوں سے کیا جائے تو عوام کسی بادشاہ کے زمانے میں اتنے بہتر نہیں رہے ہیں جتنا کہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں، ہاں اگر ان کے زمانے کا مقابلہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے کیا جائے تو فضیلت کا فرق ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافتِ عادلہ":

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اب بلا شرکتِ غیر؛ متفقہ طور پر امیر المؤمنین اور مسلمانوں کے خلیفہ بن گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نظامِ خلافت کو انتہائی احسن انداز میں سنبھالا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافتِ راشدہ" تو نہیں ہاں البتہ "خلافتِ عادلہ" ضرور تھی۔

فائدہ: "خلافتِ راشدہ" نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصطلاحی خلافت یعنی خلافتِ راشدہ موعودہ فی القرآن نہیں تھی۔

[309] منهاج السنة النبوية لابن تيمية: ج3 ص291 فصل والقاعدة الكلية في هذا الخ

اعتراض نمبر 18

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے لیے جبراً بیعت لی

ابو الحسن عزّ الدین علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی المعروف ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: إِنِّيْ كُنْتُ أَخْطُبُ فِيْكُمْ فَيَقُوْمُ إِلَيَّ الْقَائِمُ مِنْكُمْ فَيُكَذِّبُنِيْ عَلٰى رُءُوْسِ النَّاسِ فَأَحْمِلُ ذٰلِكَ وَأَصْفَحُ، وَإِنِّيْ قَائِمٌ بِمَقَالَةٍ، فَأُقْسِمُ بِاللهِ لَئِنْ رَدَّ عَلَيَّ أَحَدُكُمْ كَلِمَةً فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِ كَلِمَةٌ غَيْرُهَا حَتّٰى يَسْبِقَهَا السَّيْفُ إِلٰى رَأْسِهِ [310]

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: کہ میں تمہارے سامنے خطبہ دے رہا ہوں اور تم میں سے جو میرے سامنے کھڑا ہونا چاہے کھڑا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے میری تکذیب کرے، میں اس پر حملہ آور ہوں گا اور تلوار چلاؤں گا۔ اور میں کھڑے ہو کر ایسا قول پیش کرنے لگا ہوں اور اللہ کے نام کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی نے میری بات کے جواب میں میرے مخالف ایک لفظ بھی کہا تو دوسری بات اس کی زبان سے نکلنے کی نوبت نہ آئے گی، تلوار اس کے سر پر پہلے چل چکی ہو گی۔

اعتراض:

روایت مذکورہ کی بنیاد پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جبراً یزید کی بیعت لی تھی۔

جواب نمبر 1:

یہ روایت بلا سند ہے، بلا سند روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔

ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی المعروف ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ (ت630ھ) نے یہ

[310] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص510 ثم دخلت سنۃ ست وخمسین

روایت اپنی کتاب الکامل فی التاریخ میں بغیر سند کے نقل کی ہے، اس روایت کا مأخذ بھی ذکر نہیں کیا، حالانکہ ابن اثیر رحمہ اللہ تاریخ طبری کو اکثر روایات میں اپنا مأخذ بناتے ہیں لیکن اس میں بھی یہ روایت موجود نہیں ہے تو ایسی بے سند روایت کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے؟

جواب نمبر 2:

خود شیعہ مؤرخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الیعقوبی (ت 284ھ) بھی اس کے مخالف روایت ذکر کرتے ہیں۔

وَحَجَّ مُعَاوِيَةُ تِلْكَ السَّنَةَ فَتَأَلَّفَ الْقَوْمَ وَلَمْ يُكْرِهْهُمْ عَلَى الْبَيْعَةِ.[311]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سال (یعنی سن 52 ہجری) حج کیا اور لوگوں کو مانوس کیا لیکن انہیں بیعت پر مجبور نہیں کیا۔

اگر ابن اثیر جزری کی مذکورہ بالا روایت صحیح ہوتی یا ضعیف ہی ہوتی تو شیعہ مؤرخ اسے اپنے موقف پر دلیل بناتا، اس کا دلیل نہ بنانا اور صحیح روایت کو لکھ دینا بھی اس بات کی تائید ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

---

[311] تاریخ الیعقوبی: ج2 ص217 وفاۃ الحسن بن علی علیہ السلام

اعتراض نمبر 19

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکر وفریب کے ساتھ یزید کے لیے بیعت لی

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ بِنَخْلَةَ، قَالَ: بَايَعَ النَّاسُ لِيَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ غَيْرَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْسَلَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! قَدِ اسْتَوْسَقَ النَّاسُ لِهٰذَا الْأَمْرِ غَيْرَ خَمْسَةَ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، أَنْتَ تَقُوْدُهُمْ يَا ابْنَ أَخِيْ! فَمَا إِرْبُكَ إِلَى الْخِلَافِ؟ قَالَ: أَنَا أَقُوْدُهُم؟ قَالَ: نَعَمْ أَنْتَ تَقُوْدُهُمْ، قَالَ: فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَإِنْ بَايَعُوْا كُنْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ وَإِلَّا لَمْ تَكُنْ عَجَّلْتَ عَلَيَّ بِأَمْرٍ.[312]

ترجمہ: ابن عون نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے نخلہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی، حضرت عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے علاوہ تمام لوگوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ آئے، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا اور کہا: اے میرے بھتیجے! سب لوگ یزید کی بیعت کے لیے آمادہ ہو چکے ہیں سوائے قریش کے پانچ آدمیوں کے (یعنی آپ، حضرت عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے) اے میرے بھتیجے! آپ ان کے قائد ور ہنما ہیں تو آپ یزید کی بیعت کی مخالفت نہ کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا: کیا میں ان کا رہنما ہوں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، آپ ان کے رہنما ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ان (بقیہ چار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے پاس پیغام بھیجیے، اگر وہ بیعت کرتے ہیں تو میں بھی انہی میں سے ایک آدمی ہوں (یعنی میں بھی بیعت کر لوں گا) اور اگر وہ بیعت

[312] تاریخ الطبری: ج5 ص303 ثم دخلت سنۃ ست وخمسین

نہیں کرتے تو پھر آپ میرے بارے میں کسی معاملہ میں جلدی نہ کیجیے گا۔

(آگے امام طبری رحمہ اللہ نے اسی عبارت کو تکرار کے ساتھ پانچ مرتبہ نقل کیا ہے مطلب یہی ہے کہ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بقیہ چار صحابہ کرام میں سے ہر ایک کی طرف یہی پیغام بھیجا اور ہر ایک کو یہی کہا کہ آپ ان کے قائد ہیں، اگر آپ بیعت کے لیے تیار ہو جائیں تو یہ سب بیعت کے لیے تیار ہو جائیں گے)

اعتراض:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چند اکابر صحابہ کرام (حضرت عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو انفرادی طور پر ملے اور ان میں سے ہر ایک سے بطور مکر و فریب کے کہا کہ باقی بیعت کے لیے تیار ہیں اگر آپ نے بیعت کر لی تو باقی سارے صحابہ کرام بیعت کر لیں گے، اس لیے کہ باقی افراد کی بیعت کا دار ومدار آپ کی بیعت پر ہے اور یوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکر و فریب سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یزید کی بیعت کے لیے تیار کیا۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد کی بنیاد پر ہے۔ کیونکہ یہ روایت سنداً صحیح نہیں ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت310ھ) اس روایت کے شروع میں فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ بِنَخْلَةَ."

ترجمہ: مقامِ نخلہ کے ایک شخص نے مجھے بیان کیا۔

اس روایت میں نقل کرنے والا آدمی مجہول ہے۔ نہ جانے یہ فرد کون ہے، مسلمان ہے یا کافر، رافضی ہے یا سُنّی، سچا ہے یا جھوٹا، کچھ علم نہیں ہے۔ لہٰذا اس مجہول راوی کی وجہ سے یہ روایت معتبر نہیں ہو گی۔ اگر راوی مجہول العین یا مجہول الحال ہو تو محدثین کرام رحمہم اللہ کے نزدیک ایسی روایت معتبر نہیں ہوتی۔

1: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی رحمہ اللہ (ت463ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جَهِلَتْ عَيْنُهُ وَصِفَتُهُ لِأَنَّهُ حِيْنَئِذٍ لَا سَبِيْلَ اِلٰى مَعَارِفِ عَدَالَتِهٖ. هٰذَا قَوْلُ

كُلِّهِمْ . [313]

ترجمہ: ایسی روایت جس کا راوی مجہول العین اور مجہول الوصف ہو، وہ روایت قبول نہیں ہو گی، اس لیے کہ اس راوی کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا قول ہے۔

2: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی شافعی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِيْرِ. [314]

ترجمہ: مجہول العدالت خواہ ظاہراً ہو یا باطناً؛ اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

[313] الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب: ص324 باب القول في الرجل يروي الحديث يتقن سماعه

[314] تقریب النواوی: ص172 النَّوْعُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ: صِفَةُ مَنْ تُقْبَلُ رِوَايَتُهٗ

اعتراض نمبر 20

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے لیے رشوت دی

ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی المعروف ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَسَارَ الْمُغِيْرَةُ حَتّٰى قَدِمَ الْكُوْفَةَ وَذَاكَرَ مَنْ يَثِقُ إِلَيْهِ وَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّهٗ شِيْعَةٌ لِبَنِيْ أُمَيَّةَ أَمْرَ يَزِيْدَ، فَأَجَابُوْا إِلٰى بَيْعَتِهٖ، فَأَوْفَدَ مِنْهُمْ عَشَرَةً، وَيُقَالُ أَكْثَرُ مِنْ عَشَرَةٍ، وَأَعْطَاهُمْ ثَلَاثِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَجَعَلَ عَلَيْهِمُ ابْنَهٗ مُوْسَى بْنَ الْمُغِيْرَةِ، وَقَدِمُوْا عَلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَزَيَّنُوْا لَهٗ بَيْعَةَ يَزِيْدَ وَدَعَوْهُ إِلٰى عَقْدِهَا، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا تُعَجِّلُوْا بِإِظْهَارِ هٰذَا وَكُوْنُوْا عَلٰى رَأْيِكُمْ، ثُمَّ قَالَ لِمُوْسٰى: بِكَمِ اشْتَرٰى أَبُوْكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ دِيْنَهُمْ؟ قَالَ: بِثَلَاثِيْنَ أَلْفًا، قَالَ: لَقَدْ هَانَ عَلَيْهِمْ دِيْنُهُمْ.[315]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سفر شروع کیا یہاں تک کہ کوفہ پہنچے، وہ لوگ جن پر انہیں بھروسہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یزید کی امارت کے معاملہ میں یہ بنو امیہ کے گروہ میں سے ہیں ان کے سامنے یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے یزید کی بیعت کو قبول کیا، ان میں سے دس آدمیوں کا وفد ملک شام روانہ کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دس سے زائد لوگ تھے۔ اور دس آدمیوں کو تیس تیس ہزار دراہم دیے اور ان پر نگران (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے) اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کو بنایا، یہ سب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یزید کی بیعت کو مزین کر کے پیش کیا اور اسی کو (امارت پر) متعین کرنے کی دعوت دی۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بات کے ظاہر کرنے میں جلد بازی نہ کرو اور اپنی رائے پر قائم رہو۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ بن مغیرہ سے (تنہائی میں) پوچھا: کہ آپ کے والد (حضرت مغیرہ بن شعبہ

[315] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص504 ثم دخلت سنۃ ست وخمسین

رضی اللہ عنہ) نے ان لوگوں کے دین کو کتنے درہم میں خریدا؟ تو موسیٰ بن مغیرہ نے جواب دیا: کہ تیس ہزار درہم میں۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تب تو ان کا دین ان کی نظروں میں بہت سستا ہے۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے یزید کی بیعت کے لیے رشوت دی تھی۔

جواب:

روایتِ بالا؛ بلا سند ہے اور بغیر سند کے روایت قابلِ اعتماد نہیں ہوتی۔

ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی المعروف ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ (ت630ھ) نے اپنی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں اس روایت کو بغیر سند اور بغیر حوالے کے پیش کیا ہے، تو بلا سند و بلا حوالہ روایت کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟

فائدہ:

یہ روایت بھی صرف "الکامل فی التاریخ" میں ہے، اس کے علاوہ ہماری معلومات کی حد تک کتبِ تاریخ میں یہ روایت نہیں ملتی حتی کہ "تاریخ طبری" جو ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کا مأخذ ہے اس میں بھی یہ روایت موجود نہیں۔

اعتراض نمبر 21

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؛ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوئے

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِ يكَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً؟ فَقَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أُرَاهَا مُصِيبَةً؟ وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: هٰذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. [316]

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدیکرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنی اسد کے قنسرین نامی جگہ کے رہنے والے ایک شخص حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا؟ مقدام نے یہ سن کر کلمات ترجیع (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) پڑھے تو ان افراد میں سے موجود ایک شخص نے کہا: کیا آپ ان کی وفات کو مصیبت سمجھتے ہیں؟ (کہ اس موقع پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ رہے ہیں؟) تو انہوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا، اور فرمایا: یہ (حضرت حسن) میرے مشابہ ہے، اور حسین؛ علی کے مشابہ ہیں۔ یہ سن کر اس قبیلہ بنو اسد کے آدمی نے کہا: وہ ایک انگارہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔

اعتراض:

روایت بالا کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوئے تھے۔

---

[316] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4131

جواب نمبر 1:

اس روایت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ؛حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پہ خوش ہوئے تھے، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا لفظ نہیں کہا تو بلاوجہ ان پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔

جواب نمبر 2:

اس روایت میں "بقیہ بن ولید" نامی راوی مدلّس ہے اور صیغہ "عن" سے روایت کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہوگی۔

فائدہ:

ذیل میں "تدلیس" کی تعریف اور بقیہ بن ولید کے مدلّس ہونے کی صراحت محدثین کرام رحمہم اللہ سے پیش کی جاتی ہے۔

تدلیس کی تعریف:

اگر کسی حدیث کی سند یا متن میں پائے جانے والے عیب کو چھپا کر اسے مزین کر کے پیش کیا جائے تو اس وصف کا نام "تدلیس" ہے۔ ایسا کرنے والے راوی کو "مدلّس" کہا جاتا ہے۔ جیسے راوی اپنے استاذ سے سنے بغیر اس کی طرف منسوب کر کے ایسے الفاظ سے نقل کرے جن سے براہِ راست سننے کا گمان ہو۔ مثلاً قال (قال فلان) اور عن (عن فلان)

بقیہ بن ولید مدلس راوی ہے:

یہ روایت "بقیہ بن ولید" راوی کے مدلس ہونے کی وجہ سے نا قابلِ حجت ہے۔

بقیہ بن ولید کے مدلس ہونے پر چند محدثین کرام رحمہم اللہ کی تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

1: علامہ ابوالفرج عبد الرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بغدادی حنبلی المعروف بابن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ مُدَلِّسًا يَرْوِيْ عَنْ قَوْمٍ مَتْرُوْكِيْنَ وَ مَجْهُوْلِيْنَ.[317]

ترجمہ: وہ (بقیہ) مدلس تھا، متروک اور مجہول لوگوں سے روایات نقل کرتا تھا۔

2: علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ: كَانَ مُدَلِّسًا، فَإِذَا قَالَ "عَنْ" فَلَيْسَ بِحُجَّةٍ.[318]

ترجمہ: کئی علماء نے کہا ہے کہ بقیہ مدلس ہے، جب یہ "عن" سے روایت کرے تو حجت نہیں ہے۔

3: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ: أَجْمَعُوْا عَلَى أَنَّ بَقِيَّةَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ.[319]

ترجمہ: امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الخلافیات" میں فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ بقیہ حجت نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

دیگر تاریخی روایات سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل اس سے جدا ثابت ہوتا ہے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمَّا جَاءَ الْكِتَابُ بِمَوْتِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اتَّفَقَ كَوْنُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَعَزَّاهُ فِيْهِ بِأَحْسَنَ تَعْزِيَةٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَدًّا حَسَنًا.[320]

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی موت کی خبر (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کو پہنچی تو اتفاقاً اُس

[317] الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی: ج1 ص146 رقم الترجمۃ 546

[318] میزان الاعتدال للذھبی: ج1 ص310 رقم الترجمۃ 1191

[319] تہذیب التہذیب لابن حجر: ج1 ص448 رقم الترجمۃ 880

[320] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص707 فصل: تولی ابن عباس امامۃ الحج

وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اُن کے پاس موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس افسوس ناک خبر پر نہایت ہی اچھے طریقے سے تعزیت کی تو اُس کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اُتنے ہی اچھے طریقے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو (تعزیتی کلمات) جواب دیا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو تعزیت کے لیے بھیجنا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو باضابطہ طور پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے لئے بھیجا، یزید نے انتہائی عمدہ الفاظ میں تعزیت کی۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

وَبَعَثَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ابْنَهُ يَزِيْدَ فَجَلَسَ يَدَيِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعَزَّاهُ بِعِبَارَةٍ فَصِيْحَةٍ وَجِيْزَةٍ شَكَرَهُ عَلَيْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. [321]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو بھیجا، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے نہایت ہی فصیح اور جامع الفاظ میں آپ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات) کی تعزیت کی، جس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔

---

[321] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص707 تولی ابن عباس امامۃ الحج

اعتراض نمبر 22

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قصاصِ عثمان کے مطالبہ کے حقدار نہیں تھے

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

قَامَ فِي النَّاسِ مُعَاوِيَةُ، وَجَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مَعَهُ، يُحَرِّضُوْنَ النَّاسَ عَلَى الْمُطَالَبَةِ بِدَمِ عُثْمَانَ، مِمَّنْ قَتَلَهُ. [322]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ کچھ صحابہ کرام کھڑے ہوئے اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے ان کے خون کا بدلہ لینے پر تیار کرنے لگے۔

اعتراض:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا قصاص طلب کیا، حالانکہ یہ مطالبہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قریبی ورثاء خصوصاً ان کے بیٹوں کا حق تھا۔

جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے قاتلینِ عثمان کے قصاص کا مطالبہ بالکل درست تھا، اس لیے کہ:

1: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، خلیفۂ مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار چچازاد بھائی تھے۔

2: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے باضابطہ طور پر قصاصِ عثمان کے معاملے میں حضرت امیر معاویہ

[322] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص244 ذکر بیعۃ علی رضی اللہ عنہ بالخلافۃ

رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل مقرر کیا تھا۔

1: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا چچازاد بھائی ہونا:

1: دونوں کا شجرہ نسب ملاحظہ ہو:

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 535ھ) فرماتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ.[323]

ترجمہ: (والد کی طرف سے نسب اس طرح ہے) عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ.[324]

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔

فائدہ: سیدنا عثمان بن عفان اور معاویہ بن ابی سفیان دونوں کا نسب "اُمیہ بن عبد شمس" پر ملتا ہے۔ چونکہ دونوں کے نسب میں "اُمیہ" تک واسطوں کی تعداد برابر ہے، اس لیے عربی عرف میں ایسے رشتے کو بھی چچازاد بھائی کہا جاتا ہے۔

2: امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ

[323] سِیَر السلف الصالحین: ص68 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[324] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص408 فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهٖ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهٖ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهٗ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهٗ. [325]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، اس لیے آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

فائدہ: مذکورہ عبارت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چچازاد بھائی ہونے کی تصریح کی ہے۔

2: اولادِ عثمان کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ مقرر کرنا:

1: (شیعہ مصنف) ابو صادق سلیم بن قیس عامری ہلالی کوفی (ت 76ھ) لکھتے ہیں:

وَإِنَّ مُعَاوِيَةَ يَطْلُبُ بِدَمِ عُثْمَانَ، وَمَعَهٗ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَوَلَدُ عُثْمَانَ، حَتّٰى اسْتَمَالُوْا أَهْلَ الشَّامِ. [326]

ترجمہ: اور بے شک معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کر رہے تھے، اور ان کے ساتھ حضرت ابان بن عثمان اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے (دیگر) بیٹے بھی تھے، یہاں تک کہ انہوں نے اہلِ شام کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

2: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ)

---

[325] تاریخ الاسلام للذہبی: ج 3 ص 540 وقعۃ صفین

[326] کتاب سُلَیم بن قَیس الهلالی: ص 279 کیف جمع معاویة اهل الشام علی الاخذ بثار عثمان

فرماتے ہیں:

إِنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا، وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ، وَأَنَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ، وَأَمْرُهُ إِلَيَّ. [327]

ترجمہ: (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) بے شک عثمان رضی اللہ عنہ مظلومانہ طور پر قتل کیے گئے، اور میں ان کا چچازاد ہوں اور میں ان کے خون کا مطالبہ کرتا ہوں، اور ان کا (قصاص کا) معاملہ میرے سپرد کیا گیا ہے۔

3: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّهُ وَلِيُّ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْمَطَالِبُ بِدَمِهِ وَهُوَ أَحَقُّ النَّاسِ. [328]

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے اور ان کا قصاص کا مطالبہ کرنے والے تھے اور اس وجہ سے تمام لوگوں میں سے (قصاص کے) زیادہ حقدار تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[327] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص524 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئ من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[328] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج12 ص148 باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب

اعتراض نمبر 23

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قاتلینِ عثمان سے قصاص نہ لیا

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ فَعَلَ مُعاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ تَمَّتْ لَهُ الْخِلَافَةُ، وَمَلَكَ مِصْرَ وَغَيْرَهَا بَعْدَ أَنْ قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَحْكُمْ عَلٰى واحِدٍ مِنَ الْمُتَّهَمِيْنَ بِقَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِإِقَامَةِ الْقِصَاصِ، وَأَكْثَرُ الْمُتَّهَمِيْنَ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَالْكُوْفَةِ وَالْبَصْرَةِ، وَكُلُّهُمْ تَحْتَ حُكْمِهٖ وَأَمْرِهٖ وَغَلَبَتِهٖ وَقَهْرِهٖ[329]

ترجمہ: اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کیا۔ جب ان کی خلافت مکمل طور پر قائم ہو گئی، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مصر اور دیگر علاقوں کے حکمران بن گئے تو انھوں نے ان لوگوں میں سے جن پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا الزام تھا؛ کسی پر بھی قصاص نافذ نہیں کیا، حالانکہ جن افراد پر الزام تھا ان میں سے اکثر مصر، کوفہ اور بصرہ کے رہنے والے تھے، اور سب کے سب ان کے حکم، خلافت، غلبے اور طاقت کے ماتحت تھے۔

علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

2: أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَصَارَ أَمِيْرًا عَلٰى جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَمَعَ هٰذَا لَمْ يَقْتُلْ قَتَلَةَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا قَدْ بَغَوْا.[330]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (کی امارت پر) لوگ جمع ہو گئے اور وہ تمام مسلمانوں کے امیر بن گئے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اُن قاتلوں کو قتل

[329] التذکرۃ بأحوال الموتیٰ وأمور الآخرۃ للقرطبی: ج2 ص190 باب ماجآء ان عثمان رضی اللہ عنہ لما قتل سل سیف الفتنۃ

[330] منھاج السنۃ النبویۃ لابن تیمیۃ: ج2 ص300 تحت مزاعم الرافضی عن معاویۃ رضی اللہ عنہ والرد علیہ

نہیں کیا جنہوں نے بغاوت کی تھی۔

اعتراض:

مذکورہ بالا عبارات کے پیشِ نظر؛ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص نہیں لیا، حالانکہ وہ خود خلیفہ تھے اور قصاص لینے کی قدرت بھی رکھتے تھے۔

جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بساط کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کی تلاش کی کوشش کی، اور جن افراد کا قتلِ عثمان میں ملوث ہونا ثابت ہوگیا اور شریعت کے معیار کے مطابق قصاص لازم آتا تھا، انہوں نے قتل کروایا۔ اس پر درج ذیل روایات پیش کی جاتی ہیں:

1: امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) لکھتے ہیں:

فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُوْ عَمْرٍو بْنُ بُدَيْلٍ الْخُزَاعِيُّ وَالتُّجِيْبِيُّ، قَالَ: فَطَعَنَهُ أَحَدُهُمَا بِمِشْقَصٍ فِيْ أَوْدَاجِهِ، وَعَلَاهُ الْآخَرُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلُوْهُ، ثُمَّ انْطَلَقُوْا هِرَابًا يَسِيْرُوْنَ بِاللَّيْلِ وَيَكْمُنُوْنَ بِالنَّهَارِ، حَتّٰى أَتَوْا بَلَدًا بَيْنَ مِصْرَ وَالشَّامِ، قَالَ: فَكَمَنُوْا فِيْ غَارٍ، قَالَ: فَجَاءَ نَبَطِيٌّ مِنْ تِلْكَ الْبِلَادِ مَعَهُ حِمَارٌ، قَالَ: فَدَخَلَ ذُبَابٌ فِيْ مِنْخَرِ الْحِمَارِ، قَالَ: فَنَفَرَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْغَارَ، وَطَلَبَهُ صَاحِبُهُ فَرَآهُمْ، فَانْطَلَقَ إِلٰى عَامِلِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَأَخْبَرَهُ بِهِمْ، قَالَ: فَأَخَذَهُمْ مُعَاوِيَةُ فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمْ.[331]

ترجمہ: ابو عَمرو بن بُدَیل خُزاعی اور تُجیبی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور ان میں سے ایک نے تیز نوک والے تیر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گردن پر وار کیا، اور دوسرے نے تلوار سے حملہ کرکے انہیں شہید کر دیا۔ پھر وہ سب وہاں سے بھاگ نکلے، رات کو سفر کرتے اور دن بھر چھپے رہتے، یہاں تک کہ مصر اور شام کے درمیان پہنچ گئے اور وہاں ایک غار میں جا کر چھپ گئے۔ اتنے میں ایک دیہاتی شخص وہاں آیا جس کے ساتھ

[331] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج2 ص318 ما ذکر في عثمان وغیرہ من الفتن رقم الحدیث 38846

ایک گدھا بھی تھا۔ گدھا ناک میں مکھی گھسنے کی وجہ سے بدکا اور بھاگ کر اس غار میں چلا گیا۔ جب گدھے کا مالک اس کے پیچھے غار میں آیا تو اس نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے اسی وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عامل کو اس کی خبر دی۔ لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں گرفتار کروایا اور انہیں قتل کروادیا۔

2: ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی قرطبی الظاہری رحمہ اللہ (ت 456ھ) لکھتے ہیں:

وَلِأَبْرَهَةَ ابْنَانِ: أَبُوْ شَمْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ؛ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ كَانَ أَحَدَ الْمُجَلِّبِيْنَ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَخَذَهُ مُعَاوِيَةُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ، وَمَعَ كِنَانَةَ بْنِ بُشْرٍ وَغَيْرِهِمَا رَهَائِنَ، إِذْ مَضٰى إِلٰى مِصْرَ قَبْلَ صِفِّيْنَ وَسَجَنَهُمْ، فَهَرَبُوْا مِنَ السِّجْنِ، فَأُدْرِكُوْا، فَقَتَلَهُمْ مُعَاوِيَةُ كُلَّهُمْ. [332]

ترجمہ: ابرہہ کے دو بیٹے تھے، جن میں سے ایک ابو شمر تھا، جو صفین کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑتے ہوئے مارا گیا، اور اس کی بیوی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسانے والوں میں سے تھا۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے عبدالرحمٰن بن عبداللہ، محمد بن ابی حذیفہ، کنانہ بن بشر اور دیگر افراد کے ساتھ بطورِ یرغمال گرفتار کیا، جب وہ صفین سے پہلے مصر گیا اور ان سب کو قید کر دیا۔ پھر وہ قید سے بھاگ نکلے، لیکن پکڑے گئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سب کو قتل کروادیا۔

3: امام ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ سَنَةِ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ، فَنَزَلَ عَيْنَ شَمْسٍ، وَكَانَ عَلٰى مُجَنَّبَةِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ أَبُوْ عَرِيْبٍ الْبَلَوِيُّ، وَعَلَى الْيُسْرٰى عَزِيْزُ بْنُ فَارِعٍ الْأَصْبَحِيُّ، فَمَنَعُوْا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَصْحَابَهُ أَنْ يَدْخُلُوا الْفُسْطَاطَ، فَلَمَّا رَاٰى مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَا

[332] جمهرة انساب العرب لابن جزم: ص435 وهؤلاء بنو حمير بن سبأ بن يشجب بن يعرب بن قحطان

يَسْتَطِيْعُ الدُّخُوْلَ كَتَبَ إِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ: إِنَّا لَا نُرِيْدُ قِتَالَ أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِنَّمَا جِئْنَا نَسْأَلُ الْقَوَدَ بِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ادْفَعُوْا إِلَيْنَا قَاتِلَهُ ابْنَ عَدِيْسٍ، وَكِنَانَةَ بْنَ بَشَرٍ، وَهُمَا رَأْسُ الْقَوْمِ ... فَأَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَرٰى فِيْ خَمْسَةِ أُمُوْرٍ شَتّٰى فِيْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ: ... وَابْعَثْ إِلٰى أَبِيْ رَاشِدٍ صَاحِبِ فِلَسْطِيْنَ، يَبْعَثْ بِمَنْ عَرَجَ مِنْهُمْ إِلٰى أَرْضِهٖ. فَبَعَثَ أَبُوْ رَاشِدٍ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللهِ الْخَثْعَمِيَّ فِيْ طَلَبِ الرَّهْنِ. قَالَ: فَخَرَجَتْ نَبَطِيَّةٌ مِنْ أَنْبَاطِ فِلَسْطِيْنَ تَطْلُبُ حِمَارًا، فَاتَّبَعَتِ الْحِمَارَ حَتّٰى صَلَّ إِلٰى غَارٍ، فَرَأَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَأَصْحَابَهٗ فِي الْغَارِ، وَكَانُوْا يَسِيْرُوْنَ اللَّيْلَ وَيَكْمُنُوْنَ النَّهَارَ، فَدَلَّتِ النَّبَطِيَّةُ عَلَيْهِمْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَزَعَمَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ ابْنَ أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكِنَانَةَ بْنَ بَشَرٍ عُرِضَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُسْتَبْقَيَا، فَكَرِهَا ذٰلِكَ، فَقُتِلُوْا.[333]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم سنہ 36 ہجری میں عین دوپہر کے وقت مصر پہنچے۔ محمد بن ابی حذیفہ کی دائیں جانب ابو عریب بلوی کمانڈر تھے، اور بائیں جانب عزیز بن فارع الاصبحی۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو فسطاط میں داخل ہونے سے روک دیا۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ شہر میں داخل نہیں ہوسکتے تو انھوں نے محمد بن ابی حذیفہ کو یہ لکھا کہ ہم مسلمانوں سے قتال نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے آئے ہیں۔ لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل یعنی ابن عدیس اور کنانہ بن بشر کو ہمارے حوالے کر دو یہ دونوں اس گروہ کے سردار ہیں ... پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک ہی رات میں پانچ مختلف واقعات پیش آئے ہیں تمہاری کیا رائے ہے؟ ... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ... فلسطین کے حاکم ابو راشد کے پاس قاصد بھیجیں تاکہ وہ اپنی طرف بھاگے ہوئے لوگوں کو تلاش کریں۔ لہٰذا ابو راشد نے عمرو بن عبد اللہ الخثعمی کو ان بھگوڑوں کی تلاش میں بھیجا۔ راوی کہتا ہے فلسطین کی ایک دیہاتی عورت اپنا گدھا تلاش کرتی

[333] تاریخ دمشق لابن عساکر: ج50 ص259 ترجمۃ کنانۃ بن بشر بن سلمان

ہوئی ایک غار تک پہنچ گئی، جہاں اس نے محمد بن ابی حذیفہ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا، وہ دن بھر چھپے رہتے اور رات میں سفر کرتے تھے۔ اس دیہاتی عورت نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں خبر دار کر دیا۔ پس یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن ابی حذیفہ اور کنانہ بن بشر کو زندگی اور موت میں اختیار دیا گیا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا، تو انہیں قتل کر دیا گیا۔

4: شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحموی (ت 626ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجَلِيْلُ: بِالْفَتْحِ، ثُمَّ الْكَسْرِ، وَيَاءٍ سَاكِنَةٍ، وَلَامٍ أُخْرٰى، جَبَلُ الْجَلِيْلِ فِيْ سَاحِلِ الشَّامِ، مُمْتَدٌّ إِلٰى قُرْبِ حِمْصٍ، كَانَ مُعَاوِيَةُ يَحْبِسُ فِي مَوْضِعٍ مِنْهُ مَنْ يُظْفَرُ بِهِ مِمَّنْ يُنْبَزُ بِقَتْلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [334]

ترجمہ: الجلیل: جیم پر زبر، لام پر زیر، یاء ساکن اور آخر میں ایک اور لام۔ شام کے ساحل پر ایک پہاڑ ہے جو حمص کے قریب تک پھیلا ہوا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے ایک مقام پر اُن لوگوں کو قید رکھتے تھے جن پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل میں ملوث ہونے کا الزام ہوتا تھا۔

مذکورہ بالا تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قاتلینِ عثمان سے قصاص لیا ہے۔

---

[334] معجم البلدان للحِموی: ج2 ص158 باب الجیم والمیم